C978
.Y1557ms
.U/k

SHASTRI INDO-CANADIAN INSTITUTE
156 Golf Links,
New Delhi-3, India

C978 .V1557ms
INSTITUTE .U/k
OF
ISLAMIC
STUDIES
53283 ★
McGILL
UNIVERSITY

3848795

CANCEL

OCT 11 1972

Library
Institute of Islamic Studies

محل خانہ شاہی

بہ ترجمہ

حضرت خنجر لکھنوی

M. ABDULLAH & M. ABDUL AZIZ BOOK SELLERS
MUJTABAI PRESS LUCKNOW

نوٹ: بلا اجازتِ مہتمم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمادیں!

چند دلچسپ جدید ناول

رہبر - ایک دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ ہو نئی دنیا کے ایک باوفا عاشق و معشوق کی سچی محبت کی تصویر کھینچی ہے بزم کے ساتھ رزم بھی ہے - ۶ر

عثمان و مریم - مولفہ پرنس بدیع الزماں خاں صاحب بی - اے جسمیں جنگ صلیبی کا نظارہ اور زمانہ یورپ کے سوشیل حالات کے ساتھ عشق و محبت کے کارنامے بہت خوبی سے دکھائے گئے ہیں - قیمت ۶ر

جفائے حسن - ایک شریف خاندان کا کس مپرسی کی حالت سے یکبارگی عروج پھر آن واحد میں بربادی ایک یورپین لیڈی کا ایک ہندوستانی نوجوان سے عشق کینہ پروری اور خود غرضی کیساتھ دکھایا گیا ہے - ۳ر

خواب عبرت - ہاشم کا خواب میں موت اور قبر کا نظارہ کرنا - نکیرین سے سوال و جواب اور اعمال کی سزا و جزا کا مشاہدہ کرنا عجیب پند آمیز اور پراثر طریقہ سے بیان کیا گیا ہے - قیمت ۶ر

خونی رقیب - مشہور ناول نویس جناب خنجر لکھنوی نے اس ناول میں عہد شہنشاہ اکبر کا ایک پراسرار و سبق آموز افسانہ ہندو و مسلم اتحاد و خلوص کا پراثر مرقع حقیقی جذبات کی اعلے و دلکش تصویروں کے ساتھ دکھایا ہے

معشوقہ عرب - ملک عرب کی ایک دلچسپ داستان حسن و عشق از جناب وحشی نگرامی - قیمت ۸ر

سلیم و مہرالنسا - شہنشاہ جہانگیر اور نورجہان بیگم کی محبت کا سچا اور تاریخی قصہ بہت خوبی کے ساتھ ناول کے طرز پر لکھا گیا

خون آرزو - نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ہے - ۲ر

مکمل فہرست مفت طلب فرمائیے

دامانِ نگہ تنگ گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

محل خانۂ شاہی

جس میں اعلیحضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بہادر نور اللہ مرقدہ آخری شاہ اودھ نے خود اپنے قلم بلاغت رقم سے اپنے محلات عظمیٰ کے واقعات اور پریخانے کے حالات تعلیم موسیقی کے طریق، اپنی عشقیہ لائف، ہجر و وصل کے سوز و ساز، نہایت مشرح طور سے دلچسپ دلکش الفاظ میں دکھائے ہین، جو رنگین طبیعت والون کے لیے تیر و نشتر سے کم نہین اگر آپ کو حسن و عشق کے اصلی جذبات دیکھنا ہون تو اسکو ضرور پڑھیے۔

جسکو

عالی جناب مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی نے لکھنو کی شستہ زبان
مین فارسی کتاب سے ترجمہ کیا۔

حسب اجازت مترجم صاحب

نامی پریس لکھنؤ مین بحسن و خوبی چھپا

اپریل سنہ ۱۹۲۶ء
بار اول

C9178
V1557 U/K

دیباچہ

صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کیلیے ادائے خاص سے غالب ہوا ہی نکتہ سرا

حضرات ناظرین - آج مین اپنے کانپتے ہوے دل اور تھر تھراتے ہوے ہاتھ سے قلم اٹھاکر صفحہ قرطاس پر کچھ ایسے نقش و نگار اور گل بوٹے بنانا چاہتا ہون جو حد و د تکمیل کو پہونچکر اپنی بھینی بھینی خوشگوار مہک سے مشام فہم کو اسطرح تر و تازہ کرینگے جیسے شبنم کی آبیاری سے سبزہ خوابیدہ لہلہانے لگتا ہی اور کیونکر نہ ہو یہ وہی گلزار عیش و شادمانی ہے جس کی طرف بصد اشتیاق تمام ہندوستان بالخصوص اودہ کے بچے بچے کی نظرین لگی ہوئی ہین اور وہ عالم خیال مین نہایت اضطرار و بیچینی سے اس پھولے پھلے باغ کا نظارہ کر رہے ہین جسے انقلاب زمانہ اور گردش فلکی دست خزان کے ذریعہ سے ایسا تباہ و برباد کیا اور اسکے برگ و بار اسطرح منتشر ہوے جنکا ایک جا جمع ہونا محال بلکہ ناممکن ہے ؛

وہ یہی باغ ہے جس کی بوقلمونی نے ابناے جہان کو غرق حیرت کر رکھا ہے اور وہ اپنے متحیر دل پریشان نظرون سے گھبرا گھبرا کر دلچسپی سے اسکے ہر پھول پنکھڑی کو بنظر تعمق دیکھکر حیران رہجاتے ہین خصوصاً ان لوگون کا شوق دید خصوصیت سے قابل بیان ہے جن کی مشتاق نگاہین اس دلفریب منظر سے محروم ہین لیکن ان کے للچائے ہوے کان ضرور یہ ذکر سننے کے آرزومند ہین اور اکثر اوقات یہی لوگ ان بزرگون کی خدمت مین بیٹھکر نہایت انہماک سے یہ دلچسپ واقعات سنکر محظوظ و مسرور ہوتے ہین جو خوش قسمتی سے وہ دور شادمانی دیکھے ہوے ہین اور اس گلستان پر فضا کی تفریح کر چکے ہین جس کی روح افزا کیفیت ہنوز دلون مین بسی ہوئی ہے اور یہ متقاضی تر

کیونکر نہ ہو سرکار والاقتدار انجم حشم مہر شیم فلک مرتبت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان سکندر جاہ فریدون فر ناصر الدین اعلیحضرت جانعالم محمد واجد علیشاہ بہادر جنت آرام گاہ نور اللہ مرقدہ خاتم خاندان سلاطین اودہ کا لگایا ہوا باغ اور جمائے ہوے جلسے ایسے نہیں جنھیں دنیا ایک گردش نگاہ میں پس انداز کر سکے۔۔ ۔ ۔۔ ۔ وہ ابھی تک جگمگا جگمگا کر اسی طرح آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہے ہیں جس طرح عہد ماضیہ میں انکی نورانی ضو نظر عالم کو خیرہ کیا کرتی تھی ۔۔ ۔ ۔ میں اس خوش نصیبی پر نہایت فخر سے اظہار مسرت کرتا ہون کہ آج وہ در گنجینہ مضامین جو مدت سے شوقین نظرون سے نہان تھا تلاش کر کے قدر دانون کی خدمت مین پیشکش کرتا ہون یقین ہے ملک کی شائق نگاہین آخری شاہ اودہ نور اللہ مرقدہ کی لکھی ہوئی تاریخ پریخانہ کا ترجمہ جو محل خانہ شاہی کے نام سے ان کے سامنے ہی ضرور محظوظ ہون گی۔ ۔

۔۔ آخر مین مین اُن حضرات کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جن صاحبان نے نیک نفسی اور نہایت ایثار خلوص سے اس ترجمہ مین میری امداد فرمائی ہی سب کے پہلے عالی جناب شیخ محمد یوسف حسین خان صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا ورئیس اعظم شہر لکھنو کا مشکور ہون کیونکہ یہ تحفہ بیش بہا (تاریخ پریخانہ) انھین کے کتب خانے مین تھی اور جناب ممدوح نے از راہ نوازش میرے حسب خواہش مجھے عنایت فرمائی ۔۔ ۔۔ جس سے میرے دلمین خاص قسم کا جوش پیدا ہوا اور ترجمے کے واسطے قلم اٹھایا لیکن سخت متحیر تھا کہ مجھ سے بے بضاعت شخص سے یہ کام کیونکر انجام پائے گا۔ مگر اس بارے مین خاص طور سے اپنے معظمی و محترمی کرمفرما جناب شاہزادہ مرزا انجم قدر بہادر المتخلص بہ نجم کا ممنون ہون کہ انھون نے اپنی دلبستگی سے از ابتدا تا انتہا میری اعانت فرمائی جس کا خوشگوار نتیجہ معزز ناظرین کے پیش نظر ہے۔

مجھے اس بے ترتیب اور شکستہ الفاظ کے ترجمے پر ذرا بھی فخر و ناز نہیں ہی، ہان

53283

یہ امر ضرور قابل افتخار ہے کہ یہ ترجمہ جسے میں خود اپنے زعم میں مہمل تصور کرتا ہوں ادنیٰ فی الحقیقت ہے بھی یوہیں، ان قدردان حضرات کے ہاتھوں میں ہے جو علاوہ قدردانی کے حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے ہیں، اور حقیقت میں اسی خیال نے مجھے جرأت دلا دلا کر اس کام پر آمادہ کر دیا تھا جو الحمد للہ حد و د تکمیل تک پہونچ گیا، لہٰذا انہیں قدر دان اصحاب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہوں کہ اس ترجمہ کی غلطیوں کو جو سر سے پاؤں تک عیوب میں بھرا ہوا ہے، خاکسار کی کم مایگی پر محمول فرما کر نظر انداز کریں اور شاید خوش قسمتی سے عبارت دلچسپ ہو تو آفاسے ولی نعمت آخری شاہ اودھ جنت آرامگاہ کا زور قلم سمجھ کر انہیں دعائے خیر سے یاد فرمائیں کیونکہ مؤلف کتاب نے عبارت میں جسقدر رنگینی سے کام لیا بعینہ اسی طرح حقیر نے لفظی ترجمہ میں اسکا چربہ اتارا ہے اور حتے المقدور مؤلف کے کسی مطلب کو نہیں جانے دیا۔

اس تاریخ کی صحت و غیر صحت کی نسبت صرف اسقدر گذارش کر دینا کافی ہوگا کہ آپ بیتی ہے جگ بیتی نہیں خود صاحب واقعات نے اپنی عیش پسندیوں کے واقعات کو اس طریقہ سے قلم بند کیا ہے جو ایک راستباز مورخ کا فرض منصبی ہے۔

جس طرح میں نے مضمون کتاب میں لفاظی یا رنگینی عبارت سے احتراز کیا ہے اسی طرح دیباچے میں بھی لفظوں کی میناکاری منظور نہیں، لہٰذا اس کتاب کی قدر و ناقدری کا تصفیہ خود ہنر بین و نکتہ شناس ناظرین کی توجہ پر منحصر ہے، میں فضول سمع خراشی سے ذی فہم حضرات کو پریشان کرنا نہیں چاہتا۔ ؎

قبولیت کا شرف مل گیا جو اسے خنجر
وہ ہے نصیب وہ ہے قسمت وہ ہے تقدیر

خاکسار عبد احقر مرزا فدا علی خنجر - لکھنوی
المرقوم ۱۴ فروری ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیان مؤلف بطور دیباچہ

باب پہلا

الحمد للہ الذی خلق الانسانِ اشرف المخلوقین و الصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین و علی وصیہ و ابن عمہ اسد اللہ الغالب من کل غالب سید الوصیین و علی اولادہ المعصومین المنتجبین : اما بعد مخفی نرہے کہ خداوند عالم نے ہر متنفس کو لذت عشق عطا فرمائی ہے اور ہر ذیحیات نے اس گلشن بے خزان مین نشو و نمایائی ہے بنابران میرا خمیر بھی اسی آب و گل عشق سے ہوا ہے اور یہی درد جگر روز ازل سے مجکو بھی ملا ہے، لہذا مین اپنی سرگذشت عشق و محبت جو اوائل عمر سے اِسوقت تک گذری قلمبند کرتا ہون ،، اب میری عمر کا چھبیسوان سال آغاز ہے اور مین اِس صحرا ے پر فضا مین بہت کچھ بادیہ پیمائی کر چکا ہون ؎

جب میرا سن آٹھ برس کا تھا اُس زمانے مین ایک عورت رحیمن نامی جس کی عمر تخمینا پینتالیس سال کی ہو گی میری خدمت کے لیے معین تھی جو ہر وقت میرے پاس حاضر رہتی تھی ؎

ایک روز اس نے عین خواب مین قابو پاکر مجھے چھیڑنا شروع کیا از بسکہ مین صغیر سن تھا خوفزدہ بیدار ہو کر بھاگنا چاہا لیکن اُس نے جانے نہ دیا بلکہ میرے معلم

اور آتالیقی کہکر سزا دلانے کی دہمکی سے ڈرایا۔" مین حیران تھا کہ خدایا کیا آفت ہے
اُس روز سے اِسکا معمول ہوگیا کہ ہر روز میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی تھی۔
میری دس برس کی عمر تک اسکا یہی دستور رہا اسکے بعد مجھے یاد نہین وہ کہان چلی گئی، چونکہ ابتدا سے میری طبیعت عشق و محبت کی طرف مالوف تھی اکثر عاشقون کے حال پر متاسف ہونا اور معشوقون کو برا کہا کرتا تھا۔

بیان دوسرا۔ امیرن کا مجھ سے محبت کرنا اور میرا اسے چاہنا بالآخر مخل ہونا

اسی زمانے مین امیرن نامی ایک عورت جو جناب معظمہ و مکرمہ والدہ صاحبہ مدظلہا العالی کی ملازم تھی جس کا سن تنتیس یا چالیس برس کا ہوگا گیہوان رنگ دبلی پتلی اور بائین آنکھ کی پتلی مین ایک سفید تل تھا ہمیشہ رنگین لباس پہنتی تھی تاکہ حسن زیادہ معلوم ہو"
یہ عورت نہایت بدچلن تھی ہمیشہ لوگون کو کمند فریب اور دام تزویر مین پھانسکر ناز و غماز کیا کرتی تھی اور ہمیشہ مبلغ چار روپیہ ماہواری کی نوکری کرتی اور اسی محدود آمدنی مین بعیش و خرمی بسر کرتی اگرچہ اِس قلیل رقم سے فارغ البالی محال ہے، لیکن ادھر کی آمدنی تمام سامان سج دھج آرایش کی کفیل تھی۔
ایک روز میرے سب عزیز نصیر الدین حیدر بادشاہ خلد منزل کے یہان مناجان کے ختنہ کی تقریب مین گئے جب گھر خالی ہوا تو اس عورت نے رات کے وقت جب مین بستر استراحت پر محو خواب تھا اپنے دونون ہاتھون سے مجھے دبایا۔ مجھے بھی پہلے سے اسکا خیال تھا اسوجہ سے اسقدر بے تکلفی سے برہم نہ ہوا بلکہ خود کو سوتا ہوا بنالیا کہ اسکے دلی جوش مین کسی قسم کی کمی نہ واقع ہو، اور دل ہی دلمین اسکے ولولہ شوق کا لطف اٹھایا کیا گو مجھے اسوقت اسکے نابجا

سے مجبوراً درگذر کرنا پڑا لیکن گیارہ برس کی عمر تک اسکی محبت کا خیال ہا۔

بیان میرا - میرا نبو صاحب پر عاشق ہونا اور ان کا قبول نہ کرنا۔

حب میرا سن گیارہ برس کا ہوا تو مین ہر حسین عورت سے محبتانہ چھیڑ چھاڑ کرتا اور اُن کی دلستان اداؤن سے محظوظ ہوتا، اسی زمانے مین ایک عورت نبو صاحب نامی جس کا باپ حبشی قوم سے شیدی سلطان نام اور ماں ہندوستانی تھی وہ میری والدہ ماجدہ صاحبہ مدظلہا العالی کے یہان مغلانی کے عہدے پر معین وممتاز تھی، لیکن یہ عورت شوہر دار تھی اسکے خاوند کا نام مرزا جان تھا مین کچھ روز سے اسکی محبت مین گرفتار ہو گیا تھا اور اسکے وصال کا خیال محال دل ودماغ مین گونجا کرتا تھا۔

چونکہ وہ عورت سمجھدار عقلمند وعصمت مآب تھی مجھے حکمت عملی سے خوش کر کے ٹالدیتی تھی، آخرالامر مین نے اسکو لفظ دوگانہ سے منسوب کیا اور راہ ارتباط ظاہری سے اسکے پاس بیٹھکر باتین کیا کرتا لیکن اس رسم وراہ سے بجز نیک نیتی اور پاک محبت کوئی مقصد نہ تھا۔

اس کی عمر تقریباً تیئس برس یا اس سے کچھ زیادہ تھی، حبشی رنگ میانہ قد لیکن سڈول لب ودندان اچھے بھوون کے بال کم، آنکھین شوخ وشنگ سینہ تو ان ناک سر کے بالون مین کسیقدر گھونگر ہاتھ پانوُن خوبصورت اور انگلیان نرم تھین کسی قدر خواندہ بھی تھی کلام اللہ اور اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابون کا مطالعہ بے تکلف کر سکتی تھی، کپڑے اچھے سیتی تھی، گنجفہ بھی کھیلنا جانتی تھی اور صاحب عصمت وعفت تھی۔

جناب والدہ معظمہ ومکرمہ کی رفیق تھی اسکا ایک بھائی اور چار بہنین اور تھین بھائی کا نام شیدی احمد تھا جس کے پاس اب وزیران نامی ایک کسبی ہے

جو اس سے پیشتر نصیر الدین حیدر بادشاہ کے یہان گانے والیون مین ملازم تھی اور مجھ سے بھی ملاقات رکھتی تھی، لیکن اب اسکے گھر مین پڑی ہے اور اس سے ناراض بھی ہے۔"

القصہ اس کی ان چار دن بہنون مین سے ایک کا نام حاجی خانم تھا یہ بنو صاحب سے چھوٹی اور شوہر دار تھی وہ ایک روز بطریق مہمانی اپنی ہمشیر بنو صاحب کے پاس جناب والدہ صاحب بگریہ کے مکان مین آئی تھی۔"

بیان چوتھا۔ حاجی خانم پر عاشق ہونا!

برسات کی فصل ساون کے مہینے مین ایک دن مین اپنی دادی مریم مکانی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت جس کی عمر بائیس یا اس سے کچھ زیادہ تھی صورت سے شوخی و شرارت نمایان جسے مقتضائے سن سمجھنا چاہیے قد کسیقدر لانبا اعضائے جسم خوبصورت و مناسب بھوون کے بال کم بڑی بڑی رسیلی و نمکین آنکھین کمر نازک اور پتلی سبزہ رنگ ولب و دندان نہایت باریک و خوشنما ہاتھ پانون خوش اسلوب بال گھونگروالے لب مسی مالیدہ آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار ہاتھون مین مہندی کا رنگ کانون مین زمرد بن بندے جس کا عکس اسکے صاف و ستھری رخسارون اور گوری گردن پر پڑکر عجب دلکش منظر پیدا کر رہا تھا۔ عطر بن ڈوبی ہوئی جس کی خوشبوسے مشام جان تر و تازہ تھا، ایک پنبالہ بچہ گود مین لیے ہوئے بصد ناز و انداز وہان آئی اور میری دادی صاحبہ کو بصد ادب جھک کر تسلیم بجالائی۔"

مین نے پہلے ہی نگاہ مین اسکا تیر محبت کھایا اسی وقت سے میرا سینہ آتش الفت سے اسطرح جلنے لگا جیسے حمام لکڑیون سے۔"

قوت صبر و شکیب جاتی رہی! حتی کہ بنو صاحب کی یاد تک دل سے فراموش

ہوگئی - سچ تو یہ ہے مین اُس گلِ گلشن خوبی کا بلبل ہوگیا اور دل ہی دل مین کہتا تھا خداوندا کیا اچھا ہو اگر ایسی حوروش پری پیکر کے باغ جوانی کا مین بلبل ہوتا ۔ چونکہ میرے سب عزیز و اقارب نئی نئی ملاقات کی وجہ سے اسکے نگران تھے اِس سبب سے میرا بس نہ چلا اور مین نے صرف اسکے جمال جہان آرا کی زیارت پر قناعت کی پہر رات گئے سے پہر دن چڑھ گیا لیکن وہی صورت پیش نظر تھی ازبسکہ رموز عاشقی سے محض انجان تھا اسوجہ سے یوماً فیوماً میری حالت تباہ و برباد ہوتی گئی لیکن مین نے کسی کو اِس واقعہ کی اطلاع نہین کی انتہا یہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ اُسے بھی میرے حال زار سے آگاہی ہونے لگی اور میری سچی محبت اسکے دل مین بھی اپنا گھر کرنے لگی ؎

اس عورت (حاجی خانم) کی ایک آتوا امی خانم نامی از حد کریہ منظر و بدشکل تھی جسکی عمر تقریباً چالیس برس یا اس سے بھی کچھ زیادہ ہوگی - اُسنے میری ہمشیر کو بھی لکھنا پڑھنا سکھایا تھا ! اسی حاجی خانم کے معاملہ مین درمیانی مقرر کیا اور اُسی کے ذریعہ سے مجھے اسکا تمام و کمال حال معلوم ہوا مگر امامی خانم زیادہ تر بوجہ اسقدر سیاہ فام و بدصورت ہونے کے اپنے آپ کو نہایت شکیل اور حسین وقت سمجھتی تھی یہی سبب تھا جو اُسنے اپنی شاگرد حاجی خانم کا لحاظ و پاس نہ کرکے توسط درمیانی کو بالائے طاق رکھدیا اور اپنا عشق مجھپر جتانے لگی تاہم اسکا کوئی فریب مجھپر کارگر نہ ہوا -

ہم اور حاجی خانم دونون ملکر از راہ دنیاداری اس کی خاطر اور تواضع مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے اور وہ کلچڑی چڑیل اپنے دل مین خیال کرتی تھی کہ واقعی مین اسکی کمند زلف مین اسیر اور سختی فراق سے مضطر و بیقرار ہون لیکن وہ اِن امور سے بالکل بیخبر تھی ؎

من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

اُس زمانے مین مین اپنے آبا و اجداد کا بیحد لحاظ و پاس کرتا تھا خصوصاً ایسے امور مہبت ہی پوشیدہ رکھتا تھا اس سبب سے اس کام کے واسطے یہ عورت رامامی خانم اسناسب معلوم ہوئی اور ہم دونون عاشق و معشوق نے جبراً و قہراً اس بدشکل و بدسیرت کی اطاعت و فرمانبرداری اپنا شیوہ اختیار کیا"

اکثر یہ زشت خو عورت کہا کرتی تھی کہ مین حاجی خانم کی ہمدم اور رازدار ہون میرا لحاظ رکھو علاوہ برین تم عاشق و معشوق صرف میری اطاعت سے بہرہ مند ہو سکتے ہو ورنہ کسی طرح تم کو اپنے دلی مطالب مین کامیابی نہین ہو سکتی"

المختصر ہر گھڑی و ہر ساعت حاجی خانم کی آتش الفت میرے سینہ مین بھڑکتی جاتی تھی اور وہ بھی میری صورت پر فریفتہ تھی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ جب وہ اپنے گھر گئی تو رات دن میرے فراق مین رونے دھونے مین مشغول رہی اور اسطرف میرا بھی اسکے ہجر مین یہی حال تھا روز و شب دوری معشوق مین مصروف گریہ و زاری تھا لیکن مجھے صدمہ مفارقت زیادہ برداشت کرنا نہین پڑتا تھا کیونکہ وہ اپنے مکان سے بہت جلد واپس آجاتی تھی"

ہم دونون عاشق و معشوق یا لیلیٰ و مجنون جب ایک مقام پر بیٹھتے تھے تو بڑے مزے سے آپس مین عشق و محبت کی باتین کیا کرتے تھے لیکن جہان اس کی باتین پر لطف و شیرین ہوتی تھین وہان اکثر کلام تلخ بھی ہوتا تھا جو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تھا، بعض اوقات حاجی خانم اثناے گفتگو مین اپنے شوہر کا تذکرہ کرتی تھی اسوقت مین اسکی باتون سے از حد ملول و افسردہ خاطر

ہوجاتا تھا، لیکن فوراً ہی وہ اپنی تقریر کا رخ پلٹ کر پیار و اخلاص کی باتین کرنے لگتی تھی۔ میرے دل سے غبار کلفت دھوجاتا تھا۔

نبو صاحب کے پاس ایک لونڈی آلہی خانم تھی جو حاجی خانم کے بھائی رشیدی احمد کی حرم تھی اور وہ بھی حسن اتفاق سے اسی زمانے مین مجھپر مفتون تھی"۔

الغرض تیرہ[۱۳] یا چودہ[۱۴] برس کی عمر تک میرے اور حاجی خانم کے درمیان مین بیغرض محبت قائم و برقرار رہی چونکہ حاجی خانم شوہر دار تھی اور فیض آباد مین سکونت رکھتی تھی اسوجہ سے یہان زیادہ نہ ٹھیر سکی جب اپنے وطن جانے لگی چلتے وقت مجھے ایک انگشتری اور دو مین ہاتھی دانت کی کنگھیان بطور نشانی دین جنھین مین نے نہایت غمگینی و افسردہ خاطری سے قبول کیا اور اسے خدا کے سپرد کر کے رخصت کیا"۔

بیان پانچوان۔ شادی ہونا

جب میرا سن پندرہ برس کا ہوا تو میرے والدین کو میری شادی کی فکر ہوئی اور جستجو کے بعد انھون نے چاہا کہ منیر الدولہ بہادر کی لڑکی سے کہ اب جنکا خطاب نایاب جدا بہو صاحبہ ہے اور میرے بھائی مرزا سکندر حشمت بہادر کے عقد مین اور میری حقیقی چچی کی دختر میری نسبتی بہن ہین شادی کی جاے لیکن مین نے منظور نہ کیا اسکا سبب قابل ذکر نہین۔

اسکے بعد سیف الدولہ بہادر کی لڑکی سے جو رگھونڈ سے ٹہر اُنچ کے چکلہ دار تھے نسبت قرار پائی لیکن چند وجوہ سے وہ بھی معطل رہی۔

پھر ایک میری نسبتی چچی جن کا نام وزیر صاحبہ بنت میر کلن ہے اور وہ میری والدہ ماجدہ کی نسبتی بہن اور اب تک بقید حیات ہین ان کی دختر سے نسبت

کا پیغام دیا گیا۔ انھون نے بطیب خاطر منظور کیا۔ چونکہ وزیر صاحبہ کی دختر مرض کے عارضہ مین مبتلا تھین اور اسے انھون (وزیر صاحبہ) نے پوشیدہ کیا تھا نسبت ترک ہوگئی۔

بعد ازان بذریعہ جانی خانم جو میری دادی نجم النسار بیگم صاحبہ کی منہ بولی دختر اور آجکل پیشہ مشاطگی کرتی ہین نواب علی نقی خان مرحوم ابن شریف الدولہ مرحوم ابن مدار الدولہ مرحوم کی دختر نیک اختر سے میری نسبت کا پیام دیا گیا۔ چونکہ یہ خاندان عالی تھا مین نے بخوشی خاطر قبول کیا اور میرے والدین بھی نہایت خوشی سے راضی ہوے آخر کار سنہ ۱۲۵۳ھ ہجری پندرہ شعبان المعظم کو مانجھے کی رسم قرار پاکر اسپر عملدرآمد ہوا لیکن بقضائے الٰہی میری سسرال مین میری زوجہ کی چچی سلطان بیگم صاحبہ مرحومہ نے انتقال کیا اور اسطرف میرے چچا اصغر علیخان ناصر الدولہ بہادر خلف اکبر حضرت فردوس منزل اور والدہ ممتاز الدولہ بہادر نے رحلت کی اسوجہ سے رسم کتخدائی مین بہت زیادہ تاخیر ہوئی اور مین دو مہینے تک مانجھے کے کپڑے پہنے رہا جو اتنے دن گذر جانے سے بجیکثیف ہوگئے تھے۔

الغرض دو ماہ بعد حسب معمول دنیا رسم حنا بندی وکتخدائی سے فراغت پائی جو بہت ہی تزک و احتشام سے وقوع پذیر ہوئی۔

مجھ مین اور میری زوجہ مین پانچ مہینے تک وہ محبت اور اخلاص جو زن وشوہر مین ہونا چاہیے قائم رہا۔

بیان چھٹا۔ تخت نشینی حضرت فردوس منزل

میری شادی کے پانچ مہینے بعد نصیر الدین حیدر بہادر نے اس دنیای فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ کیا اور میرے دادا نصیر الدولہ بہادر یعنی حضرت فردوس منزل نے تخت نشین ہوکر ہر شخص کو حسب قدر مراتب انعامات وخطابات سے

سرفراز فرمایا اور میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کو خلعت ولیعہدی عنایت ہوا۔ ہر ادنی و اعلے کو بجز میرے اور میری زوجہ کے معقول معقول مشاہیرے ممتاز کیا۔ میری تنخواہ نہ ہونے کے ظاہری اسباب یہ ہین کہ حضرت فردوس منزل مرحوم و مغفور مرد عقیل و فہیم تھے اُنھون نے اپنے دلمین یہ خیال کیا کہ حضرت جنت مکان کے بعد بیشک یہ شخص قابل ریاست ہے شاید یہی باعث تھا جو میری طرف التفات نہ فرمایا۔"

سوا اس سبب کے کوئی دوسری وجہ میرے فہم ناقص مین نہین آتی۔"

"المختصر میرے والد ماجد ولیعہد بہادر ثریا جاہ حضرت جنت مکان نے میرے رفع ملال کے خیال سے اپنی جیب خاص سے مبلغ پانسو روپیہ ماہانہ میرا اور مبلغ چارسو ماہوار میرے محل کا مقرر فرمایا، خداوند کریم انھین اپنی جوار رحمت مین جگہ دے۔"

اس عرصہ مین اکثر اوقات مین اپنے محل کے نوکرون اور ملازمون سے پوشیدہ طور سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کیا کرتا تھا، یہ بات میرے محل کو از حد گران گذرتی تھی اسی سبب سے اُنھون نے چند عورتون کو اپنی ملازمت سے برطرف کردیا اور مجھ سے لڑکر میری نگہداشت کے لیے شدید جوکی پہرا بٹھایا لیکن مین اپنی شوخی طبیعت سے کسی طرح باز نہ آیا رات دن اس قسم کی فکر و جستجو مین سرگرم رہتا تھا۔

بیان ساتوان مرزا نوشیروان قدر بہادر کا پیدا ہونا

میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کی ولیعہدی کو ایک برس کا زمانہ گذرا تھا کہ میرے یہان نواب اعظم بہو صاحبہ محل موصوفہ کے بطن سے ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا جسکا نام مرزا نوشیروان قدر بہادر ہے۔"

میرے جد امجد حضرت فردوس منزل اس خوشخبری کو سنکر مسرور ہوے اور مجھے خلعت معمولی سے سرفراز فرماکر ناظم الدولہ فخر الملک محمد واجد علی خان بہادر صولت جنگ خطاب عنایت فرمایا اور میرے لڑکے کو مرزا انوشیروان قدر بہادر کے لقب سے ملقب کیا۔

کیونکہ میرے فرزند بلند اقبال کو مرزا نوشیروان قدر بہادر خطاب مرحمت ہوا تھا اسوجہ سے دو یا تین ماہ بعد میرا خطاب بھی تبدیل فرماکر مخاطب بخطاب مرزا خورشید حشمت محمد واجد علی فرمایا۔

بیان آٹھواں مرزا افلاک قدر بہادر کا پیدا ہونا

۱۲۵۵ھ ہجری مین بعد پیدایش مرزا نوشیروان قدر بہادر دوسرا فرزند محل مذکورہ کے بطن سے پیدا ہوا۔ اسے میرے جد امجد نے مرزا افلاک قدر بہادر خطاب دیا۔ اس زمانے مین میری عمر تخمیناً سترہ برس کی تھی۔

از بسکہ عنفوان شباب تھا مجھے جوش جوانی اور ولولہ طبیعت کی وجہ سے یہ خیال گذرا کہ کسی طرح ایام شباب حسین و خوش جمال مستورات کی صحبت مین بسر کرنا چاہیے مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی آخرکار وحشت طلب و جوش سودا نے یہ ترکیب ذہن نشین کرائی کہ مین اپنی راحت کے واسطے عورتون کو بطریق خدمت گذاری نوکر رکھکر اُن سے پوشیدہ رابطہ محبت پیدا کرون۔

اس تسکین بخش خیال سے دل مضطرب کو قرار آیا اور مین نے حکمت عملی سے کام لے کر ایک عورت امیرن خانم نامی، دبلی، پتلی، گیہوان رنگ۔ بڑی بڑی خوشنما آنکھین، کشادہ ابرو، چست و چالاک، تیز مزاج نوکر رکھی جسکی آنکھون پر چیچک کے داغ بھی تھے وہ اس سے قبل مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم کی سرکار مین جلسہ والیون مین ملازمت کرچکی تھی۔

از بسکہ اس کو مین نے اس بہانے سے محض اپنی دلبستگی و آرام کے واسطے نوکر رکھا تھا اس باعث میرے محل موصوفہ کو بیحد ناگوار ہوا اُنھون نے بہت کچھ شور و غل مچانا شروع کیا جس کا انجام یہ ہوا کہ وہ بھی (موتی خانم) ملازمت سے علیحدہ کردی گئی اور مجھپر جناب قبلہ و کعبہ والد ماجد حضرت جنت مکان کا عتاب نازل ہو کر نظربند کر دیا گیا۔

بیان نواں ـ موتی خانم سے عشق

اسکے بعد مینے مجبوراً گوشہ نشینی اختیار کر کے شعر شاعری کی طرف اپنے دل کو منعطف کیا لیکن جناب قبلہ و کعبہ الد ماجد کی خفگی کی وجہ سے زندگی تلخ ہو گئی۔ جب یہ حال والد ماجد پر منکشف ہوا تو اُنھون نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت میرے حوالے کر دیجاے لیکن اس شرط سے کہ اس گھر سے علیحدہ کسی دوسرے مکان مین رہے اور میرے سلام کو بھی نہ حاضر ہوا کرے۔" اس حکم عالی کے نافذ ہونے کی یہ وجہ معلوم ہوتی تھی کہ مجھے جو یہ کد تھی کہ جب تک وہ عورت (موتی خانم) مجھے نہ ملجائے گی اسوقت تک مجھپر کھانا پینا حرام ہے الحاصل اس حکم کے صادر ہوتے ہی وہ عورت (موتی خانم) میری خدمت مین حاضر کی گئی، یونکہ خداوند عالم نے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کل دنیوی کامون پر مقدم کر دی ہے اسلیے مین نے اس عورت سے دست کشی کر کے والد ماجد کی خدمت فیضدرجت مین عرض کی غلام ہر طرح فرمان اقدس کا مطیع ہے اور کسی صورت سے خلاف مرضی والد کوئی کام نہین کر سکتا یہ پیام سنکر حکم ہوا اُس عورت (موتی خانم) کو بخوشی خاطر اپنے پاس سے جدا کر دو۔" اس حکم کے سنتے ہی مین نے تعمیل کی اور اسوقت سے آجتک کبھی خواب مین بھی اُس عورت کی صورت نہین دیکھی گو والد مغفور جنت سدھارے اور

مین خود مختار ہوا جو جی چاہتا کر سکتا تھا لیکن جو کہا وہ کہا۔

جس زمانے کا یہ ذکر ہے اس وقت میرا سن اٹھارہ برس کا تھا انھین دنون مین نے فن شعرگوئی حاصل کرکے اس عورت کے عشق مین بوجہ ولولہ طبیعت دو دیوان اور تین مثنویان نظم کین لیکن دلی اضطراب سے کسی کو آگاہ نہ کیا۔ سچ یہ ہے مین اس غم جانکاہ کی آگ سے جلتے جلتے نیم بسمل ہو گیا تھا!

اسی صدمے کی وجہ تھی جو مین نے چشم لطف سے پھر کبھی اپنے محل کیطرف نہین دیکھا اور ان کی جانب سے میرے دل مین شدید رنج آگیا اگرچہ انھون (محل موصوفہ) نے لاکھ لاکھ منت و سماجت سے میرا حال دریافت کیا اور اس کشیدگی کی وجہ پوچھی، لیکن مین نے سوائے خاموشی کے اپنی زبان سے کچھ بیان نہ کیا۔

ازبسکہ وہ نہایت فہیم و عقیل تھین تاڑ گئین یہ جو کچھ برہمی ہے سب میرا ہی کیا ہوا ہے بغیر انھین خوش رکھے ہوے آرام سے زندگی بسر کرنا مشکل ہے لہذا بڑی دلجوئی اور تشفی سے استفسار کیا اگر تمھارا مزاج میری جانب سے کچھ مکدر ہے تو مین ہر طرح تمھارا ہر امر پوشیدہ کرنے کے لیے تیار ہون جس سے تمھارا دل چاہے عشق و محبت کرو چونکہ اسوقت میرا مطلب نکلتا تھا اسلیے مین نے کہا خیر اگر تم خود ایسا کہتی ہو تو بہتر ہے۔

بیان دسوان۔ مرزا کیوان قدر بہادر ولیعہد کا پیدا ہونا

اسی زمانے مین بہتر مبشر لڑکا میرے محل کے بطن سے رجواب ولیعہدی کے منصب پر فائز ہے پیدا ہوا جب اسے میرے جد امجد حضرت فردوس منزل نے دیکھا تو بہت خوش ہوے اور مرزا کیوان قدر بہادر خطاب عنایت فرمایا۔

بیان گیارہوان۔ صاحب خانم پر عاشق ہونا

انھین دنون مین صاحب خانم نامی گانیوالی ایک عورت جو جناب قبلہ و کعبہ والد ماجد حضرت ثریا جاہ جنت مکان کی ملازم و شوہر دار تھی میری نظر سے گذری اس کا سن بتیس برس یا اس سے کچھ زیادہ تھا، رنگت، سرخ و سفید، پستہ قد، کسی قدر کشادہ دہن، چشم و ابرو بے مثال ہر وقت سر کے بال کھلے ہوے دونون کندھون پر پڑے رہتے تھے جو اسکے لیے بہت ہی مناسب اور ادائے خاص تھی، اگانے ناچنے اور گنجیفہ خوب کھیلتی تھی، دو یا تین لڑکیاں بھی تھین،

اس عورت سے مجھے محبت پیدا ہوئی اور اسے بھی میرے ساتھ اتنا تعشق تھا کہ بغیر میری صورت دیکھے ہوے رات کو سوتی نہ تھی اور ہر وقت میرے پاس بیٹھی گنجیفہ کھیلا کرتی یا گانے بجانے مین مصروف رہتی تھی میری تو تصنیف غزلین بڑے مزے سے گاتی تھی جسمین ایک غزل کا مطلع یہ ہی

پڑا ہے پاؤن مین اب سلسلہ محبت کا
برا ہمارا ہوا ہو بھلا محبت کا

مین اسے دو ایک روپیہ روز دیا کرتا تھا جسے وہ بخوشی قبول کرتی تھی اور میرے واسطے اپنے ہاتھ سے گلوریان بناتی تھی اگر اتفاقاً تھوڑی دیر مجھے نہ دیکھتی تو بیتاب ہو کر ادھر ادھر میری تلاش مین پھرا کرتی اگر مین باہر ہوتا تو وہ دروازے کی آڑ سے فرط شوق مین دیر تک مجھے دیکھا کرتی کبھی کوٹھے پر چڑھ جاتی اور وہان سے نظارہ بازی کیا کرتی الحاصل اسے اتنی تاب نہ تھی جو بغیر مجھے دیکھے ہوے لمحہ بھر بھی ایک جگہ چین سے بیٹھ سکتی"

گو میرے محل کو میری اور اسکی (صاحب خانم) ان باتون کی اطلاع تھی لیکن اس ہندی مثل کے مطابق زبان تک نہ لا سکتی تھین کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیے اور راضی برضائے خدا تھین بلکہ اکثر اوقات

میرے خوش رکھنے کے لیے خانم مذکور کی خود خاطر تو اضع کیا کرتی تھیں"
الغرض میرا عشق صاحب خانم کے دلمیں اسقدر بڑھا کہ اسنے جوش محبت مین میرے ستار کی سندری کھولکر آگ مین خوب گرم کی جب وہ انگارے کی طرح دہکنے لگی تو اپنی بائین ران داغ دی کہ ستار کی تمام سندری گوشت مین پیوست ہوگئی اس کے بعد وہ زخم کو باندہ بوندہ کر بائین پاؤن سے لنگڑاتی ہوئی میرے سامنے آئی"
جب مین نے اُسے (صاحب خانم) ایک پاؤن سے لنگ کرتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا تو سخت متحیر ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔
آخر کار جب وہ اسی حالت سے میرے قریب پہونچی تو مجھ سے بہت الحاح وزاری سے کہا۔
"آہ آپنے مجھے مرہم نہ عطا فرمایا" مین نے کہا تم مرہم لیکر کیا کروگی اُسنے جواب دیا مین اپنی بائین ران کے زخم پر لگاؤن گی اگر خلاف مصلحت نہ ہو تو تھوڑا سا مرہم برائے اندمال زخم مرحمت ہو:
مین نے جو تجسسانہ نظر سے اسکی بائین ران کی طرف دیکھا تو اُسکے کلام کی تصدیق ہوگئی اسکے بعد ہم دونون مین لیلی و مجنون کی طرح ایک مدت تک رابطہ محبت قایم رہا:

دوسرا باب

بیان بارھوان۔ مرتضی بیگم مرحومہ کا پیدا ہوکر انتقال کرنا۔

جب مین انیس برس کا ہوا تو میرے محل کے بطن سے ایک لڑکی پیدا

ہوئی جس کا نام مرتضی بیگم رکھا گیا، لیکن از قضائے الٰہی وہ لڑکی چالیس دن کی ہو کر مر گئی، انھین دنون مین جناب قبلہ و کعبہ جناب والد ماجد حضرت ثریا جاہ امجد علی شاہ تخت نشین ہوے تھے اور اسی زمانے مین صاحب خانم سے اور مجھ سے ملاقات بڑھی ہوئی تھی!

جب محل موصوفہ میرے اور صاحب خانم کے باہمی تپاک سے مطلع ہوئین تو ایک روز مجھ سے استفسار کیا۔ تمھارا یہ عشق تو تمھاری مرضی کے موافق ہوا یا نہین۔ مین نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ تھین دوسرے دن کے ملازمون سے کیا مطلب یہ میری تقدیر کی بات ہے اگر تم کوئی عورت میری ملاقات کے واسطے تجویز کرتین تو البتہ مین تمھارا مشکور ہوتا۔

چونکہ وہ عاقلہ و فرزانہ تھین بخوبی سمجھ گئین کہ بغیر ان کی (میری) اطاعت و فرمانبرداری کیے ہوے اپنا کوئی مطلب نکلنا دشوار ہے اسلیے در پردہ فی الفور دوسری عورتین نوکری کے واسطے بلانا شروع کین۔

بیان تیرھوان عمدہ بیگم صاحبہ سے ملاقات ہونا اور میرا عشق النے

آخر کار عمدہ بیگم صاحبہ جو اس سے قبل نصیر الدین حیدر کے یہان زمرۂ سلامتون اور ڈولی والیون مین نوکر تھین لیکن ان کے (نصیر الدین بہادر) انتقال کے بعد فلک فتنہ پرداز و سفلہ پرور کی گردش نے انھین (عمدہ بیگم صاحبہ) کو ناچار کر کے ملازمت پر مجبور کیا تھا۔

رفتہ رفتہ میرے محل کے یہان نوکری کے لیے آئین اور ملازم ہوئین بڑی نیکبخت عورت تھین اس زمانہ مین انکا سن تخمیناً ستائیس برس کا تھا سرخ و سفید رنگ جملہ اعضا مناسب ڈیل ناقع ہوے تھے گنجیفہ کھیلنے مین بہت اچھی

مہارت رکھتی تھین۔

جب مین نے انھین (عمدہ بیگم صاحبہ کو) دیکھا تو وہ میرے پسند آئین اور ان کی محبت میرے دل مین روز بروز بڑھنے لگی۔ اُنھون نے بھی میرے ساتھ ناز و غمزے کرنا شروع کیے اور در پردہ مجھ سے انکا ہزار گونہ عشق زیادہ تھا۔

جسوقت صاحب خانم کا حال عمدہ بیگم صاحبہ پر اور عمدہ بیگم صاحبہ کا حال صاحب خانم پر منکشف ہوا تو یہ دونون ایک دوسرے سے رشک کرنے لگین اور آپس مین دنرات نوک جھونک ہونے لگی۔

اس رنجش نے یہان تک طول کھینچا کہ مجھے مجبوراً صاحب خانم سے سلسلہ ملاقات ترک کرنا پڑا۔ اس سے (صاحب خانم) ملاقات ترک کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ حضرت جنت مکان کی ملازم اور شوہر دار عورت تھی۔

بیان چودھوان۔ ننھی بیگم

اسی زمانے مین والد ماجد حضرت جنت مکان کے یہان تین بہنین مرثیہ خوانون مین ملازم تھین۔

حیدری بیگم بڑی۔ محمدی بیگم منجھلی۔ ننھی بیگم چھوٹی کا نام تھا۔ یہ تینون عورتین میر انشاء اللہ خان کی نواسیان اور ذاکرہ جناب سید الشہدا صلوات اللہ علیہ کی تھین۔

ننھی بیگم ایک عورت کی ہمشکل تھی جسے پارہ والی سرفراز کہتے تھے سرفراز ایک طوائف دراز قد و مہرائی و بہاتن کی رہنے والی اور پارہ کی ٹھیکہ دار تھی حضرت فردوس منزل محمد علیشاہ بادشاہ کے عہد حکومت مین

"مین نے اپنے چھوٹے بھائی مرزا سکندر حشمت بہادر کی شادی کی تقریب مین اُسے (سرفراز پارہ والی کو) دیکھا تھا، ان دنون مین اسکا سن شاید سترہ اٹھارہ برس کا تھا اور میری عمر بھی تقریباً اٹھارہ برس کی تھی
چونکہ اس زمانے مین گانے بجانے مین وہ اپنا مثل و نظیر نرکھتی تھی اور مین بھی ایام طفولیت سے ناچ گانے کا بیحد شوقین تھا اسوجہ سے اسکے عشق کا تیر میرے دلمین پیوست ہوگیا لیکن نہ تو وہی مجھ سے راضی تھی اور نہ مین نے اپنے آبا و اجداد کے خوف سے پیغام بھیجا!"

جب والد ماجد حضرت جنت مکان کے ملازمون مین ننھی بیگم کو پارہ والی سرفراز و کا ہمصحبت پایا تب مجھے یہی غنیمت معلوم ہوا لیکن ننھی بیگم نے میری چشم لطف و کرم پر ہرگز اعتنا نہ کی بلکہ میرے بڑھے ہوئے عشق کو بچپن کا کھیل سمجھکر سخت لاپرداہی سے کام لیا"

اگر حسن اتفاق سے مجھے کبھی کوئی تنہائی کا وقت ملجاتا جہان وہ بھی موجود ہوتی اور دیکھتی کہ یہان گفت و شنید کا اچھا موقعہ ہے تو وہان سے فوراً بھاگ جاتی اور مجھ سے از راہ شوخی و شرارت کہتی کہ مین بڑی دیر سے تمھاری راہ دیکھتی تھی تم اسوقت تنہا کہان گئے تھے خیر ان باتون کا تذکرہ اپنے موقع سے ہوگا!"

جب عمدہ بیگم کے سبب سے صاحب خانم سے ملاقات ترک کی تو وہ اپنے کیے سے بہت پشیان اور ملول و غمگین ہوئی لیکن اس سے دو چار حرکتین ایسی وقوع پذیر ہوئین جو میرے مزاج کے بالکل خلاف تھین مین نیز ایک حرکت یہ ہے کہ

مین نے اس سے ہزار دفعہ کہا تیری دو تین لڑکیان ہین یہ میرے

یہان بہت آرام سے رہین گی ہندا تو اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرکے میرے
پاس چلی آ لیکن اُس بدنصیب نے ہرگز میرے کہنے پر عمل نہ کیا بلکہ وہ چاہتی
تھی چٹپٹی اور دو دو، لیکن یہ کسطرح ہو سکتا تھا آخرالأمر سوا اسے چھوڑ دینے
کے کوئی ترکیب مفید مطلب میرے ذہن مین نہ آئی اسی طرح اور دو تین
وجہین اسکے ترک کرنے کی ہوئین"
وہ بدبخت ابھی تک زندہ اور میرے ایک محل کے یہان ملازم ہے"
جب صاحب خانم سے ملاقات ترک ہوئی تو عمدہ بیگم صاحبہ سے سلسلہ
ربط و محبت بڑھا، لیکن باطن مین مین ننھی بیگم کا بھی تیر عشق کھائے ہوئے تھا
اگرچہ مین نے ایک کے حال سے دوسرے کو آگاہ نہین کیا تاہم یہ دونون
بوجہ رمز و کنایہ ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوگئین اور اس کے بعد
وہی واقعہ یہان بھی پیش آیا جو عمدہ بیگم اور صاحب خانم مین رشک کی
وجہ سے گذرا تھا مگر عمدہ بیگم صاحبہ اس محبت کی وجہ سے جو مجھ سے تھی دم نہ
مار سکین اس درمیان مین گو انھون نے دو چار مرتبہ اس آتش رشک کیوجہ سے
میرے محل کی ملازمت ترک کرنے کا ارادہ بھی کیا، لیکن میرے محل نے
یہ درخواست نامنظور کرکے عمدہ بیگم کو اپنے گھر جانے سے باز رکھا"

بیان پندرہوان[۱۵] حضرت جنت مکان کی تخت نشینی ننھی بیگم و عمدہ بیگم کا محل ہونا

جب جناب قبلہ و کعبۂ والد ماجد حضرت جنت مکان امجد علیشاہ بادشاہ نے تخت
آبائی پر جلوس میمنت مانوس فرمایا اور مین بفضل خدا ولیعہدی کے عہدے پر
فائز ہوا۔ تو امیدوقت سے مجھے عمدہ بیگم صاحبہ کو محل بنانے کی فکر دامنگیر ہوئی۔
اُنھون نے زعمدہ بیگم صاحبہ ا اپنے حسن خدمت سے میرے دل مین

پوری پوری جگہ کرلی تھی اور ان سے سلسلہ ربط و محبت اسقدر بڑھ گیا تھا کہ سوا پہر بھر سونے یا چار گھڑی والد ماجد کی خدمت مین سلام کے لیے جانے کے مجھے کوئی دوسرا کام نہ تھا"

ان کا یہ عشق دیکھنے مین مثل لیلی و مجنون یا شیرین و فرہاد کے تھا"

اس صورت مین ننھی بیگم کو مین نے دیکھا خدا معلوم کس سبب سے میری طرف مخاطب ہوئین اور ان کی یہی خواہش یہ تھی کہ جس طرح ممکن ہو مین انھین بھی اپنا محل بنالون - اسکا سبب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ طماع بہت تھین شاید یہ خیال ہوا ہو کہ ایسی دولت مند سرکار میرے ہاتھ سے مفت نجانے پاسے"

چونکہ عفیفہ و پارسا مرثیہ خوان ساتوین امام کی اولاد مین اور میر انشاء اللہ خان کی نواسی تھین - انکا رنگ گورا قد مناسب اعضاء بھوین باریک اور آنکھین چھوٹی تھین"

ان کے (ننھی بیگم) پہلے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا تین برس کی ایک لڑکی تھی جس کا نام احمدی تھا اور پہلے شوہر کے صلب سے تھی"

ننھی بیگم اپنے شوہر کی وفات کے بعد میری والدہ کے یہان مرثیہ خوانی مین ملازم ہوئین - پھر مجھ سے محبت کر کے اس امر کی خواہشمند ہوئین کہ میرا رتبہ بھی عمدہ بیگم کے مرتبے کے برابر ہو جاے لیکن عمدہ بیگم صاحبہ کے اقبال کا ستارہ چوتھے آسمان پر چمک رہا تھا اسوجہ سے ننھی بیگم کا منتر نہ چلا"

رفتہ رفتہ عمدہ بیگم صاحبہ کی زیادتی صحبت سے خاص محل مین آتش رشک مشتعل ہوئی اور آسمان فتنہ مین انکی آنکھوں مین تیرہ و تار ہوگیا لیکن اس ہندی مثل کے مطابق دریا مین رہکر مگرمچھ سے بیر عقلمندون کا کام نہین، انھون نے دم نہ مارا"

یہان جواہرات و پشمینہ کی کشتیان، چاندی، کے برتن اور دوسری قسم کا سامان محل عمدہ بیگم صاحبہ کیواسطے تیار کرایا گیا اور ایک مہینے کے بعد میری ولی عہدی کے زمانہ مین عمدہ بیگم صاحبہ محل ہوگئین اور خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ کے خطاب سے ممتاز کی گئین ؛

ڈیڑہ مہینے تک نواب خورد محل صاحبہ کا اختر طالع آفتاب عالمتاب کی طرح سپہر اقبال پر درخشان رہا اس کے بعد پھر وہی مثل ہوئی کہ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ہے؛

نھنی بیگم جو خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ کیطرف سے اپنے دل مین لالہ کے مانند داغ رکھتی تھین اور چاہتی تھین مین کسی طرح خورد محل نواب عمدہ بیگم کے دام محبت سے آزاد ہو کر اپنا محل بنالون ؛

آخر کار مین ان کے نھنی بیگم دام مکر سے نہ بچ سکا اور انھون نے ہزارون جعل و فریب مجھ اپنا محل بنانے پر رضامندی دآمادہ کیا، ایک روز چھتر والا مکان رجواب چھتر منزل کہلاتا ہی دریائی گومتی کے کنارے واقع ہی اور اس کے ایک برج پر جو دریا کی طرف ہے چڑھ گئی اور چاہتی تھی کہ اس برج سے خود کو نیچے گرادے لیکن مین نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اسقدر جہالت سے اپنے کل عزیزون مین خود کو رسوا کرنا ہے اور بجز ننگ ناموسی اور بدنامی کچھ حاصل نہین -

اس عرصہ مین وہ لڑکی جو ان کی گود مین تھی مرگئی، الغرض خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ کا محل ہونے کے ڈیڑہ مہینے کے بعد نھنی بیگم صاحبہ بھی محل قرار پائین اور انھین لشاد محل نواب نھنی بیگم صاحبہ خطاب دیکر کچھ جواہرات تھوڑے

کپڑے لتے سے سرفراز کیا۔

چندروز نہایت جبر واکراہ سے اُنکا ستارہ تقدیر روشن رہا"

بیان سولھوان: نگار محل کا محل ہونا

برسات کی فصل مین ایک دن چارون طرف کالی کالی گھٹائین گھری ہوئی تھین، ننھی ننھی بوندیان پڑرہی تھین دل خوش کن ہوا کے جھونکے مشام جان کو تروتازہ کرتے ہوے دل ودماغ کو مثل گل شگفتہ کررہے تھے۔

طائران زمزمہ سرا شاخسار گلشن پر نغمہ سنجی مین مصروف تھے جنکی دلکش سُریلی صداؤن سے دلپر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی تھی، طاؤس زرین پوش جابجا رقص کنان تھے رنگ برنگی ابر کے ٹکڑے روشہاے باغ پر آبپاشی کرتے پھرتے تھے محفل عیش ونشاط منعقد تھی۔ میرے متعلقین و متوسلین میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے تھے ناچ گانا ہورہا تھا جو ہر دار جو ہر مرصع میرے سرپر ہاتھے تھے اور ہر شخص جوش انبساط سے اُس محفل مسرت مین داد عشرت وخرمی دے رہا تھا جو جو تھی کی دلھن کی طرح آراستہ و پیراستہ تھی اور لوگون کے دلون کو مخاطب بخوشی کرتی تھی بقول شاعر

بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد

کسے را باکسے کارے نہ باشد

ناگاہ اسی جلسہ عیش ومسرت مین میرے چھوٹے بھائی جرنیل صاحب مرزا سکندر حشمت بہادر بھی آکر شریک صحبت رقص وغنا ہوے اور مجھ سے کہا مین نے ایک عورت کو سیر کے واسطے بلایا ہے جو حسن وخوبی کے علاوہ گانے بجانے مین بھی اپنا مثل ونظیر نہین رکھتی مین نے جواب دیا کہ اُن سے کہنا آج بھائی کیا اچھا ہوتا اگر تم اسے میرے ملاحظہ مین پیش کرتے جب ان لوگون نے

دیکھا مجھے اسکا کمال اشتیاق پیدا ہوگیا تو اسوقت اُس عورت کے بلانے سے یہ کہکر انکار کردیا وہ اسوقت میرے سامنے ناچ گاکر بہت خستہ ہوگئی ہے انشاءاللہ کسی دوسرے وقت اُسے حاضر کرونگا"۔

چونکہ عنان اختیار میرے ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی اسلیے اپنے دلپر صبر کی سل رکھی لیکن اس کی ایکدن کی مفارقت ایک برس کے برابر ہوگئی۔

دوسرے دن صبح کو جب بزم طرب جمع ہوئی تو پھر میرے چھوٹے بھائی جرنیل صاحب مرزا اسکندر حشمت بہادر جو جلسہ مین آئے تو دیکھا ان کے ہمراہ ایک عورت بھی تھی جس کا رنگ کندن کی طرح دمک رہا تھا اور وہ اپنے ایک ایک قدم سے ہزارون جانین پامال کرتی ہوئی بصد ناز و انداز اودی اطلس کا پائجامہ اسکے اوپر سُرخ رنگ کی مصالحہ دار پشواز پہنے ہوے اپنے سازندون کے ساتھ چہلین کرتی ہوئی تبسم کنان نازو نزاکت سے خراماں خراماں اسطرف چلی آتی ہے اسکا سن تخمیناً اٹھارہ برس یا اس سے کچھ زیادہ ہوگا وزیرن نام تھا اور بی جان کی بیٹی تھی قصائی والے پل پر مکان تھا"۔

اس سے نگاہ چار ہوتے ہی عشق کا تیر جگر کے پار ہوگیا لیکن ہم چشمون کی صحبت تھی اس سبب سے مین کچھ نہ کہہ سکا دونون ہاتھون سے دل تھام کر اور ایک آہ سرد کھینچکر رہگیا، قریب تھا عالم بیخودی مین بتیا ! نہ داستان عشق شروع کردون مگر حجاب مانع ہوا اتنی دیر مین اُسنے (وزیرن) ناچنا گانا شروع کیا ؎

حسن کیا کم تھا جو آئینہ کی کھولی قلعی
ایک حیرانی زیادہ ہوئی حیرانو نپر

وہ اُدھر ناچ رہی تھی اِدھر میری آنکھوں سے مسلسل اشک جاری تھے آخر مجھ مین تاب ضبط باقی نہ رہی اسی حالت مین مین نے محفل برخاست ہونے کا حکم دیا "

دوسرے دن پھر اس پری پیکر نے بزم مذکور مین آکر داد عشوہ و ناز دی اور مجھ مہجور کو خنجر ابروسے ایسا مجروح کیا کہ بے طاقت ہو کر خواب و خور حرام ہو گیا اور اسکی ناوک مژگان سے دل دو نیم ہو کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا "

اسی زمانے مین نجم النسا بیگم مرحومہ میرے محل مین داروغگی کے عہدے پر سرفراز تھین یہ (نجم النسا بیگم) نواب خاص محل کی نسبتی چچی اور علی نقی خان پسر محمد علیخان ابن مدار الدولہ بہادر میرے چچیا خسر کی نسبتی بہن تھی چالیس یا پینتالیس برس کی مُسن عورت نہایت ہی خلیق و عقیل اور دوست پرور تھین، سبحان اللہ مرتے دم تک مثل پروانہ شمع کے مجھپر نثار رہین میری اسقدر مزاجدان ہوگئی تھین کہ میرے منہ سے پوری بات بھی نہ نکلنے پاتی تھی کہ وہ فوراً اس کی تعمیل کر دیتی تھین میرے روپیے پیسے کو اپنی جان کے برابر رکھتی تھین، انھین میری خوشنودی مزاج اپنے تمام عیش و آرام پر مقدم تھی اور نہایت نفیس مزاج طرحدار و خوش پوشاک تھین ذرا سی آراستگی مین پری معلوم ہوتی تھین اِن کی رنگت گندم گون مائل بسرخی تھی اور رخسارے پر ایک سیاہ تل تھا قد اور تمام اعضائے جسم سن کے موافق متناسب تھے اور نہایت سمجھدار و ہوشیار عورت تھین۔

ان کے گھرانے مین انکا قدیمی نام پیارے صاحب تھا جب میرے یہان داروغگی کے عہدے پر ممتاز ہوئین تو دار د نہ نجم النسا بیگم صاحبہ خطاب

پایا اور دن رات میرے گرد ہالے کی طرح رہتی تھیں اور جو میرے دل میں ہوتا تھا اُسے وہ میری آنکھوں سے سمجھ جاتی تھیں۔

اُنھوں نے اٹھارہ لقرا سامیاں چوبردار عورتیں ایسی شوخ و طناز نوکر رکھوائی تھیں جن میں ہر ایک اپنے عشوہ و انداز و دلربائی میں ایک دوسرے سے علاحدہ تھی جو کبھی چشم فلک نے بھی دیکھی ہوں گی"۔

الغرض نجم النساء بیگم صاحبہ مرحومہ نے جو دیکھا میری جان ہی پربنی ہوئی ہے قوت صبر و تحمل باقی نہیں تو فرط محبت سے ضبط نہ کر کے ایک روز بیتابانہ میرے قدموں پر گر کر عرض کی کہ اے جان عالم میری جان آپ پر فدا ہو کیا ایسی فکر لاحق ہوئی ہے جو خود کو معرض ہلاکت میں ڈال رکھا ہے اور کیوں شبستان عالی کا چراغ راحت صرصر غم کے جھونکوں سے بجھا ہوا ہے۔ خدا کی قسم اگر رات کا دن اور دن کی رات یا ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے جب بھی یہ کنیز حضور کی اطاعت و فرمانبرداری سے سر نہ اٹھائے"۔

انھیں دنوں میر محمد مہدی میرے یہاں بعہدہ داروغگی معین و ممتاز ہوئے تھے۔

یہ میر محمد مہدی امین الدولہ امداد حسین خان کے متوسلین میں سے تھے اور یہ امین الدولہ نواب امداد حسین خان میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کے عہد حکومت میں وزیر اور مدار المہام اور میرے استاد بھی تھے انھوں نے مجھے میزان و شرح اسباب کا سبق دیا تھا"۔

میر محمد مہدی مرد سادات اور اس سے قبل میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کے زمانے میں اکیس تن کے تمندار اور پندرہ روپیہ ماہانہ پاتے تھے"۔

یہ نہایت پاک باطن و صاف دل آدمی تھے مگر اسکے ساتھ مغرور و متکبر بھی تھے جو اسی رعونت اور نخوت کی وجہ سے اپنے عہدے سے علاحدہ کیے گئے ورنہ ان کا معزول ہونا امر محال تھا ان کی عمر تخمیناً بتیس برس یا اس سے کچھ زیادہ ہوگی قد و قامت مناسب رنگ سرخ و سفید ذرا ظہور لکھے پڑھے بھی تھے؛

ان کو (میر محمد مہدی) امین الدولہ امداد حسین خان نے از راہ دوستی میری سرکار میں بعہدہ داروغگی ملازم رکھوایا تھا کیونکہ امین الدولہ امداد حسین خان کا اس زمانے میں بہت دور دورہ تھا، لوگ پروانوں کی طرح انکے گرد پھرا کرتے تھے لیکن میر محمد مہدی داروغہ حال سے کسی طرح میرا دل ربط نہ کھاتا تھا اس وجہ سے دوسرے لوگ اسکے متعلقہ کاروبار میں دخیل ہوتے تھے اسکی دلی خواہش تھی کہ میں کسی طرح ان لوگوں سے میل جول پیدا کرکے باہم شیر و شکر ہو جاؤں ؛

پس اُسنے اس واقعہ سے زیادہ اور کوئی ذریعہ پا کر اس کام میں ہاتھ ڈالنا چاہا اور ایک دن نہایت منت و لجاجت سے عرض کی اے جہانپناہ میں دیکھتا ہوں حضور کے دشمن ہر روز غمگین و مضطرب لیٹے ہوئے پلنگ پر پڑے رہتے ہیں اور راگ و رنگ کی صحبتیں بھی یکقلم موقوف ہیں اسکا کیا باعث ہے ؟

اسی زمانے میں دو عورتیں گانے والی امن و امان جو میری سرکار میں ملازم ہونے کے پیشتر مئیں فرخ آباد کے یہاں اسی پیشے کی بدولت عزت افتخار حاصل کر چکی تھیں خدا جانے اب کسطرح وہاں سے نکلکر میری ملازمی

مین سرفراز ہوئی تھین اور انھین سرور محفل والیان خطاب دیا گیا تھا
یہ دونون حقیقی بہنین تھین ان کی ان کا نام نجوباپ تھو بھائی غلام رضا
نسبتی بھائی رگھمن چچا غلام نبی اور اموںکا نام غلام حیدر تھا۔
ان لوگون کا تذکرہ اپنے موقع سے کسی مقام پر آئے گا فی الحال آگاہی
ناظرین کے لیے صرف نام لکھ دینا کافی سمجھتا ہون۔
از بسکہ میرے ساتھ امّن و امامن سچے دل سے محبت رکھتین اور
ہمیشہ داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ کے ہمراہ خلوص دل سے میری خدمتگذاری
مین مصروف رہتی تھین۔
مین نے بھی اُن دونون (امّن و امامن) کو اپنی زبان سے بہن کہا
تھا اور انھون نے خوش سلیقگی و حسن خدمت سے میرے دلمین اسقدر
رسُوخ پیدا کرلیا تھا کہ بغیر اُن تینون عورتون (امن امامن دارو غہ نجم النسا
بیگم صاحبہ) اور ان کے مشورے کے مجھے ایک گھڑی قرار نہ آتا تھا اور
مین ہر گھڑی اور ہر ساعت اس راز سربستہ (وزیرن کا معاملہ) کی جدّ و کد
مین رہتا تھا اور جب آتش عشق اس گل نوخیز بوستان محبوبی (وزیرن) طوالف
کی میرے دلمین شعلہ زن ہوتی تو یہ لوگ نغمہ عشق انگیز و غزلیات محبت آمیز
گاکر اسے ٹھنڈا کرتے تھے۔
اس زمانہ سے مجھے ٹھمریان تالیف کرنے کی مشق بہم پہونچی منجملہ ان کے
ایک ٹھمری کا یہ سرا آستائی یہ ہے، امن اوگوئیان سیان ہے دا ہودیس، آخر کار
ان تینون عورتون نے نہایت دلجوئی و رفاقت سے میرے عشق کا کل حال
دریافت کرلیا اور باہر دربار مین داروغہ میر محمد مہدی بہزار دلدہی جانفشانی

پوچھا کرتا تھا۔

ایک روز داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ مرحومہ کسی حیلے وحوالے سے بی جان کے گھر پہونچیں اور انکھوں ہی آنکھوں مین وزیرن کے مزاج کی کیفیت تاڑنا شروع کی تو اُن پر ظاہر ہوا کہ وزیرن بھی تیر انتیر عشق کھاکر مجروح ہو چکی ہے اور میری محبت کا دم بھرتی ہے اُس کے دونون پاؤن مین میرے عشق کی زنجیر پڑی ہے جس کی وجہ سے سرگرم نالہ وآہ ہی اور اس درمیانی زدداروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ کو نہایت بےچینی اور بے تابی سے مگر پوشیدہ اپنے بڑھے ہوے عشق کی خبر دیتی ہے۔

جب داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ مرحومہ نے اس کی مان کو دیکھا خونخوار شیرنی کے مانندان کی پس پشت بیٹھی ہوئی ہے اور وزیرن سے بات چیت کرنے کا کوئی موقعہ نہین دیتی تو مجبوراً جا بروا پس آئین۔

اسطرف مین بیچارہ دلی صدمات اور باطنی رنج کی وجہ سے اپنے بستر غم پر پڑا ہوا کروٹین بدل رہا تھا اور دم بدم آہ جانسوز بھر رہا تھا چونکہ میرا دل ماہی بے آب کی طرح اس سرچشمہ محبت کی یاد مین مضطرب تھا۔

یہ اضطرار کی حالت دیکھکر داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ مرحومہ اور امن دا امن مجھپر روتفتہ جان سے قدمون پر گر پڑین اور نہایت الحاح و زاری سے کہنے لگین حضور کو بیتاب ہوکر اسقدر رونا دھونا نہ چاہیے۔ کیا نہین سنا ہی سے

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود
مرد باید کہ ہراسان نہ شود

تو اگر خدا نے چاہا تو حضور کی معشوقہ پریچہرہ وصاحب جمال کو لاکر حضور کے پہلو مین

بٹھا دینگے لیکن تھوڑے دنون تک ضبط و تحمل ضرور چاہیے ایسا نہ ہو اس کی ماں داد و فریاد کرے اور یہ پرچہ حضور کے والد ماجد حضرت جنت مکان کی خدمت مین گذرے تو بنا بنایا کام بگڑ جائے۔

مین غمزدہ ہمیشہ اس مکان مین جس کا نام خاص مکان ہے بستر غم پر منہ لپیٹے پڑا رہتا تھا اور شب و روز اس کی محبت مین گھل گھلکر نحیف و زار ہوتا جاتا تھا، کبھی ایسا ہی دم الٹتا تو ستار بجاتا یا یہ درد غزلین گا کر دل مضطر کو تسلی دیتا تھا کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا تھا۔

ایک شخص جس کا نام غلام علی تھا میرا قدیمی مصاحب اور رفیقون مین سے تھا جو اب بھر ماروں کی پلٹن مین کپتانی کے عہدے پر ممتاز ہے جسکا خطاب بہار الدولہ ہے اور دوسرا شخص میر اکبر علی یہ بھی میرے پرانے مصاحبون مین سے ہے اور اب دیوان خانہ سلطانی کا پیشکار اور اکبر الدولہ خطاب ہے تیسرا شخص میر محمد مہدی دارو غہ حال عجب بالفعل اس خدمت سے موقوف ہے لیکن بخطاب امیر الدولہ بہادر سرفراز ہے۔

ان تینوں آدمیوں نے چاہا کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ اس معشوقہ طناز سے جلد ملاقات ہو۔ چونکہ اس کی ماں علامہ دہر تھی کوئی تدبیر ان کی پیش نہ گئی ایک روز بھر دارو غہ نجم النسا بیگم اسکے گھر گئین تو دیکھا وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی رو رہی ہے داروغہ مذکورہ نے چاہا کہ رنڈی کنا یہ سے اسے تنہائی مین لیجا کر کلمات ضروری و محبت آمیز میری طرف سے اُس سے کہے ناگاہ اس کی بیرحم ماں نے شور و غل مچانا شروع کیا داروغہ سرکاری کو رنڈیون کے مکان پر آنے کی کیا ضرورت ہے ہمین اُن سے کوئی تعلق نہین ہمارے گھر مین نہ آیا کرین نہین تو مین در دولت پر حاضر ہو کر دہائی دونگی۔

یہ شور و غل. سنکر داروغہ نجم النسا بیگم بعجلت تمام اسکے مکان سے نکلکر مجبور و ناچار میرے پاس آئین مین نے دیکھا ان کے چہرے سے رنج کی علامتین نمایان ہین اور بات چیت سے غصہ ظاہر ہوتا ہی ہاتھ پاؤن کانپ رہے ہین مین نے سبب دریافت کیا تو انھون نے اس کی مان کے شور و غل مچانے کا حال بیان کیا یہ واقعہ سنکر مجھے نہایت غیظ آیا اور اسی وقت میر محمد مہدی کو جو امین الدولہ کے متوسلین مین سے تھے بلاکر کہا جب تک میری محبوبہ نہ آئے گی تھین جانو مجھ پر خواب و خور حرام ہے بلکہ کیا عجب ہے جو مین اپنی جان دیدون پھر اسوقت تمھین بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ بن پڑیگا لہذا تم کو لازم ہے جس طرح ممکن ہو جان فشانی کا طریقہ اختیار کرو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔

اُنھون نے تھوڑی فکر کرنے کے بعد عرض کی کہ اسکا آنا تو امر دشوار نہین مگر حضرت جنت مکان سے یہ راز پوشیدہ کرنا مشکل ہے اِس اثنا مین اس کی جدائی کو ایک ماہ کی مدت گذر گئی مگر میری تمنائے دلی پوری ہونے کی کوئی صورت نہ نکلی اگرچہ مین نے اس مقدمہ خاص کے بارے مین کچھ پیام بھی امین الدولہ کے پاس بھیجے اور عورتون کو جو میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کی ملازم تھین مثلاً مصاحب السلطان انتظام السلطان جو اُس زمانے مین حضرت جنت مکان کے یہان محل مین داروغہ تھین بلایا لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور میرے رنج و آلام سیطرح روز بروز بڑھتے رہے ؎

ایک دن مین اپنے مکان مین جسے بادشاہ منزل کہتے ہین ایک طپنچہ لیکر اسکی چھت پر جس کا نام گلزار منزل ہے چڑھگیا اور اسکے دروازے اندر کی جانب سے بند کرکے چاہا اس طپنچہ کی گولی سے اپنا کام تمام کرکے گلزار منزل کو خون بیگناہ سے رنگین کردون ۔۔ ہ

سنے رستم ہی زمانہ مین سنے سام رہگیا
مرد وہ نکا آسمان کے تلے نام رہگیا

داروغہ نجم النسا بیگم نے جو یہ حال دیکھا اپنا سر دروازے پر دے مارا اور کہنے لگی اے جان عالم خدا اور رسول کا واسطہ میری ایک بات سن لیجیے مین نے اندر سے آواز دی کیا ہے کون سی بات کہنا چاہتی ہو انھون نے عرض کی اگر مین اسکے لانے مین قاصر رہون تو پھر جو آپ کا دل چاہے کیجیے گا۔ لیکن جب حضور کا مدعای دلی حاصل ہوا چاہتا ہے تو اس حالت مین جان دینا عقلمندون کا فعل نہین ہے

مین نے اُن کی عرض قبول کی اور اس حرکت سے دست بردار ہوا اسیوقت شیخ غلام علی ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے گھر گیا مین نے اسطرف اپنے مکان کو طرح طرح کی آرایشون سے آراستہ کیا ہر کے درمیان مین جسکے چارون طرف فوارے چھوٹ رہے تھے اپنی سیج بچھوائی بجز میر محمد مہدی کے کوئی دوسرا وہان نہ تھا مین حسب الحال اس شعر کے ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

فرط خوشی سے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا یہان تک پہر رات گذر گئی یکایک مین نے دیکھا اُس ماہ وش کے پرتو جمال سے مکان روشن ہو گیا مین نے فرط بیخودی سے دوڑ کر اسے گود مین اُٹھا لیا اور رات بھر اسکی شمع جمال پر مثل پروانہ نثار ہوتا رہا الغرض تمام شب شکوہ و شکایت راز و نیاز مین بسر ہوئی۔

گہ خندم و گہ گریم و گہ آہ جگر سوز

القصہ سحر نے تازہ نور اپنے منہ پر ملا۔ آواز نوبت دگجر اور صدائے مرغ و اللہ اکبر نے میرے مرغ روح کو عین وصال مین ہجر کی چھری سے حلال کر ڈالا

ناگاہ پس در سے میر محمد مہدی نے آواز دی ظلمت شب برطرف ہوئی اب صبح
کا نور چارون سمت پھیل رہا ہی حضور کو رخصت کرنا چاہیئے - ان کی آواز سنکر
میرے چہرے سے رنگ اور دل سے صبر و قرار جاتا رہا بیتاب ہو کر اٹھا اور
بہزار بلا گردانی اُسے رخصت کیا ۔

مژدۂ وصل ہے کل رات کی نسبت ہو حرام
دین اگر طالع برگشتہ نہ تقدیر پلٹ

ایک مہینے تک یہی سلسلہ آمد و رفت جاری رہا آخر کار ایک روز مین نے
اس راہ برج حسن کو جانے نہ دیا اور اپنے گھر بٹھا لیا اور امین الدولہ کو اس خدمت
کے صلہ مین پانچ پارچے کا خلعت مع ایادہ و مندیل کے مرحمت کیا ۔
اسکے عشق کی ایک حکایت یہ بھی ہے - ایک روز وہ اپنے گھر مین تھی جو قصائی والے
پل پر واقع تھا جس کا تذکرہ مین اوپر کر چکا ہون اور اسکو اسقدر بخار چڑھا ہوا تھا کہ
آنکھین کھلنا دشوار تھا اور یہان مین اپنے دل مین اُسے یاد کر رہا تھا جون ہی
مجھے اسکا خیال آیا واللہ مین نے دیکھا وہ اسی بخار کی حالت مین ایک سفید
چادر مین لپٹی ہوئی ننگے پاؤن اپنے مکان سے جسکا بُعد ایک کوس سے زائد
ہوگا گرتی پڑتی میرے پاس آکر موجود ہوئی ۔
مین نے اس سے سوال کیا کیا سبب ہی جو تم اس حالت مین یہان چلی
آئین اسنے جواب دیا اسوقت شاید آپنے مجھے کیسے یاد کیا تھا اتنا کہکر بے ہوش
ہوگئی مطلق ہوش نہ رہا غور کا مقام ہے اسطرح کی باتین قصہ کہانیون مین
سنی جاتی ہین لیکن واللہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ۔
القصہ جسدن وہ محبوبہ میرے گھر میٹھی تو فرط خوشی سے مضطربانہ خوش گلو

اور مغنیان پری رو نے اس حور کی محفل کو رشک سلیمان بنا دیا۔ ہر طرف سے صدائے مبارکباد آنے لگی چارون طرف سے نوبتون کی آوازین گونجنے لگین مین نے خوشی مین حضرت مشکلکشا کا دسترخوان کیا۔ ملازمون نے نذرین گذرانین اور حسب مراتب سرفراز کیے گئے اعلیٰ الخصوص داروغہ نجم النساء بیگم اتن دامامن پروانے کی طرح اسیر نثار ہتین اس کی مان بی جان حسب الایماء امین الدولہ مقید کی گئی۔ دو تین ماہ کا زمانہ گذرنے کے بعد میری ایماء سے رہا ہوئی اور اس کی لڑکی کی طرف سے دو ہزار روپیہ نقد مع خلعت اور دو شالہ دو رومال عطا ہوا امین نے ہر چند چاہا وہ اپنی لڑکی کے پاس رہے لیکن اس نے پیشیہ حرام ترک کر کے اپنی لڑکی کی ہمراہ رہنا قبول نہ کیا۔ بد نیں وجہ وہ گل نخل جوانی یعنے میری دوست جانی وزیرن بھی اپنی مان سے ناراض رہین الغرض نفیس نفیس جواہرات بے بہا اعلیٰ اعلیٰ ظروف نقرئی و طلائی عمدہ عمدہ ملازم انہین عطا کیے گئے اور بہت بڑے خطاب سے سرفراز کی گئین جس کا آخری خطاب ملکہ عالم نواب نگار محل صاحبہ ہے:

ایک برس تک انکا انجم اقبال بڑے کر و فر سے چمکتا رہا اسکے بعد بوجوہات چند در چند بجھ گیا ان کی طبیعت مین اسقدر تلون پیدا ہو گیا تھا جس بات کا رات کو اقرار کرتی تھین صبح کو بالکل بھول جاتی تھین میرا منشاء نہ تھا کہ وہ میرے دوسرے محلات سے رابطہ دوستی پیدا کرین، لیکن انھون نے مطلق لحاظ نہ کیا اور ان سب سے شیر و شکر کی طرح مل گئین، اسی حرکت نے میری طبیعت کو افسردہ کیا۔ غور کا مقام ہے مین تو یہ چاہتا تھا ان کے مقابل کوئی دوسرا نہ ہو مگر انھون نے دوست دشمن مین امتیاز نہ کر کے میری دلجوئی پر التفات نکی اور اپنی سوتون نواب خورد محل عمدہ بیگم صاحبہ اور نواب نشاط محل نجمی بیگم صاحبہ

سے میری رائے کے خلاف سلسلہ دوستی پیدا کیا میری تو یہ خواہش تھی یہ
اِن دونون محلون سے مفتخر و ممتاز رہین۔ جبکہ یہ اُن سے شیر و شکر ہوگئین
تو پھر اپنی فضیلت اور فوقیت کہان اور بھی چند در چند وجوہ پیدا ہوگئی
مثل اسکے کہ بے پرواہ رہنا کھانے پینے کا انتظار نہ کرنا عشق و محبت کو لڑکون
کا کھیل سمجھنا اور اسی طرح سیکڑون باتین جس کی وجہ سے یہ نوبت پہونچگئی۔

بیان سترہوان حضور والیون کا نوکر ہونا اور پھر چند وجوہ سے برطرفی

چونکہ اب اِس مہ جبین کا حال تمام ہوا لہذا دوسرا ذکر شروع کرتا ہون جب اِس
محبوبہ کی نا انصافی سے میرا دل ہٹ گیا اور رقیب اپنی کوششون مین کامیاب ہوئے
تو اِس زمانہ مین میری عمر بائیس برس کی تھی انھین دنون مین اٹھارہ
نفر اسامیان حضور بردار داروغہ نجم النسا بیگم کی معرفت ملازم ہوئی تھین وہ سب پر
گوئے سبقت لے گئین اور انھین حضور والیون کا خطاب مرحمت ہوا مین دو
برس تک ہزار حیل فریب کے ساتھ ہر ایک سے محبت کرتا رہا چونکہ یہ سب عورتین
بدکار اور بد اطوار تھین اور آٹھ روز یہان رہکر جو پیدا کرتی تھین آٹھ دن اپنے
گھر مین رہکر غیرون کو کھلاتی تھین اور پھر میری معشوق و دمساز بنتی تھین۔
اسی زمانے مین بشیر و فیروز دو خواجہ سرا حضور جنت مکان نے مجھے عنایت
فرمائے تھے مین نے فیروز کو نعمت خانے کی داروغگی پر اور بشیر کو نظارت کے
عہدے پر سرفراز کیا یہ دونون خواجہ سرا حبشی قوم کے تھے بشیر پچاس برس اور
فیروز چالیس برس کا تھا یہ دونون غلام جانباز تھے۔ گو بشیر مین رشک کا مادہ
بہت تھا مگر آدمی دنیادار و عاقل متحمل مزاج تھا اور فیروز پر غصہ اور جاہل۔ آمدم
بر سر مطلب جب دونون اپنے اپنے عہدون پر ممتاز و سرفراز ہو چکے تو بشیر نے
جو دنیادار آدمی تھا یہ کوشش شروع کی کہ اطاعت اور خدمت گذاری مین

شتل داروغہ میر محمد مہدی کے ہو جاے اور رات دن اسی فکر و جستجو مین رہتا تھا لیکن میر محمد مہدی کے آگے اسکا افسون کارگر نہ ہوا اسی سبب سے اسکا دست ہوس شتل ہو گیا علاوہ برایں داروغہ نجم النسا بیگم سے بھی نفاق رکھتا تھا۔

رفتہ رفتہ اسکا تیر و عاہدت مراد پر بیٹھا یعنے مین ایک ماہ تابان کے تیر محبت کا گھائل ہوا اور اسنے مشاطہ گری شروع کی کیونکہ بغیر اسکے عروج دشوار تھا الغرض جب بشیر نے دیکھا کہ میرا دل حضور والیون کی طرف مائل ہی تو اُسنے وہی طریقہ اختیار کیا۔ کبھی تو ان کے حسن کی تعریف و توصیف کرتا اور کبھی انکی بیوفائیون سے ڈراتا یہ صحبت داروغہ نجم النسا بیگم کی آراستہ کی ہوئی تھی اور یہ اُن سے بغض رکھتا تھا اور چاہتا تھا کسی طرح اندر باہر کی دارونگی سب مجھے مل جاے بقول شاعر ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

یہ وہی بشیر ہے جو حضرت خلد مکان کے یہان خواجہ سراؤن کے زمرہ مین تھا اور ان کی وفات کے بعد ولایتی محل کے یہان جو حضرت خلد منزل کا محل تھا نظارت کے عہدے پر سرفراز تھا اور نصیر الدین حیدر خلد منزل کے انتقال کے بعد میرے دادا حضرت فردوس منزل کے محل ملکہ جہان کے یہان بعہدہ خدمتگذاری معین رہا پھر حضرت فردوس منزل محمد علیشاہ کے عہد مین خلعت کمیدانی عطا ہوا اور گھوڑی والی پلٹن کا کمیدان ہو گیا۔ بعد ارتحال حضرت فردوس منزل حضرت جنت مکان امجد علیشاہ کے تصرف مین آیا اور حضرت اعلی نے از راہ شفقت مجھے مرحمت فرمایا مین نے بکمال شفقت و پرورش اپنے محلات کی نظارت کا خلعت عطا کیا۔

ایک روز محفل عیش و نشاط جمع تھی اور مین حضور والیون کی محبت کا

زم بھرتا تھا اور ان مین سے ہر ایک عشوہ و ناز کر رہی تھی اسی ضمن مین حیدری خانم نے جو اسی عہد سے یعنے حضور والیون مین تھی اپنے گھر جانے کی اجازت طلب کی بشیر نے عرض کی پیر و مرشد یہ حضور سے بصد حیل و فریب روپیہ اور جواہر لیتی ہین اور اپنے عاشقون کو دے دیتی ہین اسقدر سخاوت کب تک نبھ سکتی ہے اور دارو غہ نجم النسا بیگم تو یہ چاہتی ہین کہ حضور کا زر و جواہر تلف ہو جاے لہذا جو شخص حضور کے یہان رہنا پسند کرے اس سے زر و جواہر اور اسباب وغیرہ مین دریغ نہ کیا جاے ۔ ہان جو حضور سے لیکر اپنے گھر چلی جاتی ہین اور اپنے یارون کو تقسیم کرتی ہین انھین دینے سے حضور کو کیا فائدہ نہ صورت نہ سیرت، مین نے ارشاد کیا یہ سب جان نثار ہین اگر میرا اشارہ پائین اسی وقت اپنا سر کاٹ کر بادولت کے سامنے حاضر کرین ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ہما کو کوے کی صحبت سے فیض نہین ہو پہنچ سکتا اور کوے کو ہما کی صحبت سے نقصان ہوتا ہے جب مین نے بشیر کو یہ جواب دیا تو اُسنے عرض کی حضور ہنوز عورتون کے مکر و فریب سے کمسنی کے سبب سے واقف نہین مین نے ارشاد کیا تمھارا خیال غلط ہے، مین ابھی ان لوگون سے یہان رہنے کو کہتا ہون لیکن جب حضور والیون سے اور مجھ سے یہان رہنے کی بابت گفتگو ہوی تو بقول بشیر سب نے حیلہ و حوالہ کیا اور آجکل کہکر ٹالا ایک نے کہا ہم اپنا ہمیشہ کا گھر کیونکر چھوڑ دین ایک نے کہا میرے بچے ہین ایک نے کہا مین خدمت گذاری کو حاضر ہون غرض گنجیفہ کے پتون کی طرح سب تتر بتر ہو گئین جب مین ان کے مکر و فریب سے تمام و کمال آگاہ ہوا تو دل پر سخت چوٹ لگی"

افسوس! اٹھارہ عورتون مین ایک نے بھی میری محبّت کا خیال نہ کیا اُسی وقت
اس جلسہ سے میرا دل اچاٹ ہوگیا اور مین نے اپنے دلمین خیال کیا بمروت
عورتون کی غور وپرداخت کرنا سانپ کا پالنا ہی بہتر ہے مین ان سے علحدہ ہوجاؤن
اور ایک مرتبہ سب کو اپنے مکان سے نکالدیا وہ مجمع مثل ذرات صحرا اور درخت
خزان رسیدہ کے پتون کی طرح درہم وبرہم ہوگیا ہر چند چار پانچ عورتین رہگئیں
لیکن پھر ان کی توقیر نہ ہوئی۔ اگرچہ انھون نے بہت کچھ عذر ومعذرت بھی کی
مگر قبول نہین کی گئی ع

کیا مٹے گا داغ دل یہ نقش خاتم ہوگیا

الغرض یہ تمام دفتر گاؤخورد ہوگیا گو حضور والیون میں سے دو ایک کی
محبت کا داغ میرے دلپر رہ گیا۔

بیان اٹھارھوان ملازم ہونا قطب علی خان ستار باز کا

برائے رفع ملال قطب علیخان ستار باز جس کی ستار بجانے مین شہرت تھی اور
اس سے قبل مختارالدولہ ابن ناصرالدولہ مرحوم کے یہان ستار بجانے مین ملازم تھا اسکے
اسکے آبا واجداد شہر دہلی کے قوم راجپوت سے تھے اور راجہ جگت دیو کی نسل سے
تھے اسکی عمر تیس برس یا اس سے کچھ زیادہ تھی گندمی رنگ مونچھین نکلی ہوئی
تمام سر پر بال لکھنے پڑھنے مین پوری پوری مہارت رکھتا تھا ستاری مین شہرہ
آفاق وبے بدل اور شاعر بھی ہے فن موسیقی مین مشہور ومعروف ہی بلکہ اس
فن کو اسقدر جانتا ہی کہ نانک بیجو نانک گوپال اور تان سین وقت ہی مین نے فن ستار بازی
مین اسکو اپنا استاد مقرر کیا کہ اور اس سے یہ فن اسقدر حاصل کیا کہ محفلین ومجلسین حیران ہوگئین۔
ہنسنے مین لوگ روتے تھے اور رونے مین ہنستے تھے کیونکہ مین نے اس علم کو باقاعدہ سیکھا
تھا۔ پیاری خان میری تعریف کرتا تھا اور جلد کرتا تھا کبھی خود قطب علیخان میرے ہاتھ چوم لیتا تھا افسوس

مینے قطب علیخان سے اس فن کو درجہ کمال تک پہونچادیا اور اسیوقت سے وہ میرے رفیق و دلسوز ہوگئے، لیکن لامذہب تھے روزانہ دو تین پہر میری انکی صحبت رہتی تھی ایک دن تاج محل کی ملاقات کا پیغام میرے پاس لائے تھے جو حضرت نصیر الدین حیدر خلد منزل کا محل تھین بلکہ انھون نے اپنی مغلانی کو بھی برائے سوال و جواب میرے پاس بھیجا تھا، لیکن ادھر سے اپنے چچا کے لحاظ و ادب کی وجہ سے صاف جواب دیدیا گیا، قطب علی خان بھی آدمی محبت پسند عاشق تن ہو بھوین حبشی رنگ گندمی رنگین فارسی دان عربی شناس استاد بے بدل بذلہ سنج معنے فہم دور بین میرا مونس و ہمدم الحاصل ایک ماہ حضور والیون سے ترک ملاقات کو گذرا تھا کہ مجھے خیال پیدا ہوا یہ صدمہ حسرت و افسوس کب تک مناسب ہے اپنی حالت پر غور کرکے اور دو چار معشوقون کو بلانا چاہیے تا حضور والیون کا رنج و غم دفع ہو۔

بیان انیسوان ۱۹ یاسمن پری کو گھر ڈالنا

ناچار نہایت جستجو اور بڑی دوڑ دھوپ سے ایک عورت دستیاب ہوئی اسے یاسمن پری کے نام سے مخاطب کیا اگر چہ مین نے بہت چاہا کہ بلطف خود اسے اپنے دام محبت مین تسخیر کرون لیکن اسکی نادانی سے میرا افسون کارگر نہو تا تھا

بیان بیسوان ۲۰ سلیمان پری کو گھر بٹھانا

تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ دوسری عورت کو اپنے گھر بٹھایا اور اسکا نام سلیمان پری رکھا

بیان اکیسوان ۲۱ - عزت پری کو گھر ڈالنا۔

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک اور عورت دستیاب ہوئی چونکہ اسکی خواہش تھی اور اسنے میرے گھر بیٹھنے کا وعدہ بھی کیا مین اس امر پر بخوشی رضامند ہوگیا اور اسے عزت پری خطاب دیا چونکہ میری طبیعت عالی ہوگئی تھی

اور اپنے استاد قطب علی خان کی صحبت سے ہزارون طرح کے حظ نفس اُٹھا چکا تھا بغیر گانا بجانا سنے میرا دل نہ بھرتا تھا اور جو عورت اس فن سے ناواقف ہوتی تھی وہ نظرون مین نہ سماتی تھی اور یہ تینون عورتین اس فن سے محض انجان تھین، مین چاہتا تھا اگر کوئی ناچنے گانے والی میرے ہاتھ لگے تو اس سے بہتر ہوگا یہی وجہ تھی جو میری محبت اُن سے نہین بڑھی۔

بیان بائیسوان سلطان پری کو گھر بٹھانا

آخرالامر حیدری و دلبر طوائفان جو لکھنو بھر مین گانے ناچنے مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھی اور دلبر حیدری کی بڑی بہن میری خدمت سے شرف یاب ہونے کا بار اپنی گردن پر رکھتی تھی اسی وجہ سے اپنی چھوٹی حقیقی بہن بطور نذر میری حضور مین گذرانا جس کی عمر گیارہ برس کی تھی اور تھوڑا بہت گانا ناچنا بھی جانتی تھی۔ مین نے اسے قبول کیا اور اسکا خطاب سلطان پری رکھا یہ بشیر خواجہ سرا کے ذریعے سے یاسمن پری میر اکبر علی کے وسیلے سلیمان پری نواب خاص محل صاحبہ کے ذریعے سے عزت پری داروغہ نجم النسار کی معرفت مجھ تک پہنچین تھین۔

بیان تیئسوان۔ حور پری کو گھر بٹھانا

اس واقعہ کو تھوڑا زمانہ نہ گذرا تھا کہ داروغہ میر محمد مہدی کے ذریعے سے ایک عورت جسکا نام نجہ تھا اور گانے بجانے مین مہارت رکھتی تھی، ایرانی آدمی کی لڑکی تھی اور آخر مین کسب کا پیشہ اختیار کیا تھا میرے گھر پڑگئی مین نے اسکا نام حور پری رکھا۔

بیان چوبیسوان۔ گھر بٹھانا ماہرخ پری کا اسکے ایک عزیز کا نالش کرنا اور فیصلہ پانا

اسکے بعد داروغہ ارباب نشاط نے جس کا نام مہدی تھا اور جنت مکان کے

عہد مین اسی عہد سے پر ممتاز تھا محبوب جان نامی زن کسبیہ کو جو سرود دکجلانے اور ناچنے مین شہرہ آفاق اور یکتا تھی زبردستی حیلے سے میرے گھر بھیجا از بسکہ ہر زمانہ مین داروغاؤن کا یہی طریقہ رہتا تھا کوئی فرقہ ان سے راضی ہو خواہ ناراض ان کو ان بیچارون کے جوز و برد کرنے سے سروکار، مین نہین جانتا وہ خدا کے سامنے کیا جواب دینگے انھون نے جب دیکھا کہ ولی عہد کا حکم گانے والیون کو لانے اور اپنے گھر بٹھانے کے واسطے عام ہے تو خیال کیا میری بہتری اور بہبودی اسی مین ہے کہ کسی کو زبردستی حیلے سے میرے حضور مین حاضر کرے آخر وہی کیا ایک مساۃ ناراض کو حیلے سے بلا کر میری سرکار مین بھیجا جب مین نے اس سے استفسار حال کیا اور اپنے گھر مین رہنے کو کہا تو اس نے انکار محض کیا اور عرض کی مجھے حیلے سے بلایا ہے جب مین نے دیکھا کہ اسکا دل میرے یہان رہنے کو نہین چاہتا اور میری طرف سے مکدر ہے تو فرمایا اے نیک بخت خوشی خاطر اپنے گھر جاؤ خدا مجھے اور دے دیگا، اس خوشخبری کے سنتے ہی وہ میرے قدمون پر گر پڑی اور عرض پرداز ہوئی اے جان عالم مین آپ کے اوپر سے قربان ہو جاؤن اب مین ان قدمون کو چھوڑ کر کہان جاؤن گی امیدوار ہون پریون کے زمرے مین شامل کیجاؤن اس کی عرض کے موافق عملدرآمد کیا گیا - اور اسے ماہرخ پری خطاب دیا ایک روز اسکے عزیزون مین سے ایک عورت نے خود کو میری بگھی کے گھوڑون کے پاس ڈالدیا اور داد بیداد کرنا شروع کی اس زمانے مین حضرت جنت مکان کے سامنے قلم ان کی خدمت میرے سپرد تھی اور مین اپنے والد کے مجرے کے واسطے دربار مین جار ہا تھا اس کی داد بیداد کا شور و غوغا سنکر سخت پریشان ہوا اور دیکھا کہ ایک عورت رو رہی ہے اور فریاد کر رہی ہے مین نے دریافت کیا تو کون ہی اُسنے عرض کی کہ

داد خواہ ہون وارغہ ارباب نشاط نے میری لڑکی کو زبردستی بندگان عالی مین بھیجا ہے امیدوار ہون اپنی داد کو پہونچون مین اسی وقت اُس عورت کو اپنے ساتھ لے آیا اور ماہرخ پری سے کہا تم اس کو پہچانتی ہو اُسنے کہا ہان اُس کو آپ میرے روبرو طلب کرین مین اپنے طور پر سمجھاؤن گی الغرض مین نے پانسو روپیہ ماہرخ پری پر تصدق کرکے اس عورت کے حوالے کیا اور وہ راضی نامہ لکھکر خوش وخرم اپنے گھر گئی سبحان اللہ اسطرح کی نیک طینت عورت میرے ملاحظے مین نہین آئی۔

بیان پچیسوان محفل رقص وسرود مین مرزا اسکندر حشمت کا آنا اور ذریرن طوائف کا اس مجمع مین میرا ہاتھ پکڑنا

اس عرصہ مین ذریرن نامی طوائف جو نصیر الدین حیدر کے محل مین گائیوالیون مین تھی اور مذکورہ بالا بیانون مین اسکا حوالہ ہوچکا ہے یہی عورت ہے جو اب خیدی احمد کے گھر مین پڑی ہوئی ہے جس نے ایک عالم کو اپنی کمند زلف مین اسیر کر رکھا ہے اور اب مجھ سے محبت کرنا شروع کی ہے گیہنوے رنگ کی عورت ہے اس زمانہ مین اسکی عمر تیس برس کی تھی ہاتھ پانوئن بلحاظ تناسب اعضا مناسب اور خوش اسلوب تھے بھوین اور آنکھین خوبصورت شوخ مزاج تھی پہلے میرے بھائی مرزا اسکندر حشمت اس کے دام تزویر مین گرفتار تھے اور اسنے ہزارہا روپیہ اُنسے پیدا کیا تھا اکثر میرے ساتھ بھی ناز وغمزے کیا کرتی تھی کبھی دارو غہ نجم النسا بیگم کو درمیانی قرار دیتی تھی کبھی اتّن واماّمن کے ذریعہ سے پیغام و سلام کرتی تھی کبھی اپنی انگلی کے خون سے محبت نامے پر مہر کرتی تھی اور ہزارہا خطوط عشق آمیز اور عرضیان محبت انگیز ہر روز ایک نہ ایک کے ہاتھ بھیجا کرتی اسکی ایک ماما نے مجھ سے یہ کہا کہ میرے درگاہ جانے کے دن وہ جلینی بازار سے درگاہ

حضرت عباسؓ تک مجھے دیکھتی ہوئی جاتی تھی الغرض ایک روز مین نے اُس سے کہا
تو میرے بھائی سے بھی اپنی محبت جتاتی ہی اور میری بھی خواہش کرتی ہی جیری
اور دو دو کیونکر ہوسکتا ہی یہ سنتے ہی اُسنے قسم کھائی مجھے تمھارے بھائی سے کوئی
تعلق نہین ایک روز کا ذکر ہے محفل عیش و طرب آراستہ تھی چاندنی کھلی ہوئی
تھی خوش گلو گانے والیوں کی آوازین عاشقونکے دلونپر نشتر کا کام کر رہی تھین -
رنگ برنگی مردنگیان اور کنول شیشہ آلات موقع موقع سے سجائے گئے تھے جس سے
محفل جو تھی کی دلہن کی طرح آراستہ تھی باغبانون نے نفیس نفیس پھولون کے گلدستے
بجا بجا قاعدے سے چن دیے تھے جس سے وہ بزم رشکِ باغِ ارم بنگئی تھی میرے
رفیق و مصاحب دونون جانب صف بستہ بیٹھے اور قسم قسم کی نقل و حکایات
وصنعت وثنا کر رہے تھے اسوقت میرے بھائی مرزا اسکندر حشمت بہادر بھی اس محفل مین
شریک تھے مین نے اُن سے پوچھا وزیرن سے تم سے ملاقات ہے یا نہین -
انھون نے جواب دیا وہ اکثر خطوط عاشقانہ میرے عشق مین اپنی تباہ حالت کے اظہار
مین میرے مصاحبون کے ہاتھ میرے پاس بھیجا کرتی ہی جو ابھی تک میرے پاس
موجود ہین مین نے جواب دیا اُسنے میرے ساتھ بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہی
مختصر الامر یہ بات طے پائی کہ اس محفل عیش و انبساط مین جہان سیکڑون آدمی
وضیع و شریف مجتمع ہین ہم دونون شخصون مین سے جس کا ہاتھ وزیرن پکڑ لے
وہ اسی کی سمجھی جائے دوسرے کو شکوہ و شکایت کا موقع نہ رہے الحاصل اس
قتالہ رقاصہ نے ایک مرتبہ ناچ مین پیشقدمی کر کے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مجھے
اسکندر حشمت بہادر سے کوئی واسطہ نہین ہے مین نہین جانتی یہ کون ہین اسوقت
قدردان خوشنوا نے خوشی کے آوازے بلند کیے اور تمام محفل مین قہقہون کی
صدائین بلند ہوئین میرے بھائی اس زن فاحشہ کی بیوفائی اور کج ادائی

سے محجوب و شرمندہ ہو کر فوراً با دل برخاستہ اپنے گھر چلے گئے اور محفل عیش و طرب برخاست ہو گئی، لیکن مجھے وزیرن سے ملاقات رہی چونکہ مین خیال اور تماشے کا شوق بہت رکھتا تھا اسلیے مین نے اس سے اقرار کیا کہ مین فلان روز گولہ گنج مین عظیم اللہ کمیدان کے گھر پر انشاء اللہ ضرور آؤن گا تمھاری بھی وہان اکثر آمد و رفت رہتی تھی لہذا تم بھی وہان آنا اسنے بھی آنے کا حتمی وعدہ کیا اگرچہ اسے اپنے یہان بلانا کوئی مشکل نہ تھا لیکن یہ اسوجہ سے کہا گیا کہ اسکو میری محبّت کا خیال زیادہ ہو۔

بیان چھبیسوان عظیم اللہ کمیدان کے یہان جانا وزیرن اور علی نقی خان ابن محمد علیخان ابن مدار الدولہ سے ملاقات کرنا

آخر روز معینہ اس معشوقہ طناز کی یاد مین رات کو عظیم اللہ کمیدان کے یہان جانے کا قصد کیا اور ایک معمولی محفل آراستہ کر کے حواشی اور خدمتگار دن کو مکان معمولی سے رخصت کیا اور دروازے پر دوسرے آدمیون کے آنے جانے کی روک ٹوک کے لیے پہرا مقرر کر دیا اور مین نے خوشرنگ ریشمی انگرکھا اور ایک پائجامہ جسمین گنگرے دار تلچ سبنے ہوے تھے زیب بر کیا اور پر زر ٹوپی آڑی سر پر رکھکر جھٹکے دار فنس پر سوار ہوا اور داروغہ نجم النسا بیگم اور دو مشعلچی ہمراہ لیکر پہر رات گئے مع الخیر عظیم اللہ کمیدان کے مکان پر پہونچا عظیم اللہ کی عمر پچاس برس کی تھی اور قوم کا شیخ تھا لیکن خفقانی آدمی تھا جونہین اسنے مجھے دیکھا بیتاب ہو کر کھڑا ہو گیا سلام و مجرا ادا کیا اور ایک کرسی بچھا کر عطر و پان وغیرہ پیش کیے جسے مین نے بخوشی قبول کیا اس صحبت مین علی نقی خان میرے چچا خسر بھی شریک تھے سنا جاتا ہے یہ مدار الدولہ مرحوم کی اولاد مین ہے صحیح النسب سادات ہین مونچھین بڑی بڑی قدہ نا دسبلے پتلے نہایت سمجھدار و ہوشیار مجلس رس قیافہ شناس دہشت

کیہ رنگ خلیق، بطریق امیرانہ اپنی زندگی بسر کرتے تھے عمر تیس برس کے قریب تھی وہ بھی آداب وتسلیمات بجالائے مین اُن سے بغلگیر ہوا جب ان باتون سے فرصت ہوئی اور دیکھا تو مکان بہت چھوٹا تھا لیکن وہ معشوقہ وہان نہ تھی مین نے عظیم اللہ سے پوچھا وہ شخص کہان ہے اسنے عرض کی ابھی حاضر ہوتا ہے اسکے آنے تک بڑے کر و فر سے ستار کی صحبت جاری رہی بعد اسکے وہ گلبدن بھی وہان آئی اور باہم مصافحہ اور معانقہ ہوا لیکن وہ کبھی تو روتی اور کبھی ہنستی تھی چونکہ برسات کی فصل تھی چارون طرف کالے کالے بادل گھر آئے مجھے خوف ہوا کہین ایسا نہ ہو پانی زور سے برسنے لگے اور گھر جانا مشکل ہو جائے آخر بصد حسرت وافسوس مین اس سے رخصت ہوا۔ علی نقی خان سے بھی اسی دن ملاقات ہوئی تھی۔ گھر پہنچکر دیکھا مکان بے مکین کے اسی طرح آراستہ ہے پلنگ پر آکر لیٹ رہا تھوڑی رات باقی تھی آرام کیا نادرہ بخیم النسا بیگم بھی اپنی خوابگاہ مین جاکر سو رہین، الحاصل وزیرن بھی میری محبت کا تیر خوردہ تھی اور مین بھی اسکی تیغ ابرو کا گھائل کبھی وہ مجکو زخمی کرتی تھی اور کبھی مین اسے مجروح کرتا تھا"

بیان ستائیسوان پریون کی تعلیم کے لیے ہمارے محفل داتون کا لازم ہونا مجکو جلسہ کی ترتیب دینے اور گانے والیون کے جمع کرنے کا بہت خیال تھا اس سبب سے سازندے اور علم موسیقی کے کاملون کی تلاش بہت تھی کہ پریون کو تعلیم دیجاے اور ان کی مشق ترقی پذیر ہو ایک روز اسی تلاش وجستجو مین امن وامن دونون بہنون نے عرض کی میرے عزیز دلو احق اس علم مین بے نظیر عجب نہین رکھتے ہین مین نے ان کو حاضر ہونے کا حکم دیا اگلے دن ایک محفل ترتیب دی

ماہ شب چاردہ آراستہ کرکے خاص مکان کے برج کی چلمنین چھوڑکر انکی غرفہ ذکر آسنکے تنظار
مین مع ان دونون بہنون کے ستار لیکر بیٹھا کہ چار شخص ایک انکا باپ تنھو خان
تھا دوسرا انکا چچا غلام نبی تیسرا ان کا برادر نسبتی کہمن خان چوتھی ان کی مان بھائی
غلام حیدر نے آکر مجرا کرنا اور سرود بجانا شروع کیا اور چلمن کے پیچھے مین بھی ستار بجانے
مین مشغول تھا واقعی اسوقت ایسا سمان بندھا تھا کہ در و دیوار انجم ماہ متحیر تھے
ہر ایک کی زبان سے صدائے واہ واہ جاری تھی انکا گانا اسقدر پر تاثیر تھا کہ مینے
اپنا منہ چلمن پر رکھدیا آخر اس فن مین ان کے باپ اور برادر نسبتی کو ملازم رکھا
اور وہ دونون حور پری اور سلطان پری کی تعلیم کے واسطے مقرر ہوے اور بھی
صدہا قلتبان اور ناچنے والے کامل ملازم ہوے۔ ثابت علی اور چھجو خان دونون
حقیقی بھائی سازندون مین دوسری پریون کے لیے نوکر ہوے ہر روز
جلسہ عیش و طرب ہوا کرتا تھا۔

خاص مکان کی چلمنین چھوڑ دیجاتی تھین اسکے باہر رقص و سرود
کی تعلیم ہوا کرتی تھی مین بھی تنھو خان کے شاگردون کے گانے مین رہتا تھا
تھوڑے عرصہ مین اس فن کی اسقدر مشق کر دوائی کہ اپنے استاد سے بہتر ہوگیا
اسی زمانہ مین غلام رضا میرا نوکر ہوا اسکا ذکر حوالہ قلم کر چکا ہون۔ اسکا سن چھبیس
برس کا تھا پستہ قد کسیقدر فربہ اندام آنکھین خوشنما لطیفہ طبع خوش مزاج صاحب
ظرافت آدمی تھا ایک روز ہرن کے سینگ اپنی قوت سے توڑ ڈالے تھے اسکی
اطاعت و فرمانبرداری سے میرے دلمین بہت گنجایش ہوگئی تھی یہی وجہ ہے
جو اسے رات دن حاضر باشی کا حکم دے دیا تھا۔

بیان اٹھائیسوان پریخانہ کا آراستہ ہونا

اسی درمیان مین ایک مختصر مکان برائے تعلیم قواعد علم موسیقی تجویز کیا گیا

فرش فروش معہ پردہ اور دیگر سامان آرائش وزیبائش وغیرہ سے اچھی طرح سجکر
پریخانے کے نام سے موسوم کیا گیا جو پریون اور سرودیون کے قبضہ مین رہتا تھا
صحن مکان مین سفید سنگ مرمر کا فرش کیا گیا اور اسپر چینی کے نفیس نفیس گلدستے
قاعدے سے جابجا رکھے گئے جگہ بجگہ تختون کے چوکے اور پلنگ وغیرہ بچھائے گئے
دروازہ مکان پر ترک سوارنیون کا پہرہ مقرر کر دیا تھا اور تاکید تھی کہ سوائے دائم
نجم النسا بیگم اور امتن اور امامن یا پریون اور سردیون کے دوسرے لوگ اندر
نہ جا سکین یہان ہر روز دو دو تین تین پہر غلام رضا کھمن چھجو خان ثابت علی وغیرہ
سے صحبت عیش و نشاط گرم رہتی اور پریون کی تعلیم ہوا کرتی تھی مین بھی قواعد علم
موسیقی کے حاصل کرنے مین بدل مشغول و مصروف رہتا تھا"

بیان انتیسوان - منا کا گھر پڑنا اور وزیرن سے ترک ملاقات

اسی طرح تھوڑا زمانہ گذرنے پر میرے دلمین خیال آیا جسقدر گانے بجانیوالی
عورتین ملسکین اپنے گھر مین ڈالنا چاہیئے اور ہر ایک شخص سے یہی فرمایش تھی
جو اس قسم کی عورتین حاضر کرتا تھا وہ لفظ معروضہ سے عرض کرتا تھا - یعنے فلان
معروضہ حاضر ہے کیا معنے کہ فلان ناچنے یا گانیوالی عورت حضور کے گھر پڑنے
پر راضی ہے یہ اصطلاحاً لکھا گیا اگر کسی مقام پر لفظ معروضہ آئے تو اُس سے یہی
معروضہ مراد ہوگی اور اگر لفظ عرضی یا عرضداشت آسے تو اسکا مفہوم وہی ہوگا
جو اسکے اصلی معنی ہین الحاصل ایک روز کا ذکر ہے امتن و امامن اور دادا دغہ
نجم النسا بیگم نے عرض کی حضور عالی کے لیے ایک معروضہ ہم لوگون نے تجویز کیا ہے
جو بے مثل و نایاب زمانہ ہے یقین ہے ایسی صورت کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی
نہ کبھی فرشتون کے کانون نے سنی ہوگی گانے بجانے مین بھی وحید الدہر یکتائے روزگار
ہے رعنائی و زیبائی مین یکتائے جہان ہے سترہ اٹھارہ برس کا سن ہو ایک دن

حضور کو راہ مین دیکھ لیا تھا اُسی روز سے خواب و خور حرام ہے اسکی خواہش ہے
مین پریون کے زمرے مین منسلک کر لی جاؤن۔ منّا نام ہے جب مین نے اُسکے
خاندان کو دریافت کیا تو معلوم ہوا وزیرن کی بہن کی لڑکی ہے لیکن اپنی خالہ
سے پوشیدہ حضور کے وصل کا ارادہ رکھتی ہے اور نہایت ہی شکیلہ و جمیلہ ہے
یہ سنکر میرے ہاتھون سے عنان صبر و طاقت چھوٹ گئی، اس پری پیکر کے اشتیاق
مین رات دن اور دن رات ہو گیا یہان تک کہ یہ خبر رفتہ رفتہ وزیرن کے
کانون تک پہونچی کہ یہ میری بھانجی کی محبت مین گرفتار ہین" یہ سنکر وہ نہایت بیقرار
ہوئی زندگی ناگوار معلوم ہونے لگی اور از حد چراغ پا ہوئی، انجام کار اُسنے منّا کی
ملاقات پر مجھے ڈرانا شروع کیا لیکن میرے عشق کی آگ بھڑکتی ہی جاتی تھی۔ آخر
انھین تینون عورتون کے ذریعہ سے ایک روز شب کو وہ میرے گھر آئی اور وہ
رات عیش و عشرت مین بصد عیش و مسرت بسر ہوئی، لیکن صبح کو اس جرم کی پاداش
مین ارباب نشاط کی کچہری سے اس بچاری کو قید ہو گئی مگر قید خانے مین بھی اُسکے
دل سے میری یاد نہ گئی، کبھی تو میری پرسان حال ہوتی تھی کبھی زار زار روتی
تھی آخر الامر میر محمد مہدی کی سعی بلیغ اور کوشش سے اُسنے قید سے نجات پائی اور
میرے گھر بیٹھ گئی۔ میرے دلمین اسکے عشق کی آگ روز بروز تیز ہوتی گئی جب
دیکھا یہان معشوقون کا ہجوم ہے تو یہ گوارا نہ کر کے آتش رشک سے جلنے لگی اور اس
جلاپے سے بچنے کی تدبیرین کرنا شروع کین وزیرن نے بھی اسی کی وجہ سے مجھ سے ترک
ملاقات کر کے حکیم نواب مرزا اور علی بخش خان حبشیون کے رسالدار سے محبت کا آغاز
کیا پھر انکو بھی بالائے طاق رکھ کے حاجی نعمان کے بھائی رشیدی احمد کے گھر پڑ گئی جسکا
تذکرہ مین پہلے کر چکا ہون اور ابھی تک انھین کے گھر مین تنگ و ترشی بسر کرتی ہے
رشیدی احمد پچاس برس کی عمر کا آدمی ہے لیکن وہ خدا جانے کیون ایک سن رسیدہ

مبتذل کر بیٹھی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

بیان تیسوان۔ منا کا فریب سے اپنے گھر جانا اور چھوٹے خان طبلیئے کا ملازم ہونا

اسی عرصہ مین ایک طبلیا چھوٹے نامی جو اس فن مین مثل و نظیر نہ رکھتا تھا شاہجہان آباد سے اس شہر مین روزگار کی تلاش مین وارد ہوا اور شیخ غلام علی کے ذریعہ سے طبلہ بجانے والون مین میرے یہان ملازم ہوا اسکا سن تیئیس برس کا تھا رنگ سرخ و سفید اور کسیقدر تیار تھا خوش طبع و خوشرو طاقتور اور راحت نشین تھا اکثر رنڈیان اسپر جان دیتی تھین اور اسکے خنجر ابرو سے ایک عالم گھائل و بسمل تھا اور فن مصاحبت مین کمال رکھتا تھا عاشق تن معشوق مزاج تھا۔ اپنی قدردانی کی وجہ سے میرا ملازم ہوا۔ رفتہ رفتہ مع ہمراہیان بہار مغل کے خطاب سے معزز و سرفراز ہوا اور مجھ سے اتحاد قلبی حاصل کرکے ہمسر غلام رضا ہو گیا اُسے منا یعنے امتیاز پری کے عشق کا بھی کسیقدر خیال تھا۔ ایک روز امتیاز پری نے رشک و جلاپے کی وجہ سے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا لیکن مین مانع ہوا اُسنے عرض کی اسوقت ایک گھنٹے کے واسطے مین جانا چاہتی ہون ابھی حاضر ہون گی مین اُسکے دام تزویر مین آگیا اور اسے جانے کی رخصت عطا فرمائی تا انکہ اسکے وعدے سے دو روز زیادہ گذر گئے اور مین نے بیقرار و پریشان ہوکر دارو غہ نجم النساء بیگم سے یہ حال بیان کیا وہ اسکے گھر گئین مگر وہ بسبب رشک میرے یہان آنے پر راضی نہ ہوئی جواب صاف دے دیا اور دارو غہ نجم النساء بیگم نے کل واقعہ مو بمو مجھ سے آکر بیان کیا مجھے نہایت غصہ آیا اور اپنے دانتون سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگا۔

بیان اکتیسوان۔ امتیاز پری کو امین کے گھر مین بلانا اور محمد حسین خان کی باریابی پر دور کرنا امتیاز پری کا اور اس کا انتقال

اس زمانے مین نیر دز خواجہ سرا کی نسبت ایک دوسرا خواجہ سرا محمد حسین نامی ملازم

ہوا یہ اُسکے قبل سیف الدولہ میر ہادی کی زوجہ کے یہاں نوکر تھا پچیس سال کی عمر کا نوجوان آدمی تھا بجد متدین امین و جان نثار خیر اندیش سرکار بے عیب با صواب آدمی تھا جس کا اسوقت تک مین ممنون و مشکور ہون یہ خدمت گذاری مین نہایت سرگرمی و جانفشانی سے مصروف رہتا تھا الغرض جب مینے امتیاز پری کا یہ حال داروغہ نجم النسا بیگم سے سنا تو غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور محمد حسین علی خان کو حکم دیا اسیوقت اسکو کھینچتے ہوے میرے یہان لے آؤ کیونکہ مجھے اسوقت نہایت درجہ غصہ تھا المختصر خان مذکور نے بمجرد حکم اسکے بجاآوری مین کوئی تجاہل و تساہل نہ کیا اور امتیاز پری کی فریاد و زاری کا کچھ خیال نہ کرکے اسے کھینچتا ہوا میرے گھر لے آیا مین نے جب اُسے دیکھا تو اسکے منہ پر تھوک دیا اور کہا لعنت خدا کی اسی منہ پر محبت کا دعوے تھا اب یہ نوبت پہونچی الغرض ایک یا دو روز مین نے اُسے اپنے گھر مین رکھا لیکن جب دیکھا کہ وہ میری دشمن ہو گئی ہے اور اسکا دل اپنے گھر جانے کے واسطے مچھلی کی طرح تڑپتا ہے تو ایک انگوٹھی ہیرے کی اپنی نشانی دیکر بہزار رنج والم اپنے سے علاحدہ کرکے اسے اسکے گھر بھجوا دیا، پھر کبھی نہ بلایا لیکن اس واقعہ کے ایک برس بعد وہ بقضاے الٰہی مدقوق ہو کر مر گئی۔

خس کم جہان پاک۔

بیان بتیسوان - جینی طوائف موسوم بہ دلربا پری کا آنا پھر اپنے تصفیہ کو حضرت جنت مکان کے پاس جانا اور راضی نامہ داخل کرکے میرے گھر پڑنا۔

مین امتیاز پری کو نکال کے دوسری پریون کے ناچ گانے سے حظ اٹھاتا رہا تمام دن روز عید اور تمام رات شب برات کی طرح گذرنے لگی ایک مرتبہ اکبر الدولہ بہادر کے وسیلے سے جینی نامی ایک طوائف میری محفل مین مجرا کرنے کے لیے حاضر ہوئی مین اسکو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اُسے اسی وقت اپنا کل زیور اتار کر اپنی جان

نیفو چونے والی کے حوالے کیا اور کہا اب مین یہان سے نہ جاؤن گی وہ روتی پیٹتی رخصت ہوئی اور اُسنے اپنے اوپر سے تصدق کر کے مبلغ دو ہزار روپیہ اپنی مان کے حوالے کیا اسپر اُسنے خوشی خوشی راضی نامہ لکھدیا اور اپنے گھر چلی گئی اور اُسے مینے دلربا پری کا خطاب مرحمت فرمایا مخبرون نے اس مضمون کی ایک عرضی لکھکر میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کی حضور مین گذاری وہان سے دلربا پری طلب ہوئی، مین بہت مغموم و رنجیدہ ہوا مگر اُسنے عرض کی حضور والا پریشان نہ ہون مجھے وہان بھیجدین مین خود اپنے ہاتھ سے اپنی مان کا لکھا ہوا راضی نامہ بادشاہ کی خدمت مین پیش کرون گی "کہ مینے کسی کے جبر و ظلم سے یہ فعل نہین کیا آخر بمجبوری مین نے اسکی درخواست قبول کر کے میر محمد مہدی داروغہ کے ساتھ شاہ جم جاہ حضرت جنت مکان کی حضور مین بھیجدیا جب یہ وہان پہونچی تو عرض کی کہ مین بادشاہ سلامت سے عدل و انصاف چاہتی ہون مجکو حرام کاری سے نجات ملے لونڈی بطیب خاطر ولی عہد بہادر کے گھر بیٹھنے پر راضی ہوئی ہے بلکہ میری مان کا لکھا ہوا راضی نامہ بھی میرے پاس موجود ہے ارشاد ہوا راضی نامہ گذرانا جاے اُسنے پیش کیا بعد ملاحظہ راضی نامہ ارشاد ہوا اسی طرح بمحافظت تمام ولی عہد کے مکان پر پہونچا دیجائے اسکے اس احسان سے میرا سر نہین اُٹھتا اس عورت کا تیس برس کا سن تھا گیہوان رنگت پیشانی کشادہ اعضا قد کے مناسب ناچ گانے مین زمانے کا گرم و سرد دیکھے ہوئی تھی":

المختصر وہ پریون کے ساتھ گانے بجانے کی تعلیم مین مشغول ہوئی اسکی محبت روز بروز میرے دل مین بڑھنے لگی مین نے اپنی پریون کے لیے رنگ برنگی لباس تیار کراے تھے اور اسکے انتظام کے لیے نواب خاص محل کو مقرر کیا تھا اُنھون نے بڑی مستعدی و جانفشانی سے تمام کار و بار متعلقہ انجام دیگے

کئی لاکھ روپیہ سالانہ ان اشغال و افعال مین صرف ہوتا تھا ؛

بیان تینتیسوان سرفرازپری کا گھر پڑنا -

ایک روز ایک زن کسبیہ جس کا نام گنا تھا اور اب اس پیشہ سے توبہ کرکے اپنی مان کے رشتہ دارون مین سی ایک کے ساتھ عقد شرعی کر لیا تھا مجھی خواب مین دیکھکر دیوانون کی طرح خواب سے بیدار ہوئی اسی وقت سے میری محبت کا تیر اسکے جگر مین پیوست ہوگیا اس کی عمر ستائیس برس کی تھی چیچک رو چشم و ابرو خوبصورت پاس تھے قد خوشنما تھا آخرالامر شیخ غلام علی کمیدان کے ذریعہ سے فیروز خواجہ سرا کے ہاتھ پریون مین شامل ہونے کا پیغام میرے پاس بھیجا مین نے قبول تو کیا لیکن وہ شوہر دار تھی اس سبب سے انکار کر دیا اُسنے ہیوقت جناب مجتہد العصر و الزمان قبلہ و کعبہ کے یہان جاکر طلاق حاصل کیا اسکے بعد مین نے اسکو اپنے گھر بٹھالیا اور سرفرازپری خطاب دیکر معزز و ممتاز کیا سب سے زیادہ اسکی محبت نے میرے دل مین جگہ کی یہ عورت نفیس و خوش پوشاک و طرحدار ہے۔

بیان چونتیسوان حیدری بیگم کا زہر کھانا پھر اسکی جہ سے معطل ہونا

اس زمانے مین حیدری بیگم مرثیہ خوان جو میرے یہان ملازم اور نہایت ہی نیک بخت و عفیفہ تھین اور ان کی محبت بھی میرے دل مین جگہ کیے ہوسے تھی ایک روز داروغہ نجم النسا بیگم کے وسیلہ سے میرے پاس آئی تھین جب دو چلی گئین تو کئی بار بھی میرے دل سے محو ہوگئی وہ خواستگار تھین کہ محلون مین میرا اسم ہو جاے لیکن یہ میکو منظور نہ تھا آخر ایک روز انھون نے اس غم مین شیشہ کوٹ کر کھالیا جب مین اس حال سے آگاہ ہوا تو دل مین ڈرا گئ خوف سے اسکو اسکے مکان بھجوادیا اور اپنی ملازمت سے برطرف کر دیا۔

بیان پینتیسوان پیاری حسنا کا میرے گھر پڑنا

اُسی زمانے مین امّن و امامن کی معرفت ایک زن کسبیہ یعنی طوائف کی لڑکی جس کی عمر گیارہ برس کی تھی اور اس کمسنی پر بھی رنگ نہایت سُرخ و سفید بڑی بڑی آنکھین ابرو خوبصورت تھے بطور نذر میری حضور مین حاضر ہوئی از بسکہ وہ تعلیم کی خواستگار تھی اسے تعلیم بھی دی گئی اور سرداری کا خطاب بھی مرحمت ہوا"

بیان چھتیسوان ۳۶ - عجائب خانم کا گھر پڑنا۔

اسی زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک طوائف جو ناچ گانے مین یکتا تھی میرے گھر پڑی جس کو عجائب پری خطاب دیا گیا"

بیان سینتیسوان ۳۷ - پریون کا حضرت عباس ؑ کی درگاہ جانا

ایک روز ان پریون کو عمدہ عمدہ لباس مرصع زیورات سے آراستہ کرکے پُر تکلف فینسون اور نفیس نفیس پالکیون مین نہایت کر و فر سے سوار کر کے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا برائے زیارت درگاہ حضرت عباس علیہ السلام ماہ رجب المرجب کی نوچندی مین بھیجا ان کی ہمراہی مین داروغہ میر محمد مہدی داروغہ نجم النساء بیگم بھی تھین ۔ والدہ مین نے سنا کہ تمام ازدحام درگاہ مین اور تمام ان لوگون کی جو درگاہ مین تھے نظرین اسی طرف تھین بلکہ اسی رات کو حیدر حسین خان سے تماشا بینی کی بابت درگاہ مین ایک جھگڑا بھی ہوگیا لیکن میر محمد مہدی نے رفع شر و فساد کر دیا، پہر رات گذرنے سے پہلے یہ سب لوگ مع الخیر درگاہ سے واپس ہو کر داخل دولت سرا ہوئے اور میرے نہایت ممنون و مشکور ہوئے لیکن حضرت جنت مکان خلد آشیان نور اللہ مرقدہ یہ خبر سنکر سخت برہم اور آشفتہ مزاج ہوئے اور اس امر کی بابت نہایت تاکید و قدغن فرمایا"

مردون کے بیچ مین ہو کر ان لوگون کے درگاہ جانے کا یہ سبب تھا کہ یہ

تین محل کیے تھے اور ان کو پردے مین بٹھایا تھا لیکن اس پردے کی وجہ سے مین پریشان تھا۔ایک روز میرے دلمین خیال آیا کہ طرفِ ثانی کو جبر سے محبت نہین ہوتی ہے تاوقتیکہ ان لوگون کو خود مختار نہ کیا جاوے ان کی محبت کا اندازہ کرنا دشوار ہے اسی وجہ سے مین ان کے سوال کو رد نہ کرتا تھا۔

بیان اٹھتیسوان ۔سلیمان پری کا محل ہونا اور نواب نشاط محل صاحبہ کے بطن سے سپہر آرا مرشدزادی کا پیدا ہونا۔

جب تھوڑا زمانہ اسی طرح گذرا تو مین نے سنا نواب نشاط محل ننھی بیگم صاحبہ اور سلیمان پری حاملہ ہین۔ یہ خبر فرحت اثر سنکر مین نہایت خوش ہوا اور تہنیت و مبارکباد کے نعرے فلک الافلاک تک جانے لگے مین نے اسی وقت سلیمان پری کو محل مین داخل کیا اور سلیمان پری محل صاحبہ خطاب عنایت فرمایا عمدہ عمدہ چیزین نفیس نفیس لباس جواہرات کی کشتیان مع دیگر ساز و سامان کے مرحمت کین اور اسی دن سے ان کو پردے مین بٹھایا الغرض خدا کے فضل و کرم سے بعد انقضائے ایام حمل ان ہر دو صاحبات محل سے ماہ و مشتری طالع ہوئے کہ تمام عالم کو اپنے نور سے منور کر دیا نواب نشاط محل صاحبہ کے بطن سے مرشدزادہ والا دودمان پیدا ہوا اسکے دادا نے اسکی ماں کو خلعت خوشی اور تحفہ و بیتے سے سرفراز فرمایا اور اس کو مرزا سپہر قدر خطاب دیا۔ اور نواب سلیمان محل صاحبہ کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی جسے اس کے دادا نے سپہر آرا اکبرا بیگم صاحبہ کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا۔ الحمدللہ۔

بیان انتالیسوان حضرت جنت مکان کا سپہر آرا اکبرا بیگم صاحبہ کو میری نسبتی بہن کی گود مین دینا اور اسکا پرورش کرنا۔

اب سننا چاہیئے میری بہن جو میرے نسبتی چچا منیر الدولہ کے بھائی کے بیٹے سے

منسوب ہین جن کا خطاب سرفرازالدولہ ہی اسکے یہان کوئی بچہ زندہ نرہتا تھا آخر
میری والدہ کی صلاح سے حضرت جنت مکان نے میری دختر سپہرآرا اکبرابیگم صاحبہ
کو طلب کر کے اُن کی گود مین ڈالا اور بطریقہ کفالت و پرورش اُن کو دیا کبھی کبھی
سپہرآرا اکبرابیگم صاحبہ میرے اور اپنی والدہ کے دیکھنے کے لیے یہان آتی تھین اور
ایک رات رہ کر چلی جاتی تھین اگرچہ یہ امر مجھے بہت گران گذرتا تھا اور اُن کی
جدائی مین متفکر و پریشان رہتا تھا لیکن بسبب اطاعت والدین زبان نہ ہلاتا
تھا اور بجاآوری ارشاد پر مستعد تھا۔

بیان چالیسوان" مرزا بیدار بخت مرحوم کا نواب خاص محل صاحبہ کے بطن سے
پیدا ہونا"

چند روز بعد نواب خاص محل صاحبہ کے حاملہ ہونے کا مژدہ جان بخش سننے
مین آیا، مین نے سجدہ شکر ادا کیا، ایام حمل گذرنے کے بعد ایک لڑکا مثل ماہ درخشان
پیدا ہوا اُسکے دادا نے گیارہ ضرب مبارکباد کی سر کرائین خواصون اور مصاحبون
نے موقع موقع سے مبارکباد ادا کی نذرین گذرانین اس تہنیت مین ایک
جشن جمشیدی منعقد کیا گیا محفل نشاط آراستہ ہوئی پریان جواہرات بیش بہا نفیس
نفیس پشوازون و نیز کارچوبی پردون سے گوٹے پرزر بتاؤن جیون سے
مالامال ہوے سبحان اللہ ایک عید تھی ایسا جشن تھا کہ دوسرا ویسا جشن نہین ہوا
آخر اسکے دادا نے اسے مرزا بیدار بخت خطاب عنایت فرمایا وہ اناؤن کی گود
مین پرورش پاتا رہا۔

بیان اکتالیسوان۔ شمس آرا بیگم کا فرخندہ خانم کے بطن سے پیدا ہونا
کچھ روز کے بعد مخبر خندہ فال نے فرخندہ خانم کے حاملہ ہونے کی خبر بہجت اثر میرے
گوش گذار کی (یہ عورت میرے اسامیون مین سے ہی) مین نے سجدہ شکر ادا کیا اور

اور اسے پردے میں بٹھایا لیکن محل کا افتخار نہ بخشا محض فرخندہ خانم صاحبہ نے خطاب پر اکتفا کی۔ الحاصل بعد گذرنے مدت معینہ کے خانم صاحبہ مسطور کے بطن سے ایک دختر نیک اختر پیدا ہوئی اسکے دادا نے اسے بخطاب شمس آرا بیگم صاحبہ معزز و ممتاز فرمایا۔

بیان بیالیسوان شہنشاہ پری کو گھر ڈالنا۔

اس زمانہ میں فیروز خواجہ سرا داروغہ نعمت خانہ اور شیخ حسین علی کی معرفت ایک عورت مسماۃ پیاری عمدہ آبادی والی میرے ملاحظہ سے گذری میں نے اسے بھی پریون کے زمرہ میں منسلک کیا اور شہنشاہ پری خطاب دیکر مطابق دستور رقص و سرود کی تعلیم دلوانا شروع کر دی۔

بیان تینتالیسوان معشوق پری کو گھر ڈالنا

چند روز کے بعد جہانی ڈومنی کی لڑکی مسماۃ پیارے صاحب محمد حسین علیخان خواجہ سرا کے وسیلے سے میرے ملاحظہ سے گذری اور میری پسند خاطر عاطر ہوئی میں نے اسے گھر بٹھا کر معشوق پری خطاب عنایت فرما کر گانے بجانے کی تعلیم کا آغاز کر دیا۔

بیان چوالیسوان۔ مہتاب پری کا گھر پڑنا

کچھ روز بعد امن وامن کے ذریعہ سے ایک عورت خانگی پسند خاطر ہو کر میرے گھر پڑ گئی حسب معمول مہتاب پری خطاب دیکر تعلیم رقص و سرود میں مشغول کر دی گئی۔

بیان پینتالیسوان۔ دلدار پری کا گھر پڑنا

تھوڑے دنون بعد ایک عورت مسمی بندی جان، الٰہی جان چاندی والی شیخ محمد حسین علی خواجہ سرا کی معرفت میری نظر سے گذری پسند ہا لین ہو کر دلدار پری کے خطاب سے سرفراز ہو کر حسب ضابطہ سلسلہ تعلیم رقص و سرود میں شامل کر دی گئی۔

بیان چھیالیسوان حضور پری کا گھر پڑنا

اسی زمانہ مین داروغہ انجم النسا بیگم صاحبہ کی معرفت بڈھیا طوائف کی لڑکی حسینی آئی اور بعد ملاحظہ طبع ہمایون کے پسند ہوئی اُسنے صرف تعلیم قواعد موسیقی مین افتخار حاصل کیا وہ بھی کسی قدر اور حضور پری خطاب پایا۔

بیان سینتالیسوان معشوقہ خاص کا گھر پڑنا

اب سننا چاہیئے نواب نشاط محل صاحبہ کے یہان سپہر قدر کی تولد کی بزم مین جبکہ اور رقاصان زہرہ جبین و مطربان خوش آئین رقص و سرود کی داد دیتے تھے اسی ذیل مین ایک طوائف مسمی اچھے صاحب بیاوالی بھی شامل تھی ایسی صورتین بھی کم دیکھنے مین آتی ہین، سراپا کیا تھا خدا کی قدرت تھی حسین مہ جبین خوش رو خوش گلو برق رفتار سبا کردار پریچہرہ سیم تن نازک بدن خوش اندام سرو قد لالہ رو سمن بر غنچہ دہن، گلبدن، پری تمثال حور مثال اپنی ہر عشوہ و ادا پر ناظرین کے دلون کے ٹکڑے کرتی تھی، اسکے حسن زاہد فریب کے نظارے سے ملائکہ عبادت بھولجاتے تھے سبحان اللہ اسکے رخسار سبز رنگ طوطی کے پرون کے موافق تھے ان کی ملاحت دل صد چاک عاشق پر نمک چھڑکتی تھی اور اپنی خوشخرامی سے عالم کو پامال کرتی تھی ہنستی مین منہ سے پھول جھڑتے تھے جب مین نے اس سنگین دل ستمگر کو بچشم خود دیکھا، عنان اختیار ہاتھون سے چھوٹ گئی اسوقت مین تخت ... پر بیٹھا ہوا تھا اس جانگداز نظارے سے کم طاقت ہوگیا ... بکثرت آئی ہوئی تھین اور ابر الفت و سحاب محبت میرے دل ... رہا تھا اگرچہ مین بھی اس زمانے مین بتون کے مانند شوخ و شنگ تھا ... آنکھون سے سامری کو گوے سبقت لیجانا محال اور یوسف کو ... میرے حضور مین آنا دشوار تھا میری زلف پر پیچ رشک

مشک تاتار تھی، ناوک مژہ سینہ اغیار مین چبھتے تھے، حسن و خوبی و لطافت میرے
غلام تھے اور ناز میری کنیزین تھین آہوان صحرا میری چشم پر فریب کے رام ہو جاتے
تھے۔ سنبل میرے دام زلف کی اسیر تھی میرے رخسار آئینہ حلب کے مانند میری
ٹھڈی مثل سیب سرخ کے تھی میری آنکھین ناتوانون کو قوت دیتی تھین میرے
پستہ لب روح افزائے معشوقان تھے میرے ابرو کمان کیانی کی طرح میری
پیشانی ماہ کے مانند درخشان تھی حلقہ گیسو کمند بلا تھے جس مین سیکڑون دل
شیفتہ ہو کر مبتلا ہو گئے تھے، میرے نیزہ مژگان عاشقون کے دلون کو زخمی
اور تیغ ابرو معشوقون کی جان کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھی زلفین مثل شب تیرہ و تار
اور صبح رخسار صبح وصال تھی جو آئینے کو محو جمال اور حیران بنانے مین ید طولیٰ رکھتی
تھی میرے ہونٹ عقیق یمنی دندان در عدنی تھے بینی الف کے مانند تھی قد و قامت
سرو مراد کی طرح نازک مزاج معشوقون کے دل بہزار مکر و فریب چھین لیتے تھے اور
طاؤسان گلبدن کو دیوانہ بنا کر داغ پر داغ دیتے تھے الغرض وہ معشوقہ بہزار
آرزو و تمنا میری طرف دیکھتی تھی اور مین بھی بے اختیارانہ بیقرار ہو رہا تھا وہ ہر
مرتبہ ناچنے مین میرا ہاتھ پکڑ لیتی تھی اور مین بھی چھیڑ چھاڑ کرتا تھا یہان تک کہ
کہ وہ صحبت پر لطف برخاست ہوئی اور وہ اپنے گھر چلی گئی لیکن میرے تیر محبت
سے مجروح ہو چکی تھی اس واقعہ کو بھی تین چار ماہ کا عرصہ گذر گیا اس درمیان مین
دو چار مرتبہ اس سے ملاقات ہوئی لیکن وہ اپنی مان کے خوف سے اپنے دلمین
پیچ و تاب کھایا کرتی تھی اکثر اپنی مان سے لڑتی جھگڑتی تھی، کبھی مجبور ہو کر بے اختیار
رونے لگتی تھی کبھی میر اکبر علی کو پیام دیکر میری خدمت مین روانہ کرتی تھی آخر اسی زمانہ
مین مین نے ایک دفعہ بغیر مجرے کے بلا کر اور والد ماجد اور والدہ معظمہ کے خوف سے
رخصت کر دیا کیونکہ ان ہر دو صاحبان کی سخت ممانعت تھی بلکہ اسکے گھر بٹھانے کا

خیال تک دلمین نہ لایا، لیکن خدا کے فضل و کرم سے میر اکبر علی کی معرفت وہ میرے
گھر مین داخل ہوئی اور مبلغ چھ ہزار روپیہ اپنے سر سے اُتار کرانکی مان کے حوالے کیا
اسی زمانے مین یاسمن پری جس کے گھر پڑنے کا ذکر پہلے مفصل طور پر
کر چکا ہون تعلیم رقص و سرود حاصل کرکے نادر روزگار اور حسین لاثانی ہوئی
چونکہ مجھے اُس سے پہلے ہی محبت تھی لیکن بسبب الھڑپن کمسنی علم موسیقی حاصل کرنے
کی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا تھا، لیکن کچھ زمانہ کے بعد خدا کے فضل سے وہ پری کی
طرح ہو گئی ؎

یا نہ در خانہ و من گرد جہان سے گردم
آب در کوزہ و من تشنہ لبان سے گردم

مین نے خدای بزرگ کا شکر کرکے اس سے محبت کی ابتدا کی وہ بھی میری
شیفتہ و فریفتہ تھی آخر کار یہان تک نوبت پہونچی کہ مجھے بغیر اسکے کھانا پینا
دشوار ہو گیا اور وہ گھڑی گھڑی میرا دامن تر کرتی تھی جب وہ ناچتی تھی تو مین
بصد ذوق و شوق اسکے دلفریب ادائون کا معائنہ کرتا تھا یہان تک کہ ایک
برس تک اسکا اختر محبت میرے آسمان دلمین چمکتا رہا پھر بوجوہات چند در چند
سے رشتۂ الفت ٹوٹ گیا اور میرا دل سرفراز بیگم کی طرف مائل ہوا تو وہ رشک و
حسد کی آگ سے جلنے لگی لہذا مجھے سوائے ترک محبت کوئی چارہ نہ ہوا ؎

اسی زمانے مین بذریعہ مصاحب خاص غلام علی خان پدر غلام رضا خان
غلام نبی خان اسکا بھائی اور غلام حیدر خان اسکی زوجہ کا بھائی اور چھوٹے خان
کی معرفت اسکا بھائی گھسیٹے خان اور غلام احسن خان کے وسیلے سے اسکا نسبتی بھائی
محمد حسن خان جو سارنگی بجانیوالون کے فرقہ سے تھا مطابق پسند الہیا خان اور چھمو خان
کی معرفت اسکے دو بھائی حیدر علی اور نثار علی اور قطب علی کی معرفت اسکا بھائی

خواجہ بخش خان ملازم ہو کر بخطاب مصاحبان خرد ممتاز و سربلند ہوئے۔

بیان اڑتالیسوان ۴۸ پیدایش مرزا فریدون قدر بہادر

معشوق پری کی تعلیم موسیقی کو صرف تین ماہ گذرے تھے کہ قاصد خوش خصال نے اسکے حاملہ ہونے کی خبر مسرت اثر پہونچائی مین نے ایزد متعال کا شکر بجا لا کر معشوق پری کو پردے بٹھا کر محل کے رتبہ پر فائق کیا اور زیورات و پارچہ جات تحفہ تحفہ اور محلسرا مکان براے بود و باش و استقامت تجویز کرکے حوالے کی ایام حمل گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے نوین تاریخ محرم الحرام کو فرزند ارجمند اطال اللہ عمرہ اسکے بطن سے پیدا ہوا اسکے دادا یعنے حضرت جنت مکان نے مرزا فریدون قدر بہادر خطاب عطا فرمایا اور مجھے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ان کو نواب معشوق محل صاحبہ خطاب سے ممتاز فرمایا۔

بیان انچاسوان ۴۹ پیدایش مہر آرا بیگم صاحبہ

اس عرصہ مین پیک فرخندہ فال نے خبر تازہ از مسرت بے اندازہ مشتاقون اور دعا گویون کے کان تک پہونچائی یعنے عزت پری کے حمل کے آثار ظاہر ہوئے درحقیقت وہ بھی حاملہ تھین مین یہ مژدہ سنکر بجدہ شکر بجا لایا اور انھین پردے بٹھا کر عزت محل صاحبہ خطاب عنایت فرمایا حسب دستور مثل دیگر صاحبات محل معزز و ممتاز کیا یہ اور نواب معشوق محل صاحبہ دونون ہمراہ حاملہ ہوئی تھین الحاصل مدت ایام حمل گذرنے کے بعد ساتوین محرم الحرام کو دختر نیک اختر مثل مہتاب درخشان پیدا ہوئی اسکی دادا نے اسے مہر آرا بیگم صاحبہ خطاب مرحمت فرمایا مرزا فریدون قدر بہادر اپنی ہمشیرہ مہر آرا بیگم صاحبہ سے صرف دو روز بڑے ہین

بیان پچاسوان داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ کا انتقال پرملال

راوی غم اندوز اور مؤلف دلسوز داروغہ نجم النسا بیگم کا تھوڑا حال قلمبند کرنا چاہتا

ہے کہ سامعین خوش فہم اور باوضع نکتہ سنج کو راحت و خوشی کی حالت میں قضا کو نہ
بھولنا چاہیے کیونکہ عالم فانی مثل نقش بر آب ہے اور ہر ذی حیات کو شربت مرگ چکھنا
ضرور ہے اسی وجہ سے عاقلان دوربین اس دنیا سے دون کو پانی کا ببلا تصور
کرتے ہیں اور مثل سایہ درخت کے جانتے ہیں اسلیے کہ تھوڑی دیر اسکے سایہ میں بیٹھنا
پڑتا ہے اور جب کچھ دیر میں دھوپ سر پر آجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی
سایہ بھی نہ تھا فاعتبروا یا اولی الابصار اور بمضمون آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت
اور دوسری کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام لازمی و ضروری
تھا اسی بنا پر اپنے آنسو اپنی آستین ناامیدی اور بہراس سے پاک کر کے سامعین
کی خدمت میں بصد رنج و ملال عرض کرتا ہوں داروغہ نجم النسا بیگم جو داروغہ
زنان خانہ اور میری مشفقہ و انیسہ و جلیسہ و رفیقہ و ہمدم بے ریا تھیں اور میرے
گرد مثل پروانہ نثار رہتی تھیں ناگاہ ان کو یک قضا قاصد ہو شتر یعنے
ملک الموت نے پیش قدمی کر کے اس خستہ دل نواز کو پیغام وصال دیا اور مجھ
مہجور فراق سے جدا کر کے خالق بیچون کی نذر کیا سے سرا پردہ بقا میں پہنچایا
یعنے اسکا طائر روح از دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف اڑگیا جب یہ خبر وحشت اثر
میرے کانوں تک پہونچی از خود رفتہ و دیوانہ ہو گیا اور بستر غم پر گر کے دن بھر
درد سے آہ سرد کھینچنے لگا آخر مجبوری و ناچاری سینہ پر صبر کی سل رکھکر اس مرحومہ
کے لیے دعائے بخشش کرنے لگا۔

بیان اکیاونواں - امیر پری کا محل پر آنا۔

اس زمانے میں نواب نشاط محل صاحبہ کی معرفت ایک طوائف جس کا سن تقریباً
اٹھارہ برس یا کچھ زیادہ ہوگا جو کریم بخش والی کی لڑکی سنی مشہور و معروف تھی
محل میں داخل ہو کر امیر پری کے خطاب سے ملقب ہو کر حسب دستور قدیم پریوں میں شامل ہوئی

اور علم موسیقی کی تعلیم کا آغاز ہوا لیکن وہ قبل ہی سے اس فن کو حاصل کر چکی تھی سکھانے کی احتیاج نہ تھی لیکن اس خیال سے کہ بے پرواہ رہنے مین گانا بجانا فراموش نہ ہو جائے بسلسلہ تعلیم جاری رہا"

بیان باونّ ۔ وزیر پری کا گھر پڑنا۔

اسکے بعد فیروز خواجہ سرا اور نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک سماۃ جو سکھ بدن والی کے نام سے موسوم کیجاتی تھی فصل گرما مین میرے یہان آئی اور ایسا اچھا ناچی گائی کہ مجھے ازحد پسند آئی مین نے اُسے اپنے گھر مین ڈال لیا اور وزیر پری خطاب سے ملقب و مفتخر کر کے حسب دستور تعلیم دلوانا شروع کی"

بیان ترپن ۔ محفل عیش مین امراؤ سعدہ خانم والی کا مجرا اور راسس کا عشق

ایک روز سطربان نغمہ سرا ساقیان پیمان شکن کمال ناز و انداز سے چارون طرف ساغر بدست تھے عندلیبان زمزمہ سنج طوطیان شیرین دہن ہر طرف ترانہ سنجی مین مشغول تھے، نکہت گل چارون طرف روش گلزار مین اپنی خوشبو سے مشام جان کو معطر کر رہی تھی صبا اپنے دامن مین بصد نزاکت گل مراد چمن کے حاضرین محفل پر نثار کر رہی تھی قصر خاقان عروس کے مانند آراستہ پیراستہ تھا ہر شمع و مردنگ معشوق اصلی کا تصور پیدا کرتی تھی جلبی آئینہ دل کے پردون کو دکھا رہا تھا بلوری جھاڑ اور گاچ کے درختون کی ہر مقام پر روش بنائی گئی تھی بادشاہ و سلاطین کے مرقع موقع موقع سے دیوارون مین نصب تھے نفیس سرخ بانات کا فرش بچھایا گیا تھا آئینہ خوش قطع و شفاف جابجا لگے ہوئے تھے علی الخصوص راحت منزل نور کا عالم دکھا رہی تھی حضرت باغ کی نہر کا سمان دل عالم کو حیرت مین غرق کر رہا تھا، مردنگیان چشمہ شیرین کے چارون طرف لگائی گئی تھین، انگریزی لیمپون کے اوپر شیشہ کے کنول نصب کیے گئے تھے، باغبان سلیقہ شعار درختو کمی

کے خدمت کے لیے ہر جگہ موجود تھے باغ کی روشنین تختہ نشیب کی طرح صاف و شفاف تھین خصوصاً قصر الخاقان کے درمیان مین ایک بہت ہی نفیس میز بچھائی گئی تھی جسپر ہر قسم کے انگریزی کھانے نہایت خوش ذائقہ میوے شیشے و پتھر چاندی اور سونے کے ظروف مین چنے گئے تھے رنگ برنگی گلدستے اعلےٰ اعلےٰ مرتبان رکھے گئے تھے انگریزی چھری کانٹے جو بھوکون کے واسطے نشتر سے کم نہ تھے ہر برتن پر مرغ روح کے شکار کے لیے رکھے ہوئے تھے اور نیا خواجہ سرا محمد حسین خان اسکے انتظام مین مصروف تھا باورچی سہیل کے مانند اس ماہ اغذیہ کے گرد اگرد تھے بلور کی زمین اور مینائی قصر اعیان الیمون و الماس کے آبشور سیسے بھری ہوئی جگہ بجگہ موجود تھین اس میز کے چارون طرف نقیس نازک کرسیان مہ جبان وگلرخان پری صورت کے بیٹھنے کے لیے بچھی تھین اور ہر ایک پری چھری کانٹا ہاتھ مین لیے ہوئے کرسی پر جلوہ گر تھی میرے واسطے ایک سونے کی کرسی جواہر نگار بچھائی گئی تھی اُسپر زرینے بھی خود کو مثل دولھا کے آراستہ کیا تھا موتیون کا تاج اور قباے ولیعہدی پہنے ہوئے تھا موتیون کے ہار گلے مین نورتن بیش بہا بازو دن پر بندھے ہوئے تھے دست بند آٹھ لڑا نہایت گران بہا ہاتھون مین سُرخ اطلس کا پائجامہ جس کی ہر سیون پر موتی ٹکے ہوئے تھے - اور جامہ مطلا جسپر مروارید بیش قیمت کے چاند بنے ہوئے تھے زیب جسم تھا تیغ آبدار ہاتھ مین تھی حنا کا عطر لگائے ہوئے میرے ہاتھ سے عالم جوانی نمایان آنکھون سے شباب کا خمار ٹپک رہا تھا انگریزی باجے والے انگریزی باجون کو درست کر کے بجانے مین مصروف تھے زہرہ جبینان خوشنوا میرے سامنے اپنی دلکش آوازون سے گاتین اور زاہد فریب اداؤن کے ساتھ ناچتی تھین یہ جلسہ پندرھوین ماہ شعبان کو جس روز امام ہمام ع... ابن تحیۃ لقنا کی پیدائش کا روز ہے منعقد ہوا تھا اسوقت مینے اپنی زلف پر پیچ کی لٹین منہ پر چھوڑ لین

تھین ناگہان ایک معشوق پری تمثال شوخ و عشوہ پرداز عربدہ جو دل آزار و دلفریب سمن بر سرو قد غنچہ دہن سامنے آئی اسکی مژگان نشتر کا کام کرتی تھین آنکھین رہبر بلا اہل بلا سے کو نثار تھین ابرو نیزہ دبان حلہ و تجمل تھے کان حسن کے گوشوارے تھے اسکا کتابی چہرا مضمون عشق یاد دلاتا تھا بینی شاہد انگشت شہادت تھی اسکے عارض ورق گلستان جبین بخیال بوستان تھی اسکی آنکھون کی سیاہی رشک وہ مشک تاتار اور دونون رخسار سے آئینہ چینی گیسوے دراز رستم کے گلے کے کمند تھی اسکی جعد مشکبین پر سنبل نے سر کھاے ہوے اسکے خوش رنگ لب جنت کے خرمے دانت بہشت کے شیرینی تھے اسکی زبان خامہ حسن و مستی بالیدہ لب ابریشمی تھے اسکے ہاتھ مثل برق بجلی کے تھے اگر عاشق کی نظر ان ہاتھ پاؤن پر پڑ جاے تو یقین ہے اسکے قدم بھی لڑکھڑا جائین اسکے ساعد سیمین اپنی خوش اسلوبی مین عکس شمع طور اور صفائی مین فوقیت باز حسن و جمال عود تھی اسکا پورا سراپا بہ تناسب اعضا ایسا تھا جیسے معشوق دلفریب جلوہ دکھاے اسکا سن تقریباً پندرہ برس کا تھا حسن و جمال مین موجودہ زمانے کے تمام حسینون سے سبقت لے گئی تھی اسکا تمام امرا و عمدہ خانم والی مشہور تھا اسکے حسن دلفریب کے تیر سے ایک عالم کے دلون مین ناسور پڑ گئے تھے جب ہم دونون نے ایک دوسرے کو دیکھا تو باہم اپنے چمن حسن سے گل عشق چننے لگے اس اثنا مین ہنگامہ رقص و سرود گرم ہوا اس جلسہ مین ایسا لطف آیا کہ اس سے پیشتر کبھی ایسا حظ نہ آیا تھا الغرض دوسرے روز اس معشوقہ عاشق صفت نے اپنے عشق کے جوش و ولولہ سے از خود رفتہ ہو کر بے اختیار اپنی زبان سحر بیان سے عرض کی کہ تمہاری صحبت نے مجھے اپنی اصلی حالت پر نہین رہنے دیا میری طاقت طاق ہو گئی ؎

اے صبح متاب بر شب من ۔۔۔ کز جان لبم متی ہست بر لب من

سیرم نعمت ز زندگانی
دادم خبرت دگر تو دانی

کوئی ایسا کام کرنا چاہیے جو یادگار زمانہ ہو جب تک مین زندہ ہون آپ کی تابعدار رہون مجھے آپکے پہلو سے اٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا، مجھے اسکی اس باتاثیر گفتگو سے نہایت خوشی ہوئی اور قبولیت کا ہاتھ آنکھون پر رکھ لیا چونکہ مجکو اپنے والد ماجد طاب اللہ ثراہ کا بحید خوف تھا بدین وجہ اس راز کو اپنی ہمنشینون پر ظاہر کیا آخر شش سعبون یتن یہ راے قرار پائی کہ پہلے مردانہ وار شریعت کی رو سے اس امر مین مدد اور ہدایت مجتہدین سے جو شرع مبین کے حامی ہین لینا چاہیے یہ سنکر میر محمد مہدی کو جو میری سرکار مین داروغہ ہین طلب کر کے اُن سے اس بارے مین گفتگو کی اور سید ابراہیم علیخان کا (جناب سید ابراہیم علیخان بہادر کے خطاب سے سرفراز ہین) حیلہ پکڑا کہ مصلحتاً انھون نے اس نازنین سے متعہ کیا اور ایک عرضداشت متضمن ترک فسق اور آمادگی نکاح لکھکر مع سید ابراہیم علی اور اس نازنین کے محکمۂ شرعیہ مین مجتہدین کی خدمت مین بھیجا میر محمد مہدی داروغہ نے اس امر مین نہایت کوشش کی جس سے مطلب برآری ہو گئی اسکے بعد سید ابراہیم علی نے محکمۂ شرعیہ سے واپسی کے وقت اثنای راہ مین اس نازنین کو طلاق دیدیا اور وہ میری نازنین مجھے ملگئی مین نے اسے جنتیہ السلطان مکرمۃ الزمان سکندر بیگم خطاب دیکر معزز و ممتاز فرمایا حق یہ ہے کہ وہ عورت صاحب حیا تھی کہ اسکے بعد اس سے پھر کبھی کوئی امر خلاف وقوع پذیر نہین ہوا چند روز بعد عمدہ خانم نے ناچ کے بہانے سے محل مین داخل ہو کر میرے والد ماجد کے سامنے جا کے فریاد کی کہ میری لڑکی امراؤ کو صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر نے جبر و ظلم سے اپنے گھر ڈال لیا ہے مین انصاف کی امید وار ہون میرے والد ماجد نے جو عدل

والنصاف مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے یہ سنکر فوراً اس حال کے تفحص کے لیے اسکے حاضر ہونے کا حکم نافذ فرمایا مین نے والدہ ماجدہ سے خود عرض کی کہ وہ نازنین میری ممتوعہ و مرغوبہ ہے مین نے ظلم و تعدی سے ہرگز یہ فعل نہین کیا بلکہ اُسکی خوشی خاطر سے اس امر کا مرتکب ہوا ہون اور وہ مایۂ ناز و وفا نہایت ہراسان اور خوف زدہ ہو کر کہ دیکھیے اب کیا ظہور مین آتا ہے رنجیدہ خاطر مثل ماہی بے آب تڑپتی اور روتی ہوئی گئی مجھے اسکا فراق اسقدر شاق ہوا کہ ایک مقام پر بیٹھ نہین سکتا تھا، کبھی بے حال زار زار روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی سر راہ ٹہلتا تھا کبھی دروازہ بند کرکے بیٹھتا اور کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیتا، کبھی فاختہ کے مانند ہر سرو و شمشاد کے آگے کوکو کرتا پھرتا تھا کبھی بلبل کی طرح شوق گل مین نالہ کشی کرتا تھا الغرض وہ گل رعنا جسوقت میری والدہ کے سامنے پہونچی تو عمدہ خانم بھی حاضر ہوئی بعد رد و قدح کے اُسنے عرض کی اگر کنیز کو فعل شنیعہ کی اجازت ہے تو اس مکار بیٹی کو عمدہ خانم کیساتھ جانے دیجیے اور اگر فعل حسنہ کا حکم ہے تو بیٹی سید ابراہیم علی کی ممتوعہ ہون اسپر حکم عالی ہوا اپنے شوہر کے پاس جاے اور عمدہ خانم اپنے گھر جاے آیندہ کبھی ایسی نالش نہ کرے اگر ایسی نالش کی مرتکب ہوگی تو مع جرمانہ سخت سزا کی مستوجب قرار پائے گی۔

بیان چوتھا ۔ امامن ہمشیرہ امن کا انتقال اور اسکے حال پر افسوس

جب ساغر گلرنگ بادۂ گلعذار ان سے لبریز ہو لیا تھا کہ میری پیری بہن مونسہ و انیسہ امامن کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر میرے کانون تک پہونچی مین نے خود کو بیتابانہ بحر غم و اندوہ مین ڈالدیا اور ایک رنج تازہ پیدا ہوا اُس مونسہ کے ارتحال پر ملال کے غم کا کانٹا میرے دلمین کھٹکنے لگا اور وہ محفل عیش جو خاص اُن لوگون کے دم سے زندہ اور قائم تھی مردہ ہو گئی انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد

بیان پچپن - نوکر رکھنا محمدی کہاری کا

ابتدائے ولیعہدی مین مین نے ایک عورت جو قوم کی کہاری تھی اپنی خدمت اور دیگر کار و بار کے واسطے نوکر رکھی چونکہ یہ عورت نمکین اور تند و شوخ تھی اور اسکے قبل مرزا نصیر الدین حیدر بہادر مرحوم کے یہان کہاریون کے زمرے مین ملازم تھی مینے چاہا اسے اپنے مصرف مین لاؤن اور اسنے وعدہ و اقرار بھی کیا اگر مہری گری کا عہدہ مجھے عطا ہو تو مین حضور کا فرمان منظور کرون مینے یہ سوال قبول کرلیا دوسرے روز اسکو بہتر النسا خانم صاحبہ خطاب دیکر اسکو مہری گری کے عہدے پر سرفراز و سربلند فرمایا اسکی محبت میرے دل مین روز بروز زیادہ ہوتی گئی لیکن جب اُس سے گھر پڑنے کو کہا تو اسنے قبول نہ کیا اور جب مین ترک ملاقات کا پیغام دیتا تھا تو روتی تھی بلکہ ایک روز مجھے زیادہ غصہ آگیا اور اسے گھر نہ پڑنے کی سزا میں محلات مین نوکری سے برطرف کر دیا اسنے اسقدر غل مچایا اور اپنا حال تباہ کیا کہ مین نے دوبارہ اسے مہری گری و نوکری پر بحال کر دیا الغرض نوکری کرتی تھی اور میری محبت کا دم بھرتی تھی لیکن گھر مین نہین پڑتی تھی اور مین نفیس نفیس چیزین اور لباس وغیرہ اسکو دیا کرتا تھا کیونکہ مجھے بھی اس سے محبت تھی اسی وجہ سے اسکی خاطر داری اور رضا جوئی مین رہتا تھا وہی مجھکو دونون وقت خاصہ نوش کراتی تھی۔

بیان چھپن. شاہ بخش کو گھر بٹھانا۔

اس زمانہ مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت سترہ برس کی عمر کی نوکر ہوکر خواصون اور خدمتگذارون کے زمرے مین سرفراز ہوئی اور شاہ بخش خطاب دیا گیا یہ بھی ایک عورت حسینہ چالاک تھی لیکن مین اسکا فریفتہ تھا

اسی وجہ سے اُسے سامنے بیٹھنے کی اجازت نہین دی گئی صرف اپنے مقررہ عہدے پر معین تھی"

بیان ستاونؔ ۔ الطاف بخش کا گھر پڑنا

اسکے بعد پھر نواب خاص محل کی معرفت ایک عورت سترہ برس کی بہت خوبصورت میرے گھر پڑی ۔ خواصون اور خدمتگذارون کے زمرے مین سرفراز ہوکر الطاف بخش کے خطاب سے منسوب ہوئی اگرچہ یہ عورت بھی بہت خوبصورت اور چست و چالاک تھی لیکن مین اسپر فریفتہ نہ تھا اسے بھی میرے سامنے بیٹھنے کی اجازت نہ تھی فقط اپنے مقررہ عہدے پر ممتاز تھی یہ تعلیم علم موسیقی سے بھی بہرہ ور نہ ہوئی"

بیان اٹھاونؔ ۔ شیرین حبشن کا گھر پڑنا ۔

اسی زمانے میں محمد حسین علیخان کی معرفت ایک حبشن میرے گھر بیٹھی جس کا نام شیرین تھا خواصون کے عہدے پر ممتاز ہوئی"

بیان انسٹھؔ ۔ فضہ حبشن کا گھر پڑنا

اُسی زمانہ مین شیرین حبشن کی معرفت فضہ حبشن میرے گھر پڑی اور خواصون کے عہدے پر مختص ہوئی"

بیان ساٹھؔ ۔ لیلےٰ حبشن کا گھر پڑنا

اسکے بعد پھر شیرین حبشن کی معرفت لیلےٰ حبشن میرے گھر پڑی اور خواصون کے سلسلے مین شامل ہوئی"

بیان اکسٹھؔ ۔ حضرت جنت مکان کا چھ کنیزین بھیجنا اور انمین سے دو کا میرے متعہ مین آنا

اسی زمانہ مین ضبطی بادشاہ محل سے جو ایک پردہ گیان عصمت آبنھانی مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم سے تھین ان کی وفات کے بعد میرے والد ماجد کی ضبطی مین چھ لونڈیان آئی تھین جو اُنھون نے ازراہ شفقت مجھے مرحمت فرمائین مین نے انمین سے

دو وائی خدمت مین لیلین اور باقی کی شادیان کردین جو میری تصرف مین آئین انمین سے ایک فرخندہ بخش اور دوسری شاہ بخش کے نام سے منسوب کی گئین اسی فرخندہ بخش کے بطن سے ایک دختر نواب شمس آرا بیگم پیدا ہو کر فوت ہو گئی تھی اسی سبب وہ اسامیون کے زمرہ مین شامل کر کے فرخندہ خانم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز ہوئی تھی اور پردے بٹھائی گئی تھی لیکن اُس کا اختر طالع نحس تھا اسوجہ سے اسکی لڑکی نواب شمس آرا بیگم فوت ہو گئی اور یہ محل کے رتبہ تک نہ پہنچی صرف اسامیون کے زمرے مین شامل رہی ورنہ یقین تھا اگر اسکی لڑکی زندہ رہتی تو ہرگز اسامیون کے زمرے مین نہ رہتی"

من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال

بیان باسٹھ۔ نواب خاص محل سے پریخانہ نکلکر محمد حسین علیخان کے ہاتھ مین آنا"

جب بفضل واہب العطا و عنایات پروردگار کہ زمین و زمان اسکے قبضہ قدرت مین ہے اس مجمع پریخانہ نے جیسا چاہیے ویسا جلوہ حاصل کیا تو انکا ناچ دیکھنا دل مین انقلاج اور مشتاقون کے کانون مین گرمی پیدا کرتا تھا رفتہ رفتہ فن موسیقی مین اسقدر کمال حاصل کیا کہ راجہ اندر کوہ قاف کی پریون کے مقابلے مین ان کی چستی و چالاکی پر رشک و حسد ہوتا تھا ان مین سے ہر ایک عشوہ و انداز و ادا انسان کا دل ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا یہ تمام طلبہ عشق باز و معشوق مزاج میری نظر مین تھا اگر ایک کے فریب سے چھوٹتا تھا تو دوسرے کے جال مین گرفتار ہو جاتا تھا ہمیشہ اور ہر گھڑی خواب و خور و نوش گفتگو و حکایت سیر و تماشا بغیران پریون کے ہرگز اچھا نہ معلوم ہوتا تھا ان مین سے اکثر حاملہ ہو کر محل کے رتبہ پر فائز ہوئین اور اکثر ناز و ادا سے کوئی صحبت لگئین ہمتون نے کمند فریب مین اسیر

کیا الغرض میرے دل کو گل تازہ کی طرح گیند دھر کا کر رکھا تھا کبھی رنج و الم کی صورت میرے سامنے نہ آتی تھی صرف دو تین سانحے گذرے وارد نہ نجم النسا بیگم کا انتقال میری رفیقہ اامن کی رحلت دختر کا ارتحال جو خراش دالا ہوا۔ ورنہ مین نہین جانتا غم و ملال کیسا ہوتا ہے اس رابطہ محبت کو دیکھکر دیگر محلات خصوصًا نواب خاص محل صاحبہ نے اپنی کشت دلمین خار الم بونا شروع کیا اور دربردہ آتش رشک شعلہ پذیر ہوئی، ہر ایک سے چشمک زنی طعنہ زنی اپنا شعار کر لیا کبھی ان کی ترتیب پوشاک مین قصور کرتی تھین، کبھی آراستگی زیور مین فتور کرتی تھین غرض نہایت رشک و حسد سے ان کی خدمت مین مشغول تھین، کبھی کسی سے لڑائی کا ارادہ کرتی تھین کبھی کسی کو بجنگ عاجز کرتی تھین اسی طرح اور صاحبات محل جو پردے مین بیٹھی تھین اور مجکو نہین پاتی تھین ازحد رشک و حسد کرتی تھین اسی وجہ سے انکی آراستگی و اہتمام مین فرق آنے لگا آخر مین نے ناچار ہو کر ان کی آراستگی و پیراستگی کی خدمت صاحبات محل سے لیکر بخوشی و رضا محمد حسین علیخان کے سپرد کر کے اُسے محمد معتمد علیخان کا خطاب عنایت فرمایا چنانچہ وہ نہایت خواہش و آرزو سے اس خدمت مین سرگرمی کرتا تھا اسی سبب سے میری بالطاف و عنایت کا مستحق ہوا اور اسوقت سے اسوقت تک کوئی خطا اُس سے سرزد نہین ہوئی بجز ایک قصور کے جس کا ذکر موقع سے کسی مقام پر آئے گا۔"

بیان نوکر رکھنا ریحان خواجہ سرا کا نوکر ہونا

ایک روز محمد معتمد علیخان خواجہ سرا کی معرفت ریحان خواجہ سرا جو اسکے قبل سیف الدولہ میر ہادی کی بیوی کے یہان خواجہ سراؤن مین نوکر تھا یہ خواجہ سرا حبشی نژاد چالیس برس یا اس سے کچھ زیادہ ہو دبلا پتلا مندین کم گو درست زبان غرور و نخوت سے خالی تھا، مین نے نوکر رکھکر محمد ریحان علیخان خطاب سے سرفراز فرما کر اپنی اخبار نویسی کی خدمت سپرد کی

اُسنے اس خدمت مین نہایت کوشش و جانفشانی کی اور میرے الطاف و عنایت کا مستحق ہوا"

بیان [illegible] ھ۔ حاجی شریف کا نوکر ہونا اور ترک سوارنیون کا اس کے حوالے ہونا؛

اسی زمانے مین محمد معتمد علیخان کی معرفت حاجی شریف نامی حبشی جو اُس سے قبل سیف الدولہ میر ہادی کی بیوی کے پاس خواجہ سراؤن کے زمرے مین ملازم تھا میرا نوکر ہوا اسکا سن بھی تقریبًا چالیس بیتالیس برس کا تھا یہ بہت ہی نیک مزاج و صلح کل آدمی تھا کہ کبھی کوئی امر خلاف طبع بادولت و اقبال اس سے وقوع مین نہین آیا، جو مین نے ارشاد کیا فورًا اسکی تعمیل کی گئی مین نے اسے حاجی محمد شریف علیخان خطاب دیکر زنان خانے کے عملہ کی داروغگی عطا کی اُسنے یہ خدمت نہایت دلجوئی اور جانفشانی سے انجام دی اس زمانہ مین میری طبیعت سپاہیون کے فرقہ کی نگاہداشت کی جانب زیادہ متوجہ اور مالوف تھی، لیکن علت مدعی و کثرت خرچ اور ممانعت والد ماجد کی وجہ سے اُن کی نگہداشت کی نوبت کہان" ناچار تیس عورتین زنان خانہ کی چوکی پہرے کے واسطے ملازم رکھی تھین جنھین روزمرہ فارسی زبان مین قواعد تعلیم کیا کرتا تھا۔ الحق تھوڑے ہی عرصہ مین وہ قواعد کے کام مین ایسی مشاق و ہوشیار ہوگئین کہ قواعد انگلشیہ میری نظر مین نہ سماتے تھے اور ان مین ہر ایک صفائی و شفافی سلاح مین بدرجہا فوج انگریزی تھی اور پچاس نفر ترک سوار بھی مین نے ملازم رکھے تھے انھین بھی فارسی زبان مین ایسی ہی تعلیم دی تھی کہ درحقیقت رشک وہ فوج انگریزی تھے الغرض ان دونون فرقون کی افسری حاجی محمد شریف علیخان کو عنایت فرماکر بانبار سرکار مرزا ولیعہد بہادر کرنیل حاجی محمد شریف علیخان کے خطاب سے ممتاز و سربلند فرمایا

داسد کرنیل مذکور انقدر سعی و کوشش سے قواعد سکھاتا تھا کہ قواعد کے وقت گھوڑے آہنی دیوار معلوم ہوتے تھے اسپاہیون سے کبھی ایک حبہ بطور رشوت نہ لیتا تھا اسکا حکم فوج پر ایسا تھا کہ کیا مجال جو میدان مین قواعد سکھنے کے وقت ایک سے ایک سپاہی بات کر سکے۔"

بیان ہفتم - برائے زیارات عتبات عالیات حاجی بلال کا رخصت طلب کرنا اور اس کے ہمراہ تین پریون کا رخصت مانگنا یہ امر خلاف طبع ہوکر ان کا معتوب ہونا اور معافی۔

اب سُننا چاہیئے کہ میرے والد ماجد حضرت جنت مکان نے فیروز علیخان اور محمد بشیر علیخان خواجہ سرا کے ساتھ تیسرا خواجہ سرا بلال نامی بھی مرحمت فرمایا تھا جو کسی خدمت پر مامور نہ تھا اُسنے ایک روز بذریعہ عرضی برائے زیارات عتبات عالیات رخصت طلب کی مین نے مبلغ دو ہزار روپیہ نقد برائے زادراہ دیکر رخصت عطا فرمائی پھر سُنا یاسمن پری اور ماہرُخ پری اور سردار پری زیارات عتبات عالیات کی واسطے روتی ہین چونکہ مین نے ان کو ہزارون خرابیون اور جستجو سے جمع کیا تھا بہت ناگوار گذرا اور اس خبر کا یقین نہ آیا کہ وہ یہ بات گوارا کرین گی لیکن جب اپنے سامنے بلاکر دریافت کیا تو صحیح تھا ان کی اس بیوفائی سے مجھے نہایت صدمہ ہوا اور ہر ایک سے شکوہ و شکایت کی آخر کار پر غضب ہوکر انکی اِستقامت کے لیے دوسرا مکان تجویز کیا اور بسبب آشفتگی اپنے سامنے نہ بلایا لیکن اس امر کا از حد ملال تھا اس مدت مین بلال حج اور زیارت سے مشرف ہوکر واپس آگیا چھ ماہ قیام کرنے کے بعد پھر کربلائے معلے جانے کا ملتجی ہوا تو مینے بخوشی و رضا دو ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور ان تینون پریون کو بھی تہ دل سے کربلائے معلی جانے کی اجازت دی بلکہ چار ہزار روپیہ راہ خرچ بھی عنایت

فرمایا اور یہ خیال کیا اب ان کا گھر مین رکھنا خلاف عقل ہی لیکن خدا جانے
اسوقت اِن پریون نے کسوجہ سے کربلا معلےٰ جانے مین پس وپیش کیا بظاہر تو
یہ معلوم ہوتا ہے پہلی مرتبہ کے خوف سے دوسری دفعہ ڈر کر انکار کیا آخر بلال خوجہ
سرا دوسری مرتبہ تنہا روانہ ہوا اُس روز سے ان تینون پریون سے نفرت
ہوگئی اور ان کی قدر و منزلت میرے دل سے جاتی رہی پھر ان کے ساتھ
طریقہ الفت برتنا ناگوار تھا اسکے بعد ہر چند انھون نے چاہا جعل دفریب سے مجھے
پھر اپنے دام مین پھنسائین لیکن مین نے کسی طرح قبول نہ کیا صرف وہ لوگ
تعلیم خانے مین برائے تعلیم مقرر تھے، اگرچہ انکا مرتبہ دوسری پریون کے برابر تھا
لیکن میری طبیعت دوسری پریون کی جانب راغب تھی اور ان کی بیوفائی
کی وجہ سے مجھے نفرت ہوگئی تھی۔ یہ وہی یاسمن پری ہے جس کے اشتیاق
و عشق اور گریہ وزاری کا ذکر قبل کر چکا ہون آخر مین ہاسکے دل کی یہ نوبت
ہوگئی لیکن اس زمانے مین سردار پری صرف تیرہ برس کی تھی اسکی طرف میرا
یہ خیال تھا یہ اُن دونون پریون کے بھڑکانے سے خراب ہوئی ہے حقیقت مین
اسکا کوئی قصور نہین وہ اس زمانہ مین حالات زمانہ سے محض ناواقف تھی
اور مردون کی بو سے بھاگتی تھی مجھے گمان تھا جب میری بو اسکے دماغ مین جا لگی
اور اسکا شباب آئے گا تو بلا شبہہ یہ میری عاشق و شیدا ہوگی لیکن ماہرخ پری
اور یاسمن پری سے بالکل نفرت ہوگئی تھی یہ لوگ جوان بھی تھین اور اپنی خوشی
سے میرے گھر بیٹھی تھین، سابق کا ذکر ہے ماہرخ پری کے صرف میری وجہ سے
اپنے ایک عزیز کو کیسے کیسے جواب دیے تھے کہ اسنے مجبور ہو کر راضی نامہ لکھدیا
آخر مین اسکی لہون مزاجی اس حد تک پہونچ گئی۔

بیان ۶۶ چھیاسٹھ۔ امیر پری کا گھر پڑنا اور میری اجازت سے زیارات عتبات عالیات کو جانا۔

اسی زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت میرے گھر پڑی اور نور افشان پری کے خطاب سے معزز و ممتاز کی گئی پھر میری اجازت سے زیارات عتبات عالیات کو روانہ ہوئی ؂

بیان ۶۷ سڑسٹھ۔ مُصاحبون کا مذہب امامیہ اثنا عشریہ قبول کرنا۔

چونکہ مجھ سے غلام رضا وغیرہ اُن کے عزیز و اقارب سے روز بروز ملاقات وارتباط بڑھتا جاتا تھا اور یہ سب سنت جماعت تھے اور قطب علیخان میرے استاد بھی سنی المذہب تھے مجکو رات دن یہی فکر و تشویش رہتی تھی کہ کس طرح یہ لوگ میرے مذہب مین آجائین جب اس امر مین ان لوگون کا عندیہ لیتا تھا تو انھین ناراض پاتا تھا آخر ایک روز برسات کی فصل مین مین نے نہایت دلجوئی اور منت و سماجت و طمع دیگر ان لوگون سے پھر تبدیل مذہب کے لیے فرمایا چونکہ اس امر خیر کا انجام میرے ہاتھون ہونا تھا سب نے منظور کیا مین نے اسی وقت سوار کروا کے سبھون کو سلطان العلما مولوی سید محمد مجتہد وقت کی خدمت مین بھیجدیا اور وہان یہ سب بصدق دل مذہب امامیہ سے سرفراز ہوئے سلطان العلما کا مہری [illegible] ان لوگون کا دین مبین سے مشرف ہونے کا میرے ملاحظہ سے گذرا مین بہت خوش ہوا اور سب کو خطاب اور خلعت سے سرفراز فرمایا چنانچہ قطب علیخان کو غلام علی خان غلام یداللہ خان نتھو خان پدر غلام رضا خان کو غلام علیخان یمن خان برادر حقیقی غلام رضا خان کو غلام حسن خان خطاب مرحمت فرمایا انھون نے بھی اقرار کیا ہم لوگ حضور کے غلام ہو گئے ہین امید وار ہین زندگی بھر قدم میمنت لزوم سے جدا نہ ہون مین نے فوراً دست قبول سینہ پر رکھا

ان لوگون کا پاس و لحاظ ہر وقت و ہر لحظہ رہتا تھا اپنی دانست مین کسی طرح
اسر نہ رہے آجتک اُن لوگون کی مروت و عنایت مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا
رکھا جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

بیان ادشتہ - فلک سیر بنگلے مین بہروپیہ کا بصورت زخمی شمشیر برہنہ لیے
ہوے آنا اور مجھپر حملہ کرنا مصاحبون کا سینہ سپر ہونا اسکے عوض مین تمغہ
کے بہرے پر سرفراز ہوکر جوانان بہرہ خطاب پایا۔

ایک روز ابر کرم حضرت باغ مین چارون طرف آب پاشی کر رہا تھا گلہاے
رنگارنگ چمن مین کھلے ہوے تھے تختہ گل شبو اپنی خوشبوے مشام جان
معطر کر رہا تھا اسوقت شاید دریا ایک گھڑی دن باقی ہے مین فلک سیر بنگلے
مین بیٹھا ہوا ہون مصاحب و رفیق مثلاً غلام رضا خان چھجو خان ثابت علیخان
غلام یداللہ خان بھی حاضر ہین ہر ایک حکایت دلچسپ و لطیفہ رنگین سے میرا
دل خوش کر رہا ہے اس عرصہ مین بیٹھے بیٹھے مین نے اپنے دلمین خیال کیا اگر
اسوقت ان لوگون کے دلون کا امتحان لیا جاے تو بہت خوب ہے یہ تجویز کرکے
ایک ایک آدمی کو بلا کر اسکے کان مین چپکے سے حکم دیا بہروپیے کو بصورت زخمی شمشیر
برہنہ لیے ہوے میری طرف بھیجدے اور تو چھپ رہ مین دیکھونگا یہ لوگ کیا کرتے
ہین غرض حسب الارشاد اُسنے تعمیل حکم کی دفعۃً بہروپیہ ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے
تمام جسم سے خون جاری نسینے کی راہ سے آکر مجھپر حملہ آور ہوا مین دانستہ بیقرار و
مضطرب ہوا میری بیقراری کی وجہ سے ان تمام آدمیون سے غلام رضانے پکڑا
اسکا ہاتھ اور چھجو خان نے جھپٹ کر اسکی کمر پکڑ لی اور چاہا اسی تلوار سے اسکا کام
تمام کردین اس عرصہ مین مینے بآواز بلند کہا ٹھیرو یہ بہروپیا ہے اعدا سے بھی قربان
کی مین نقال ہون، ان لوگون نے یہ سنکر مجھے چھوڑ دیا لیکن اُسکے شدید ضرب آئی

مین نے ہر روپیے کو اسی وقت انعام دیکر نوکر رکھ لیا اور ان لوگون کو گلے لگا کر
پانچ پانچ سو روپیہ انعام ہر ایک کو عنایت فرمایا اور ایک ایک تلوار ایک ایک
ڈھال ایک ایک ہفت فیر طپنچہ ایک ایک بندوق مرحمت فرما کر مصاحبان خاص
و جوانان پہرہ خطاب عنایت فرما کر اپنے پلنگ کے پہرے کی عزت بخشی اُس
سے جب مین آرام کرنے لیٹتا تھا مصاحبانِ خاص پہرے کے واسطے حاضر رہتے
تھے اگر کبھی محل مین آرام کرتا تھا تو وہان مردانہ ہوجاتا تھا اور مصاحبانِ
خاص برائے پہرہ طلب ہوتے تھے زید اللہ مدارجہم۔

بیان انتھترواں - پیدایش مرزا برجیس قدر اور مہک پری کا پردنشین ہونا

انھیں ایام فرحت انجام مین صبائے خوش رفتار و قاصد لیل و نہار نے خبر آمد آمد
گل تازہ باغ ہستی سے چمن نیستی مین میرے کانون تک پہونچائی یعنے مہک پری
کے حاملہ ہونے کا مژدہ مین نے سنا ہزار ہزار سجدہ شکر درگاہ قاضی الحاجات
مین ادا کیے اور مہک پری کو پردے مین بٹھا کر افتخار النسا خانم صاحبہ خطاب
عنایت فرمایا الغرض بعد انقضائے ایام مقررہ فرزند ارجمند لخت جگر اس
بطن سے پیدا ہوا۔ لڑکے کے دادا یعنے حضرت جنت مکان طاب اللہ ثراہ
جمیل الجنۃ مثواہ نے بصد ہزار خوشی و خرمی گیارہ ضرب توپ سلامی اور مبارکہ
چھڑوائین اور لڑکے کو مرزا برجیس قدر بہادر خطاب مرحمت فرمایا مین نے
جشن نو آراستہ کیا اور ساقیان سیمتن زہرہ جبینان خوش آئین نے رقص و سرود
کی داد دی اس بزم نونہال گلشن دنیوی مین ہر ایک پری نے خود کو مثل عروس
آراستہ کیا تھا اور ہر ایک پری ناچتی تھی اور صدائے عیش و طرب بلند
تھی۔ طال اللہ عمرہ و زاد اقبالہٗ۔

بیان سترواں ۔ فضہ حبشیہ کے بطن سے جہان آرا بیگم صاحبہ کا پیدا ہونا اور فضہ کا پردے بیٹھنا۔

قاصد فرخندہ فال ہدہد صبا کردار نے عین انتظار و خواہش میں گل بوستان کی آمد آمد کا مژدہ میرے کانوں تک پہنچایا یعنے فضہ حبشن کے حاملہ ہونے کی خوشخبری سنی کارساز حقیقی کی درگاہ میں سجدہ شکر ادا کر کے خواص مذکور کو پردہ بٹھایا بعد مدت مقررہ گوہر بے بہا پیدا ہوئی۔ لڑکی کے دادا نے اسکا نام جہان آرا بیگم صاحبہ رکھا۔ طال اللہ عمرہا۔

بیان اٹھترواں ۔ یاسمن پری اور سرفراز پری پر احتمال حمل ہونا اور انکا پردے بٹھانا بغیر ثبوت حمل نہ پاکر انھین باہر لاکر مصروف تعلیم رقص و سرود کرنا

اس زمانے مین یاسمن پری اور سرفراز پری پر احتمال حمل ہوا مین نے حسب دستور انھین پردے بٹھلایا لیکن چند روز کے بعد معلوم ہوا بصرف دھوکا تھا آخر مین نے انھین باہر لاکر رقص و سرود کی تعلیم مین مشغول کردیا۔

بیان اٹھترواں ۔ پسر خام کا حور پری کے بطن سے پیدا ہونا۔

اس عرصہ مین حور پری کے حاملہ ہونے کی خبر میرے کانون تک پہونچی مین بہت مسرور ہوا چونکہ ایک مرتبہ یاسمن پری اور سرفراز پری سے دھوکا کھایا تھا اسلیے یقین نہ آیا پانچ ماہ گذرنے کے بعد مین نے اُسے پردے بٹھلایا ہر چند اسے پردے مین بیٹھنا بہت شاق ہوا لیکن مین نے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ سوا سے گریہ وزاری کے دوسرا کام نہ جانتی تھی مجھے خیال تھا شاید میری جدائی کی وجہ سے روتی ہے لیکن اصل امر سے نا فل۔ تھا۔

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

کبھی مین اسے سمجھاتا تھا کبھی تشفی دیتا تھا لیکن وہ کہتی تھی مین ہرگز ہرگز پردے

میں نہیں ہوں گی بلکہ کیا عجب جو اپنا قتل گوارا کرون جب اس سے یہ باتیں سنیں تو پھر سمجھایا ایک بندۂ خدا کا خون کرنا بعید گناہ ہے ایسا کام ہرگز نہ کرنا چاہیے الغرض سات مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا چالیس روز زندہ رہکر مرگیا مین نے اسے ماتم پرسے کا خلعت دیکر حسب دستور ناچ گانے کی تعلیم میں شرکت کرنے کی اجازت دی لیکن وہ ظاہرا مردون کا سامنا کرنے سے روتی اور باطن میں ماہر آشنا سے خوش تھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

بیان سترہواں - حیدری کنیز داروغہ نجم النسا بیگم مرحومہ کا حاملہ ہونا۔

جب داروغہ نجم النسا بیگم نے انتقال کیا تھا تو دو کنیزیں چھوڑی تھیں میں نے ایک کا نام ممن اور دوسری کا نام حیدری رکھا ممن کا عقد غلام حیدر کے ساتھ جیلے سے کردیا تھا اور حیدری کو اپنی خواصون کے زمرے میں داخل کیا تھا۔ آثار حمل نمایان ہوے مجھے اس جرم سے سخت حیرت ہوئی اور فرط غضب سے کوڑا ہاتھ مین لیکر دریافت حال کے درپے ہوا لیکن وہ کبھی کسی کا نام لیتی تھی۔

جب میں نے تازیانے کی ضرب سے ڈرایا تو اسنے اقبال کیا مجھکو ثابت علیخان کا حمل ہے یہ سنکر مجھے بہت غصہ آیا اور ان چارون بھائیون کو طلب کرکے ان سے استفسار حال کیا وہ میرے قدمون پر گرکر عرض کرنے لگے حضور کے سامنے اپنا سر کٹوانے کو حاضر ہین اگر یہ فعل ہمارا ثابت ہو لیکن خدا نہ ہم نہیں جانتے یہ کس کا عمل ہے یہ ہم پر ناحق اتہام رکھتی ہے آخر بعد غل و شور کے ان کی انکساری اور عاجزی سے آتش فساد حیدری کے نکالدینے پر فرو ہونا قرار پائی چونکہ اس کا بھائی میرے یہان فراشون مین ملازم تھا اور داروغہ نجم النسا بیگم کا لے پالک بھی تھا مین نے حیدری کو اسکے سپرد کیا اور ان چارون بھائیون کے قصور سے درگذر کی۔

بیان چوہترواں ۔ بلقیس پری کا گھر پڑنا اور چوری کی علت مین نکالی جانا

اسی زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت میرے گھر پڑی مین نے پریون کے زمرے مین شامل کرکے بلقیس پری خطاب عنایت فرمایا لیکن اسکی طینت بد تھی ایک روز فرصت پاکر مرزا فلک قدر بہادر کے تعویذ جو سونے چاندی مین منڈھے ہوے تھے اور نواب خاص محل صاحبہ نے حفاظت جان کے لیے گلے مین ڈالدیے تھے چرالیے اِس بیہودہ حرکت کی بدولت نہایت ذلت وخواری کے ساتھ نکالی گئی، گو میری سرکار سے معقول ماہواری دیجاتی تھی لیکن اپنی عادت کے سبب سے ذلیل ہوئی آخر سنا گیا میرے ایک محل کے پاس ملازم ہوئی؛

بیان پچھترواں ۔ سرفراز پری پر عاشق ہونا اور اسکی بیوفائی

پڑا ہے پانؤن مین باب سلسلہ محبت کا

برا ہمارا ہوا ہو بھلا محبت کا

راوی باوفا مصنف باصدق وصفا اُس بیوفائی کج ادائی کا حال یون حوالہ قلم کرتا ہے کہ جب سرفراز پری میرے گھر پڑی تھی تو مین ہر روز اسکی تیغ ابرو کا کشتہ ہوتا تھا اور ہر لحظہ ناوک مژہ میرے جگر کے پار ہوتا تھا اسکی ایک ایک ادا پر ہزار ہزار سنگ رنج وغم اپنے سینے پر رکھتا تھا، اسکے ایک ناز سے ہزار طرح کا رنج والم میرے دل کو پہونچتا تھا اسکے ناچنے پر مین رونے لگتا تھا اسکے گانے پر سر در گریبان ہوجاتا تھا جسوقت اسکی تعلیم ہوتی تھی مین بے اختیار اسکی دلربائیون کا نظارہ کرتا تھا جب وہ سوتی تھی تو مین تمام رات جاگتا تھا اور جب جاگتی تھی تو انصاف سے باہر ہوکر میرے عشق کا حوالہ دہ سر دیر کرتی تھی مین تمام تمام رات اسکے پانؤن دبایا کرتا تھا اور تمام تمام دن اسکے حسن جہانتاب کا نظارہ کیا کرتا تھا اگر وہ اپنے

کھاتا زمین سے مجھ کچھ دے دیتی تھی تو مین کھا لیتا تھا اگر نہین دیتی تھی تو نہین کھاتا تھا جس جگہ وہ جاتی تھی مین بھی اسکے پیچھے پیچھے رہتا تھا جس مقام پر وہ بیٹھ جاتی تھی مین کھڑا ہو کر اسے دیکھا کرتا تھا الغرض اُسنے ہزارون مکرو فریب سے مجھ اپنا عاشق بنا لیا تھا وہ دن بھر مین کئی کئی لباس بدلتی تھی ہر وقت خاکا عطر لگائے رہتی تھی مسی لگی رہتی تھی بہر جنپر ہر وقت ان کی سرخی گوری رہتی تھی اکثر اسکے تنبو نشان بھی ہوتی تھی ہر وقت انہ بالون کو چوٹی کے ساتھ بنائے رہتی تھی کبھی گھونگر والے کبھی سیدھے تھے ہاتھون مین ہمیشہ مہندی لگائے ہوئے اور انگلیون کی پورون مین چھوٹی چھوٹی انگوٹھیان پہنے رہتی تھی غرض ہزارون اداؤن سے میرا دل لبھاتی تھی اور مین بے تکلف اسکے بادہ الفت سے سرشار تھا جب وہ مجکو اشارے سے بلاتی تھی میری جان مین جان آتی تھی اکثر علالت مین دوران حال اسکو رات رات بھر اپنے سینے پر رکھتا تھا جب وہ فصد لیتی تھی مین بے اختیار رو دیتا تھا اسکی محبت مین تمام دنیا فراموش کردی تھی اور اس کی شراب الفت سے سرشار رہتا تھا ایک روز داروغہ نجم النساء بیگم مرحومہ اور نواب خورد محل عمدہ بیگم صاحبہ اور نواب نشاط محل نقی بیگم صاحبہ نے بالاتفاق مجھے علیحدہ شہنشاہ منزل کے کمرے مین بلایا جب مین ان کے سامنے گیا تو دیکھا وہ لوگ کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتے ہین مین نے پوچھا وہ کیا ہے بیان کرو آخر انھون نے ہزارون قسمون کے ساتھ میرا سرفراز پری پر عاشق ہونے کا ذکر شروع کیا اور ہر مرتبہ تینون صاحبان اپنا سر افسوس کے ساتھ ہلاتی تھین کبھی حسرت سے زانو پر ہاتھ مارتی تھین کبھی ہونٹھ پر زبان پھیرتی تھین کبھی دست تاسف ملتی تھین جب مین نے ان لوگون کا یہ حال دیکھا بے اختیار ہو کر پوچھا خدا اور رسول کا واسطہ تم کیا کہنا چاہتی ہو جلد بیان کرو یہ دل کا اختلاج رفع ہو جاتا ہے جیسے تفحص کرتا تھا اور اس بات کا درپے تھا لیکن

وہ اسکے بیان کرنے مین تکلف کرتی تھین، آخر مین نے تنگ ہوکر اپنے سر کی قسم
دی تو داروغہ نجم النساء بیگم نے اسطرح بیان کیا، اے جان عالم آپ سرفراز پری
کی محبت مین اسقدر اپنا حال تباہ کرتے ہین، لیکن سرفراز پری کی عجیب عجیب
باتین میرے سننے مین آئی ہین، مین نے کہا کچھ تو بیان کرو کیون مجھے خفقان مین
ڈالے ہوے ہو، اسکا مفصل حال لیا ہے، آخر داروغہ نجم النساء بیگم مرحومہ نے اُن
دونون محلون کے ساتھ ہمزبان ہوکر عرض کی اے جان عالم آپ پر قربان ہو جاؤن
تمام عورتون کی جنس مین ہمیشہ بدی ہوتی ہے، ان کی آب و گل مین بیمروتی ہے اگر
آپ کو کچھ ملال نہ ہو تو عرض کرون، سرفرازی پری بظاہر آپ سے تپاک رکھتی
ہے باطن مین آپکا ذرا خیال نہین جب مین نے سرفراز پری کا نام سنا میرا رنگ
اڑ گیا دونون ہاتھون سے دل پکڑ کر لوٹنے لگا اور رو رو کر کہنے لگا تم سب دیکھتی ہو
مین نے کبھی سرفراز پری کا کوئی قصور نہین کیا ہے مگر وہ مجھسے اسقدر بیوفائی کرتی
ہے لیکن پھر اپنے دل سے کہا چونکہ ملاقات سرفراز پری سے میری محبت کیوجہ
سے رشک کرتی ہین کیا عجب ہے جو یہ بات اس بات کی محرک ہوئی ہو کبھی اپنے
دل سے خطاب کرتا تھا اے دل نادان تو نے کیا قصور کیا ہے جو وہ تیرے ساتھ
اسقدر بے اعتنائی کرتی ہے آخر الامر مین نے ان سے دریافت کیا کہ اسکی کیا
تدبیر ہے اُن لوگون نے جواب دیا بہتر ہے چندے تامل فرمایئے انشاءاللہ
ہم اُس کی بیوفائیان دکھادینگے یہ کلمہ سنکر میرے دل پر ایسی چوٹ پڑی کہ بے اختیار
میرے منہ سے آہ نکل گئی اور نہایت رنج و غم کے ساتھ بسر کرنے لگا ایک روز
سب پریون کو جمع کرکے ان کے سامنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے صاحبو
مین نے تم لوگون مین سے کسی کو جبراً اپنے گھر نہین بٹھایا ہے کوئی عاشق ہوکر
آئی ہے کوئی خواب مین دیکھکر عاشق ہوئی ہے کوئی بازار مین دیکھکر فریفتہ

ہوئی ہے کوئی گھر مین شیدا ہوئی ہے کسی نے ناچ مین دل دیا ہے کسی نے گانے مین طوق الفت گلوگیر کیا ہے لیکن اب متوحش خبرین میرے کانون تک پہونچتی ہین ایسا نہ ہو کہ مجھے حسرت و افسوس کا شکار بننا پڑے اتنا کہکر بے اختیار رونے لگا پھر سرفراز پری سے مخاطب ہو کر کہا خدا کا واسطہ میری تمام راحتین تمہارے ہاتھ مین ہین مین نے تمھین قید نہین کیا جس وقت جس بات کو تمھارا دل چاہا ہے بے تامل میری اجازت سے کر سکتی ہو مین تمھاری ہر آرزو پوری کرنے کے واسطے موجود ہون جو خواہش ہو بیان کرو مین سر آنکھون سے بجالاؤن ہر نوع تم سب کا تابعدار ہون مگر خدا ایسی باتین نہ کرو جس کا انجام نکوامی کی طرف منتقل ہو سب نے نہایت شدید و غلیظ قسمین کھائین ہماری آنکھین پھوٹ جائین اگر سوا تمھاری خوشی کے ہم لوگون کی کوئی اور غرض ہو۔ حضور صاحب پری اور سرفراز پری نے سب سے زیادہ قسمین کھائین مین روتا جاتا تھا آخر میرے غم کی آگ تو فرو ہوئی لیکن مین اسکی تحقیق مین ضرور رہا ۔

بیان چھہترواں ۔ مصاحبان خاص کو جمع کر کے نکوامی سے ڈرانا ان لوگون کی عذر خواہی اور میراان کی طرف سے صاف ہونا ۔

ایک روز مین نے اسی غصہ و ملال کی حالت مین سب مصاحبون کو شہنشاہ منزل مین طلب کیا اور اپنی آشفتگی و ملال کو حالت اضطرار مین ان لوگون پر ظاہر کیا مجھ سے اتنا ہی نہ ہو سکا کہ داروغہ نجم النسا بیگم کی عرض اور دونون محلون کے کہنے کے مطابق ضبط کرون حسب شعر ؎

حسب کہ آنکھین دو چار ہوتی ہین
برچھیان دل کے پار ہوتی ہین

ان لوگون نے غلیظ و شدید قسمین کھائین اور عرض کی پیر و مرشد بلا تحقیق ہماری

نسبت گمان بد ہرگز ہرگز عائد ہو ہی نہین سکتا اور ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدمون پر نثار کرنے کو حاضر ہین۔ مین نے اسکے جواب مین کہا عزت و آبرو خداوند عالم کی بخشی ہوئی ہے ایسا نہ ہو خدانخواستہ سیاہی کا داغ تمھاری پیشانی پر نمایان ہو کر منتقل بہ نمکحرامی ہو جب انھون نے مخبر کو پوچھا مین نے بسبب یکدلی بے تکلف ان صاحبون کا نام بتا دیا اسدن سے آپس مین دشمنی کی بنا پڑ گئی اور پھر مرتے دم تک دشمنی نہ گئی آخر مین موافق ان کی عذر خواہی کے ان لوگون کی تقصیر سے درگذرا لیکن یوماً فیوماً میرے دلمین غم و الم ترقی پذیر ہوتا گیا افسوس مین نے تامل نہ کیا اور نہ اپنی آنکھون سے ان لوگون کی بدعنوانیان دیکھ لیتا

بیان بیجا شتر دوان۔ میر احمد علی اور گوہر علی مرثیہ خوان کا ملازم ہونا

اسی عرصہ مین میر احمد علی مرثیہ خوان اور ان کا منہ بولا بیٹا گوہر علی جو دہرپد گانے والون مین کمال رکھتے تھے میری سرکار مین ملازم ہوے گوہر علی نے علم موسیقی مین میرے شاگرد ہونے کی وجہ سے میری سرکار مین بہت کچھ رسوخ اور عزت و افتخار حاصل کیا اور اسکی صحبت شب و روز بڑھنے لگی یہان تک کہ خلوت و جلوت مین بھی اسکی روک ٹوک نہ تھی اور جو کچھ وہ چاہتا تھا بے تکلف عرض کرتا تھا اور قبول ہوتا تھا ایکدن اسنے ایک عرضداشت پریون کے حال مین لکھکر مجھے سنائی اسکا مضمون یہ تھا۔

جہان پرور سلامت۔ بعد عتبہ بوسی کے عرض پرداز ہون کہ پریون کا حال خانہ زاد کی آنکھون سے دیکھا نہین جاتا۔ امید وار ہون حضور عالی اس حال کو دریافت فرمانے مین تامل نہ فرمائین یقیناً پھر حضور پر حقیقت کل حالت منکشف ہو جائیگی۔ مجھکو فوراً غصہ آگیا کہ افسوس باوجود اسقدر عذر و معذرت کے پھر وہی حال ہے اندروا غ کہن از سر نو تازہ ہو گیا جیسا کہ اوپر لکھا ہے پریون

اور مصاحبون کی محفل مین جسمین گوہر علی بھی شامل تھا مین نے بہت لعنت ملامت کی لیکن اُن سب لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھے سرفراز پری اور حور پری نے عرض کی اگر کوئی شخص ہم لوگون کو حضور کا بدی خواہ دیکھے تو ہاتھ پکڑ کے حضور کو دکھا دے پھر ہم اپنی زبان نہ ہلائین اور اپنا قصور تسلیم کر لین جب تک حضور بچشم خود ہم لوگون کا حال مشاہدہ نہ فرمائین کسطرح یقین آسکتا ہی اگر کسی شخص کو ثابت کرنے کا دعویٰ ہو تو اسکو لازم ہے حضور کو معائنہ کرا دے مین خاموش رہگیا - آخر الامر گوہر علی کو اسی وجہ سے اپنی نوکری سے برطرف کیا کہ شاید یہ شخص جعلساز ہو لیکن میرا رنج و محن روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا - چنانچہ اسی زمانہ مین حضرت خلد مکان نے میرے حال زار پر نوازش فرمائی کہ دو دفعہ مین پھر اختلاج سے میرا قلب ہلاک کرتا تھا لیکن ایام شباب و موسم جوانی تھا اور دوسرے پریان مجھکو گانے بجانے مین معروف رکھتی تھین اس سبب سے اسکا زیادہ اثر نہ ہوتا تھا لیکن ہر وقت بیدل رہتا تھا کیونکہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے اپنا درد دل بیان کرتا - رفیق مرد اسطرح کے عورتین مونس ایسی - ماں باپ نافل اور حالات سے شرم آتی تھی -

ع

بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد

بلکہ اسی زمانہ مین اسقدر ناطاقت ہوگیا کہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور تھا نماز بھی بیٹھے بیٹھے پڑھتا تھا - تین مرتبہ ایسا بیمار ہوا کہ چھ مہینے تک اس سے نجات نہین ملی خدا رحم کرے ؎

بیان اٹھتروان معشوقۂ خاص پر عاشق ہو کر سرفراز پری کیطرف دل ہٹانا

جب سرفراز پری کی بیوفائیان حد سے گذرین تو میرے دل سے اسکی محبت کم ہونا شروع ہوئی لیکن مجھے کچھ ایسا غم لگ گیا تھا کہ مجنونانہ حرکتین کرتا تھا کبھی صحرا اور کبھی دریا کی طرف جاتا تھا طرح طرح کے خیالات گذرتے تھے اور ہمین

داغ بسینہ وہان سے واپس آتا تھا کبھی اس بیوفا کو یاد کرتا تھا کبھی اپنی صورت
آئینہ غم مین دیکھتا تھا ایک روز رشک پری میری دلی کیفیت سے آگاہ ہوکر
افسوس کرنے لگی در اصل اسنے میری بہت اطاعت کی خدا اسکو خوش رکھے وہ مجھ
سے کہنے لگی اے جان عالم قربان ہو جاؤن آپ کیون اسقدر رنجیدہ ہین میرا دل
تڑپتا ہے مین نے جواب دیا اے معشوقہ باوفا سرفراز پری کا تو تم حال دیکھتی ہو
مجھ سے کسقدر بیوفائی کرتی ہے اگر تمھین کچھ اس کے حال سے واقفیت ہو
تو مجھے آگاہ کرو تا میرے زخم دل کا مرہم بنے یہ سنکر اسنے قہقہہ مار کر کہا اتنی مدت
مین اس پرفریب عورت کے مکر سے بخوبی واقف ہون آپ کو رنج اپنے دل سے
دور کرنا چاہیے اور اپنی جان کو مثل گل تازہ رکھنا چاہیے اگر خدا کا فضل و
کرم شامل حال ہے تو آپ اسکی چالاکیان جو آپ کی فریب دہی کو ہوتی ہین
دکھاؤنگی مین نے اس سے کہا اے معشوقہ باوفا جو کچھ تمھین معلوم ہو اسی وقت تمام
سرگذشت مجھ سے بیان کرو چنانچہ معشوقہ موصوفہ نے بھی سرفراز پری کا وہی حال
بیوفائی مثل سابق کے بیان کیا مجھے اور زیادہ رنج و غم ہوا کہ یا الٰہی منہ پر تو اسقدر
شوریت اور غیبت مین اسقدر بیوفائی آخر اسی جلسہ مین ہر ایک کا حال استفسار
کرنا شروع کیا اسنے ایک ایک پری کا حال اپنی زبان سحر بیان سے بیان کیا اور
مین آئینہ کی طرح اسکے جمال جہانتاب اور تقریر پر تاثیر پر حیران تھا یہان تک
کہ سب پریون سے میرا دل ناراض ہوکر معشوقہ خاص کی طرف مائل ہوا اور
اپنی مونسہ و شفیقہ سمجھکر ہر ساعت و ہر لحظہ یہی داستان غم اس سے پوچھتا تھا وہ
کبھی اپنی رشک کی آگ مین جلتی تھی کبھی سرفراز پری اور دوسری پریون کے
رشک کی سبب مجھے جلاتی تھی مگر معشوقہ خاص کی محبت کا جادو روز بروز مجھے
زیادہ بسمل کرنے لگا اور مین اسکی ایک ایک نقطہ پر سو سو دل قربان کرتا تھا تھا

یہ ہے مین اسکا بلاگردان ہوگیا اور اس سے کہا دا اسراے معشوقہ خاص اگر یہ راز مجھپر منکشف ہوجائے اسی وقت سے تمھارا کلمہ پڑھنے لگون اُسنے اقرار کیا اور اسی روز سے ہر ایک کی فکر و جستجو مین رہتی تھی"

بیان انا سی - دلدار پری کی زبانی سرفراز پری کا حال سنکر اپنی ران پر گلدینا ایک روز دلدار پری نے عین اختلاط مین سرفراز پری کی بیوفائیون کا ذکر پھیر کر کہا اے جان عالم آپ کسقدر نادان ہین عورتین آپ پر سبقت لیجاتی ہین اور آپ انکی اطاعت مین غافل بیٹھے ہین براے خدا اس غفلت سے باز آئیے افسوس آپ کو اپنے گھر کا مطلق خیال نہین ہے در لاکھون روپیہ مفت برباد ہورہا ہی اگر آپ مجھسے محبت کرتے توکیون یہ حال ہوتا - آپ پر معشوقان جفا پیشہ کا کچھ اثر نہین ہے، فی الواقع دلدار پری عورت ہے مریم صفات، فرشتہ خو، کم گو، راست نما سبحان اللہ ایسی ایسی عورتین بھی پروردگار عالم نے پردہ دنیا پر پیدا کین، خلیق حسین خوش نہاد، پاک طینت، صاف باطن، پری نژاد، رشک شمشاد، سمن بر، رنگین ادا خوشخصال، ماہ تمثال، زہرہ جبین، خجستہ آئین، حور بدن، گلپیرہن، سیم تن، سرو چمن، آئینہ جبین، قمر طلعت، مہر ضیا، شمس الضحی، بدر الدجی، جس کے ایک ایک عشوہ و انداز پر میرا دل فدا ہوتا تھا اور اسکی ناز و شوخی میری رگ جان پر نشتر مارتی تھی، اسکے ابرو ہلال کی طرح کھنچے ہوے خمدار تھے اسکے لب شیرین کے سامنے طوطی کی گویائی کچھ حقیقت نہین رکھتی تھی، جب مین نے دیکھا ایسی حور نژاد عیسے میری طالب ہے بے اختیار قبول کیا، لیکن اس بیوفاے زمانہ کے عشق مین بھی سرشار تھا مثل اپنے اس شعر کے ؎

یکایک عشق کیا نکلے کہ شہر حسن مین گھر ہو
فراق اس رورح کو کیونکر گوارا ہو تو قالب کا

میرا سینہ سرفراز پری کے غم سے چولہے کی بھٹی کے مانند ہو گیا تھا ہر چند اسکی محبت روز بروز کم ہوتی جاتی تھی، لیکن اسکی رشک کی آگ دن بدن بھڑکتی جاتی تھی آخر ایک روز مین نے بہزار شکوہ شکایت اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا اے یار جانی اے معشوق لاثانی تو عبث مجھے مبتلائے آلام نہانی کرتی ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اپنے عشق مین میرا دل جلانا اور مجھ سے محبت نہ کرنا یہ تو کچھ اچھا کام نہین ہے تیری ان باتون سے مجھکو سخت صدمہ ہے اسقدر بیوفائی کو چھوڑ دے اور اپنے کیے سے باز آ ۔

پھر وہی شمع ہو تم پھر وہی پروانے ہم
پھر پری ہو وہی تم پھر وہی دیوانے ہم

اُسنے پھر اسی طرح سخت سخت قسمین کھا کر اپنی راست بازی و محبت کا یقین دلایا یہ باتین کرنے مین کبھی رونے لگتی تھی کبھی ہنسنے لگتی تھی کبھی کہتی تھی تم سے عاشق نہین خوب ہو تمھاری یہی سزا ہے، کبھی کسی پری کو پان دیتی تھی اور مجھے دیکھکر آنکھین چرالیتی تھی آخر ایک روز مین نے اس کے ہاتھ کی انگوٹھی لیکر اپنے تن ار پر گل کھانے کو تیار ہو گیا، جب صبح کو نماز کے واسطے بیدار ہو کر چولہے کی پر بیت الخلا کے لیے حقہ ہاتھ مین لیکر گیا تو چاہا اس انگوٹھی کو آگ مین ڈالدون اور گرم کر کے اپنے جسم پر رکھلون چونکہ وہ انگوٹھی اس بیوفا کے ہاتھ کی تھی یہ میرے دل نے قبول نہ کیا کہ اسے آگ مین ڈالون آخر انگوٹھی تو اپنے ہاتھ مین پہنے دی اور حقہ کی منال خوب گرم کر کے بائین ران مین آٹھ جگہ گل دیے جب بھی محبت کی آگ میرے دل سے کم نہین ہوئی ایک دن مین اسکے پاس گیا اور اُس سے کہا اے جفا کار ستم شعار دیکھ مین نے خود کو تیری محبت مین جلا لیا ہے یہ سنکر وہ بہت خفا کھلا کر ہنسی اور ران کے گلون کو خوب چوما چاٹا لیکن اسکی لاپروائی پہلے سے بدرجہا زیادہ

ہو گئی کسی طرح میرے حال زار پر رحم نہ آیا۔

بیان آٹھ ۔ سر فراز پری کا مضراب سے گل دینا اور میرا متحیر ہونا۔

تھوڑے دن بعد ایک روز اس بیوفا عربدہ جو عشوہ بر داز جفا کار ظلم شعار بدکیش نے جو اپنی صورت کی طرح مغرور تھی بصد ناز و ادا کہا اے جان عالم اسے غموں سے بیخبر کچھ تمہیں معلوم ہے مین نے مضراب کا گل اپنی ران پر کھایا ہی یہ سنکر مین زار زار رونے لگا جب دیکھا تو ٹھیک تھا مضراب کے گل سے اسکی تمام ران گل لالہ تھی مجکو بہت حیرت ہوئی کہ اسکے حالات تو ایسے ہین پھر اسکی محبت اسطرح کیونکر ہو سکتی ہے لیکن مین نے اسکو چوما اور اپنی آنکھین اس گل پر ملکر کہا یہ میری نقل ہے تو اُسنے جواب دیا یہ تمہارے گلون کے موافق گل نہین ہے بلکہ اس مصرعہ کے مطابق ہے ،، ع

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

مین یہ سنکر چپ ہو رہا اسکے بعد رشک پری اور دلدار پری کی زبانی معلوم ہوا یہ گل محض فریب دہی کے لیے کھایا ہی اور سچی محبت کی جانب تنقل کرتی ہی مین پھر دریاے تحیر مین غرق ہو گیا اور ہر مرتبہ اپنی پشت دست دانتون سے کاٹتا تھا آخر پھر اس بیوفا سے جاکر سوال کیا اے بمہر تو خواہ مخواہ یہ حال بناکر محبت کا نام لیتی ہے ، دغا پیشہ تیری جعلسازی ابھی تک نہین جاتی اُسنے ہنسکر کہا کوئی بکا اپنا جسم نہین جلاتا سواے عشق کے اسکے اس کلمہ سے بھی بوے عشق پیدا تھی پھر میرے دلپر چوٹ پڑی اور اپنا سر دروازے پر زور سے مارا اگر وہ مجھے نہ پکڑ لیتی تو میرے سر مین بہت چوٹ آتی الغرض اسی طرح شب و روز اسکے جعل و فریب اور عشق مین پریشان خاطر رہتا تھا اور اس امر کی جستجو مین تھا کسی طرح اسکا واقعی حال مجھپر ظاہر ہو جاے گا

بیان اکیاسی - دلدار پری کا ران پر انگوٹھی کا گل کھانا

چونکہ دلربا پری میری بحر محبت مین غرق تھی مین نے بھی اسکی ایسی اطاعت کی تھی
کہ بغیر اسکے کھانا تک نہین کھاتا تھا اکثر اسکے زانو پر سر رکھ کے سویا کرتا تھا جب مجھ
معشوقہ خاص اور سرفراز پری کے ساتھ محبت زیادہ ہوئی تھی تو اسکا بازار سرد پڑ گیا
تھا لیکن یہ اکثر دعوے محبت کرتی تھی ایک روز بصد گریہ وزاری مجھسے کہا کچھ تمہین
میرے حال کی بھی خبر ہے مین نے کہا مین خود ہی اپنے حال مین مبتلا ہون تمہارے
احوال کی مجھے کیا خبر اسنے جواب دیا اے سنگدل بیرحم ناحق شناس مین نے تمہارے
واسطے انگوٹھی کا گل کھایا تمہین مطلق خبر نہین لازم ہے تھوڑا سا مرہم برائے اندمال
زخم عنایت ہو جب مین نے دیکھا واقعی اس کی ران پر انگوٹھی کا گل موجود ہے تو
کہا افسوس یہ کیا کیا اسنے کہا خوب ہوا تم رنجیدہ نہ ہو لیکن خدا جانے کیا بات
تھی میرے اسکے درمیان بہت ذرا بھی محبت نہ تھی نہ اُسے میرا خیال تھا نہ مجھے
اس کا خیال تھا ؀

بیان بیاسی معشوقہ خاص اور سرفراز پری سے لڑائی ہو کر معشوقہ خاص کا اپنے گھر جانا پھر خود ہی واپس چلا آنا -

جب خبر رسانون نے سرفراز پری کو یہ خبر پہونچائی تو وہ سانپ کیطرح پیچ کھانیلگی
اور ہر ایک مخبر کی دشمن ہو گئی ہر محفل و مجلس مین نئے نئے افسون اور طعن و تشنیع
کرنے لگی جب میر اقبال نواب معشوقہ خاص کی طرف زیادہ مائل دیکھا اور مین بھی
عمدًا اسکے جلانے کو اسی کی روبرو معشوقہ خاص سے زیادہ ارتباط اور بیار اخلاص
کرتا تھا آخر اُسنے معشوقہ خاص سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا ایک روز ہشت مشت کی
نوبت آگئی اسکے جھونٹے اُسکے ہاتھ مین اُسکے جھونٹے اسکے ہاتھ مین دو پہر تک لڑائی
برقرار رہی مین نے دیکھا اسکی لاتون سے معشوقہ خاص زیر ہو گئی ہے تو بیتابانہ دوڑ کر

معشوقۂ خاص کا سینہ سپر ہو گیا اور سمجھا بجھا کر لڑائی موقوف کرائی لیکن معشوقۂ خاص نے اسیوقت میرے دست بگریبان ہو کر کہا کہ تم اپنی معشوقوں سے میری بے عزتی کراتے ہو مین ہرگز ہرگز تمہارے گھر مین نہ رہونگی ہر چند مین نے اسکی تسلی دلجوئی کی لیکن اُسنے غصہ کی حالت مین میری ایک بات نہ سنی آخر مین ناچار ہو گیا اور معشوقہ خاص کے فراق مین اپنا کلیجہ دونون ہاتھون سے تھام کر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر اسکے سوار ہونے کے واسطے سواری طلب کی یہان تک کہ وہ سوار ہوئی اور مین نے بے اختیار گریہ وزاری شروع کی ادہر تو والدین کا خوف ادھر معشوقہ اس کا عشق عجب بلا مین مبتلا ہو گیا ناگاہ ایک آدمی نے آکر عرض کی معشوقہ خاص مرغ خانے تک جاکر واپس آئی ہین اور اپنی استقامت کی جگہ کوٹھے پر چلی گئی ہین مین نے منعم حقیقی کا شکریہ کیا اور اسی وقت مثل گل خندان و شگفتہ ہو گیا۔

بیان تراسی معشوقہ خاص کے واپس آنے کی وجہ سے سرفراز پری کا سوار ہو کر اپنے گھر جانا اور پھر واپس آنا۔

جب معشوقہ خاص مراجعت کر کے میرے گھر مین داخل ہوئین تو مین نے دیکھا سرفراز پری نے اسیوقت سوار ہونے کا قصد کیا اور بے تابانہ دوسرے ارادے سے بڑے کنوین تک چلی گئی کہ خود کو اسمین گرادے لوگون نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیے مین نے بھی خود جا کر ہزار ہزار سمجھایا لیکن اسپر مطلق اثر نہ ہوا اور وہ اپنے گھر جانے پر مستعد ہو گئی یہ دیکھکر میرا حال دگرگون ہوا لیکن ضبط کر کے کہا اس سے کیا ہوگا

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

کیون تڑاتی ہو چلی جاؤ یہ سنکر وہ جفاکار سوار ہو کر چلی گئی مین نے یہان اسکی تصویر گلے مین ڈال کے خود کو ایک منزل مین بند کر دیا اور یقین کامل ہوا کہ یہ پہلے ہی سے بے وفا ہے اب مجھ تک کیون آنے لگی اور رونا شروع کیا کبھی مین اپنے تکون

کے زخم دیکھتا تھا کبھی اسکی تصویر کے منہ پر منہ رکھتا تھا اسی طرح چار گھنٹے گذر گئے ناگاہ کیا دیکھتا ہون وہ سامنے سے چلی آتی ہے مین نے بےتابانہ دوڑکر اسے گلے لگا لیا وہ بھی بغلگیر ہو کر رونے لگی مین پہر بہر تک فرط محبت سے عذر و معذرت کرتا رہا وہ کبھی ہنستی تھی کبھی روتی تھی معشوقہ خاص اس واقعہ سے بہت چراغ پا ہوئی اور اُسکے دلمین آتش رشک و حسد بھڑک اٹھی بقول شاعر ؎

دو نون طرح سے مشکل اللہ کی دوہائی
نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

بیان چورانوے۔ سلطان پری کی بیوفائی کا۔

چونکہ غیرون نے بسبب رشک سلطان پری کی طرف بھی بیوفائی و کج ادائی کا الزام لگایا تھا لیکن درحقیقت وہ میری شیفتہ و فریفتہ تھی جب یہ خبر اسکے کانون تک پہونچی تو وہ اسقدر روئی کہ دو تین روز مین از حد دبلی ہو گئی اور غم و غصہ کی وجہ سے کچھ نہ کھایا پیا آخر ضبط نہ کرسکی اور میری لاعلمی مین میری ولیعہدی کی مہر کا نگینہ گرم کرکے اپنی ران پر تین جگہ جلالیا کہ تمام مہر کے حروف ران کی کھال مین پیوست ہو گئے اور لنگڑاتی ہوئی میرے پاس آئی جب مین نے حال دریافت کیا تو وہ میری مہر میرے ہاتھ مین دے کر کہا اے جان عالم قربان ہو جاؤن تم نے مجھے بیوفاؤن کے زمرے مین شمار کیا تھا اب دیکھو میرے پاؤن کا کیا حال ہے جب مین نے دیکھا تو واقعی اسکی ران مین تین مقام پر مہر اتر گئی ہے اور میرے نام کے تمام حروف مثل آفتاب درخشان و تابان ہین مین شرمندہ ہو کر عذر کرنے لگا وہ میرے گلے سے چمٹ گئی اور اسکی طرف سے میرا دل بالکل صاف ہو گیا

بیان پچانوے۔ امداد بخش کا گھر دیکر عالم ہونا۔

اسی زمانے مین اُمن کی معرفت ایک مسماۃ امداد بخش جو کھوڑا بہت گا ناجانتی تھی

میرے گھر بیٹی راور دو یا تین ماہ بعد حاملہ ہو کر پردہ نشین ہوئی۔
بیان چھپاسٹھ۔ علی نقی خان بہادر کی معرفت حضور باغ کا آراستہ ہونا
چونکہ میرا دل اکثر صفائی پاکیزگی اور ایجاد مین یکتای زمانہ تھا اس بنا پر آراستگی
باغ کے لیے اور تیاری نہر جسین ایک کا نام چشمہ شیرین رکھا گیا اور دوسرا طرف جو
نہر ہے اسکا نام چشمہ فیض رکھا گیا ہے علی نقی خان کو مقرر معین کیا اور یہ نہایت نظم و
نسق کے ساتھ اس کی تیاری مین مشغول ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین اس
باغ اور دونون نہرون کو دلہن بنا کے میرے ملاحظہ سے گذرا مین نے باغ کا
نام حضور باغ اور نہرون مین ایک کا نام چشمہ شیرین اور دوسری کا نام چشمہ فیض
رکھا درحقیقت ایسا باغ اور نہرین اپنی راے وپسند کے موافق بجز اس سلطنت
کے کسی جگہ نہین دیکھین مکان علیحدہ علیحدہ ہر فصل وموسم کے مطابق ہین چنانچہ شہنشاہ
منزل جاڑون کے واسطے نہایت نہایت آرام سے اس مکان مین جاڑا بسر ہوسکتا
ہے یہ ایک مختصر سا مکان ہے جس کے درمیان مین چھوٹا سا حوض پانی سے بھرا ہوا ہے
اور نہایت آراستہ وپیراستہ ہے اور گرمیون کی فصل کے واسطے خاص مکان سے
بہتر کوئی مکان نہین ہے فی الحقیقت اس مقام پر خدا جانے کہان سے ہوا کا
کرہ آگیا ہے جب آفتاب کی طپش تیز ہو اور آدمی ماہی بے آب کیطرح مضطرب
ہون وہان جاکر فوراً تسکین ہوجاے اس مکان مین سنگ مرمر کا فرش ہے
سبحان اللہ برسات کی فصل کے واسطے فلک سیر سے بہتر کوئی مکان نہین ہے
یہ بنگلہ وسط حضور باغ مین تیار کیا گیا ہے یہان چھت گرنے کا خوف نہین ہے
اور اسقدر فرحت بخش ہے، ہر طرف سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آتی ہے جب اس
باغ کی آراستگی کی وجہ سے علی نقی خان مراحم وعنایات کے مستحق ہوے تو اپنی
طرف سے ایک شخص جس کا مسعود علی بیگ نام تھا لا کر اسے اس باغ کی داروغگی کا

خلعت دلوایا اس باغ کی نہر چشمہ شیرین چالیس گز کی ہے دوسری نہر چشمہ فیض
دس یا پندرہ گز کی ہے اسکے گرد فوارے نصب کیے گئے ہین اِن فوارون کی
آب فشانی سے بارش کا لطف آتا ہی جا بجا سفید سنگ مرمر کی چوکیان اور تصویرین
نہایت پر تکلف نصب ہین ہر چمن مین علحدہ علحدہ ایک قسم کے پھول ہین کیا
مجال جو گلاب کے چمن مین گل نسترن اور نسترن کے چمن مین گلاب ہو میوے
کے درخت جیسے نارنج، ترنج کے درخت کیا مجال جو مہندی کی روش سے زیادہ
بلند ہون، جگہ بجگہ چینی کے مرتبان اور پتھر کے ترشے ہوے گلدستے رکھے ہین
جہان پر بڑے درخت لگائے گئے ہین وہ اسقدر گنجان ہین کیا مجال جو پانی کا
ایک قطرہ بھی اسمین سے ٹپک سکے انکے نیچے برائے استراحت سنگ مرمر کی چوکیان
بچھائی ہین باغ کے ہر کونے مین سرو اور چنبیلی کے پودے لگائے گئے ہین جسطرح
اکثر مرقعون مین ہوتا ہی چمن کے کونے پر مہندی کی روش حفاظت کے لیے لکڑی
کا کٹھرہ لگایا گیا ہے، بڑے درختون مین خصوصًا شہتوت کا درخت اتنا بڑا ہے
کہ میری نظر سے نہین گذرا اسکے نیچے سنگ مرمر کا چبوترہ بنا یا ہے تاکہ وہان برسات
کے موسم مین نشست ہو سکے ہر جمعہ کو اس درخت کے نیچے پریون اور گانے والون
کا مجمع ہوتا ہے طائر خوش الحان اور مور اسی درخت پر بیٹھا کرتے ہین یہان
انھین شکار کرنے کی ممانعت ہے اِس سبب سے اسکو گوشہ عافیت کہتے ہین چونکہ
خان مذکور نے اس کار نمایان کے سبب سے الطاف و عنایت کے مستحق ہو کر
روز بروز امورات جزوی و کلی مین دخل دینا شروع کیا اور یہ بات داروغہ
میر محمد مہدی کے مزاج کے خلاف ہوئی اسوجہ سے وہ اِن کا درپے اور یہ اسکے
درپے تھے، چونکہ علی نقی خان کی چندیا پر بال کم تھے مین نے ایک روز مزاقًا کہا۔
نواب صاحب سر پر بالون کا کم ہونا وزارت کی علامت ہی انھون نے عرض کی

حضور کے تصدق مین یہ بھی ہو جائے گا یہ بات میرے دلمین چبھ گئی اور مین نے اپنے دلمین کہا ور نہ گنہگار مین نے جھوٹ نہین کہا ہے اگر تو چاہے گا تو اپنے وقت پر اس کلمہ کا حال بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔

بیان تماشگی میرے جوگی اور معشوقہ خاص نواب سکندر بیگم صاحبہ کے جوگن ہونے کی تیاری۔

اس زمانہ مین گانے والون کا مجمع پریون کا ہجوم میرے عشق کا ولولہ اور زمانہ شباب اسدرجہ پر تھا کہ دن کی رات، رات کا دن ہونا معلوم نہ ہوتا تھا خوش انداز گانے والے خوش رو بجانیوالون گانے بجانے کا شور ستار پکھاوج بجانے کی کثرت کا ہنگامہ میرے چار چار پانچ پانچ پہر تک طبلہ بجانے کی صدا آسمان تک پہونچتی تھی اور کوئی رنج و غم بجز معشوقون کے درد و الم نہ تھا معشوقون کو بھی سوا لہو لعب کے کوئی دوسرا کام نہ تھا بجز اسکے کہ عمدہ عمدہ کھانا کھا لینا نفیس نفیس پوشاک پہن لینا یا گانے بجانے مین مصروف رہنا خدا انکے فضل سے رنج و غم کا نام مثل عنقا کے تھا مین ہمیشہ شاہد عشرت سے ہم آغوش رہتا تھا، فلک کینہ جو انکے رشک و حسد سے حسرت کے آنسو ستارون کی آنکھون سے برساتا تھا، حورین میری انجمن عیش و عشرت کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتی تھین چارو نطرف گھٹائین گھری ہوئی تھین بوندیون کے موتی درختون کی پتیون کی اسیپیون پر لوٹ رہے تھے نسیم عنبر بو حضور باغ مین چارون طرف پھولون کی خوشبو پہنچا رہی تھی، عندلیبان غنچہ دہن طوطیان شیرین سخن گل سیوتی کی شاخون پر چہچہا رہی تھین نوعمر باغبان بیلچے ہاتھون مین لیے ہوئے تختون کی آراستگی مین مصروف تھے علی الخصوص گرندے کے درخت جو سر سے پانون تک پتیون اور پھلون مین لدے ہوئے تھے اور سرخ سرخ پھل سبز سبز پتیون سے اپنا جلوہ دکھا رہے تھے

گلاب کے تختون پر بھی کیا خوب آب و تاب تھی درخت کی شاخون
اور پتیون کی کثرت کا عجب حساب رکھا تھا چھوٹی چھوٹی شاخین سر تا سر
پتیون سے لدی ہوئی نارنگی ہزارہ کے درختون سے تمام چمن مین
آگ سی لگی ہوئی تھی کمرکھ کے درختون کا سایہ ظاہر کر رہا تھا جیسے سبز خیمہ باغ مین کھنچے
ہوئے ہین اس باغ کے نو ایجاد چمنون مین سے ہر ایک مین ہزار ہزار درخت
اعجوبہ روزگار لگائے تھے جو ایک دوسرے سے جدا یگانہ تھا، علاوہ ان کے
ایک چمن مین بالکل ناشپاتی کے درخت لگائے تھے، ایک مین بالکل سیب
کے درخت لگائے تھے جو معشوقون کے سیب زنخدان کو رشک کا داغ دیتے
تھے، ایک چمن مطلق شفتالو کے درختون کا تھا جس کے سامنے شیرین لبون
کی آفتابی رخسارون کا بوسہ ہیچ تھا خاص کر ایک چمن کروندون کا تھا جسکے
پھل مثل معشوقون کے سیب زنخدان کی سفیدی اور سرخی سے دو رنگی کا جلوہ
دکھاتے تھے ایک چمن امرود کا اور ایک نارنج ہزارہ کا تھا ایک نارنج ولایتی اور
ایک شریفہ کا تھا جو معشوقون کے مستی آلودہ دانتون کے بوسہ کی شیرینی پر شرف
لیجاتا تھا تعجب یہ ہے کہ جملہ درخت باوجود مثل تاڑ کے تھے مگر ایک گز سے زیادہ
بلند نہ تھے اور مہندی کی روش بھی نہایت خوش اسلوبی سے چمنون کے گرداگرد
لگائی گئی تھی ایک چمن سانونی کے پھولون سے بھرا ہوا تھا ایک چمن گل سیوتی کا
تھا اسی طرح ایک نسترن کا جس کے سفید رنگ کے پھول سبز سبز پتیون اور
شاخون مین آسمان کے تارون کی رعونت نیچے ڈالتے تھے ایک تختہ چنبیلی کا تھا مثل
عشاق کے شکستہ رنگین کے ایک چمن گل داؤدی کا جسکی زردی اور سفیدی
مثل آفتاب اور مہتاب کے سایے کے جلوہ دکھا رہی تھی تمام باغ کے گرداگرد

ایک ہموار روش تھی جسپر تین بگھیان برابر گذر سکتی تھین اسکے دونون طرف کیلے کے درخت جو مثل بقرار مشتاقون کے اپنے بڑے بڑے پتون کے ہاتھ ایک دوسرے کی آغوش مین ڈالے ہوئے تھی اور اس روش پر اسطرح سایہ کرلیا تھا کہ اسکا نام ٹھنڈی سڑک پڑگیا خلاصہ یہ کیلے کے درختون کے پتون کے جھنڈ اسطرح آپس مین ملے ہوے تھے کہ انمین دھوپ کا بالکل گذر نہ تھا اور اسکے نیچے مین بیٹھا ہوا اس یار گلعذار کے فراق مین اپنے دل پر داغ لورشک لالہ زار بنائے ہوئے تھا اور مثنوی افسانہ عشق جو میری تصنیفات مین سے ہے میرے ہاتھ مین تھی یکایک جنون کے ولولے نے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجنون کیطرح عریانی مرغوب طبع ہوئی کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور اسی حالت مین آئینہ دل کے جنون کو پر گرد وغبار اور جگر کو داغدار کو لالہ کی بہار کا رشک دینے والا بناکر سب کے سامنے نکلا سامان جو گیانہ گلہائے چمن کا رشک دینے والا جسم مین تھا جو داغہائے عنابی سراسر آراستہ تھا موتیون کی خاک مثل سفیدی صبح صادق کے آفتاب رخ پر لگی ہوئی تھی اور سیلی جوگیانہ جو شعاع آفتاب پر طمانچہ زن تھی مع موتیون کے کنٹھے کے گلے مین تھی اور معشوقہ خاص نواب سکندر محل کا ہاتھ جو جوگن بنی تھین میری بغل مین تھا اور میر النعرہ ہوا تھا سبز رنگ کی بنارسی چادرون کی کاتیان جسم مین لپیٹی ہوئی اور جلے ہوے معطر موتیون کی خاک چہرہ پر ملے ہوے بال پریشان کیے ہوے جس کی خوشبو سے ہرلے باغ کا دامن معطر تھا گوشوارے اور موتیون کی لڑیان چاندسے رخ پر چارون طرف پڑی ہوئی مثل ماہ دو پڑین کے جوگن کے ہاتھ مین ہاتھ گویا باغ حسن کی بہار دو چمنون پر سایہ ڈالے ہوے تھی اس محفل سرور کے حاضرین کیا مصاحب کیا ملازم کیا ارباب نشاط سب پر نشہ سرور نے ایسا اثر کیا دفعتاً از خود رفتہ ہو کر سبھون نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے

اور اسی حالت مین تمام ساز کیا ستارہ کو ارباب کیا سارنگی کیا مردنگین طبلے سبھون نے بلا اتفاق بجانا شروع کیے خوش آواز گانے والون نے اپنے نغمون کی صدا تا بفلک پہونچا دی جو لوگ وہان موجود تھے شدت سرور سے نقش بدیوار ہوگئے ہر ایک کی زلف حواس پریشان تھی محفل کے رنگ نے کسی کے ہوش باقی نہین رکھے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو روتی نہ رہی تھی اور کوئی دل ایسا نظر آتا تھا جس سے حالت اضطرار مین بیتابی نہ ظاہر ہوتی ہو جوگی نے دوپٹہ زرنگار چنپئی مصالحہ دار اپنی کمر مین لپیٹا جس کے جلوہ حسن سے ایک تجلی ظاہر ہونے لگی جسوقت دوپٹے کی گرہ کمر مین لگائی تو کمر کی باریکی نے جو نظر آئی اس سے بھی سو درجہ زیادہ باریک تھی اشاء اللہ چشم بد دور سینہ اور شانون کی نیاری نے دونا کر دیا رانون کی نیاری مثل سرو کے بلوری تنہ سے جلوہ گر تھی بس جوگی دونون جوگنون کے ہاتھ ہاتھ مین لیے ہوئے اس محفل سے جہان ایک ہنگامہ مچ رہا تھا بسرعت تمام گذر گیا اور ہر شخص جو ہمراہ تھا اپنے آپ مین نہ تھا جو سامنے آیا ہوش باختہ ہوگیا ہر مرد و زن پر حالت خود رفتگی طاری تھی ہر در و دیوار قصر و بام بلندی درخت بلکہ دیکھنے والون کی نظر مین گویا عورت با جسم زار معلوم ہوتی تھی، ہر گلی و مکان ہر سمت و گوشہ جہان تک نگاہ کام کرتی تھی عورتون کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا، تمام باغ پرستان نظر آتا تھا، انیس الدولہ بہادر اور رضی الدولہ بہادر جو باغ کے دروازے پر آئے اس عجیب تماشے کو چشم حیرت سے دیکھکر بیخود و متحیر ہوگئے - اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے بدن نہ چہرے پر خاک ملی اور تمامت باندھ کر بیابان جو گیانہ آراستہ کرکے باچشم گریان دل بریان قلب بیتاب پر ایک حالت طاری آنکھون سے آنسو بہتے ہوئے جیو ہاتھون مین لے کر دیئے یہان تک کہ جوگی کے قریب پہنچکر دیکھا کہ راگ و رنگ ہوا سے برس رہا ہے جو دیکھتا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ یہ ایک پرستانی طلسم ہے پھر دن

باقی تھا کہ سب اسی حالت بیخودی مین باغ کے ایک سرے کی طرف قریب شام ہو نکلکر بیٹھے جادو آواز مغنیون نے خیال (زنا کرسانولاے یاری مین جوگن ہوئی ہے) اہمیر کی راگنی اور جنگلے مین گانا بجانا شروع کیا اور خوب ہی گاے بجاے پھر جوگی ستون کی طرح بیراگن پر تکیہ لگا کر دہنا پیر بائین ران پر رکھکر مثل دیرون کے بلکہ شیر مست کی مانند بیٹھا، ران اور سینہ کی پہلوانی تیاری شانون کی سڈول رخسارون کی چمک کیا بیان کیجاے جو دیکھتا تھا بیخود ہو جاتا تھا دونون جوگنین جو انگور کے درخت کے پاس رقص مین مصروف تھین ایسی ناچی گائین کہ گانے بجانے ناچنے اور دیکھنے والے سب از خود رفتہ و بیقرار ہو کر مصروف اشکباری تھے ایسا سمان بندھا ہوا تھا کسی مین ہوش و حواس باقی نہ تھے، شام کو جب آفتاب غروب ہو کر چاند نکل آیا حضرت جوگی نے بے اختیار اپنی نشست گاہ سے اٹھکر مع اس سامان پر فضا کے رفعت منزل مین بالاے نہر قیام کیا مہتابین روشن ہو گئین انار گھن چکر ستارے پھول ہوائی چرخی وغیرہ آتشبازی چھوٹنے لگی سامان برات کا سا معلوم ہونے لگا، ہر شخص کے دلمین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسی طرح حضرت جوگی کا جلوہ دیکھنا چاہیئے جو اس برات کا دولہ ہے تاکہ آنکھون کو زیادہ حظ حاصل ہو۔ ایک گھڑی رات گذری تھی کہ حضرت جوگی پر کنھیا کی حالت طاری ہوئی جس کی پہلی جھانکی یا جھلک کی یہ ادا تھی، دوپٹہ جنبی زرنگار مصالحہ دار لپٹا ہوا بغل کے نیچے سے لٹکتا ہوا داہنا ہاتھ سر پر رکھا ہوا بایان ہاتھ خم کیا ہوا کمر پر ایک آنچل دوپٹہ کا منہ پر پڑا ہوا چونکہ دوپٹہ شبنم سے بھی زیادہ مہین تھا، جوگی کے بھولے بھولے رخسارے اُسمین سے نمایان تھے جس سے دیکھنے والون کا دل ہاتھ سے جاتا رہا دوسری جھانکی یا جھلک اسکے برعکس تھی ایک سرا دوپٹہ کا داہنی جانب بغل سے لٹکتا ہوا بایان ہاتھ خم کیا ہوا سر پر داہنا ہاتھ خم کیا ہوا کمر پر ایک سرا

دوپٹہ کا اسی طرح رخسارے پر جو رشک مہتاب تھا اور اُس سے جلوہ رخ نمایان جس سے شمع فانوس مثل تصویر کے آئینہ حیرت بنگئی تھی اسی طرح طرح طرح کے جلوے نہایت خوبی سے اسطرح جلوہ نما ہوے کہ دیکھنے والون پر حالت خود رفتگی طاری ہوگئی جب جلسہ کا رنگ حد کمال تک پہونچ چکا حسینان پری پیکر نے ناچنا گانا شروع کیا اور آدھی رات گذر گئی جہان کا رنگ بدل گیا۔ مجلس برخاست ہوئی حیرت جاتی رہی دلون سے شعلے اُٹھنے لگے مہتاب نے اپنا رنگ جمایا، ستارون نے اپنی آنکھین حیرت سے بند کرلین اب جو آنکھین کھولین تو آسمان نے دوسرا چکر کھایا تھا سچ ہے جہان کی نیرنگی ہمیشہ زمانے کا نیا رنگ بدلتی ہے کوئی حسب خاطر دم نہین مار سکتا چونکہ یہ رنگ طبع نوایجاد کو بہت پسند آیا ہر سال ساون کے مہینے مین کئی سال تک یہی رنگ ہوتا رہا اور ہر مرتبہ نیا ہی رنگ مہیا تھا"

بیان اٹھاسی ۔ گولہ گنج چھوٹے صاحب طوائف کے مکان جانا۔

ایک روز کا ذکر ہے مین پری خانے مین بیٹھا ہوا تھا، چھوٹے خان غلام رضا خان میری حضوری مین حضوری کا شرف رکھتے تھے نجم النسا بیگم مرحوم اور دوسری پریان رقص و سرود کی تعلیم لے رہی تھین ناگاہ آسمان پر ابر سیاہ نے گھر کر تمام عالم کا محاصرہ کرلیا اور ایسا تیرہ و تاریک کر دیا کہ اس سیاہی سے شب دیجور رشک کرتی تھی اسکے دیکھنے سے آدمیون کے روئین کھڑے ہو جاتے تھے اور تمام جسم مین لرزہ پڑ جاتا تھا، آسمان کی سیاہی سے آنکھین مچی اور دل پر اختلاج طاری ہوتا تھا! غلام رضا اور چھوٹے خان نے بر سبیل ذکر بیان کیا کہ ایک عورت چھوٹے صاحب کی گولہ گنج مین ہے جس کی صورت نہایت ہی پیاری ہے ڈیل ڈول بھی مناسب ہے مین نے فوراً اشارہ کیا ہم تم سب ملکر اسی وقت بطور تفریح اُسطرف

چلین۔ غلام رضا اور چھوٹے خان نے عرض کی پیر و مرشد ملاحظہ فرمائین بوجہ
تاریکی شب اسوقت پہنچنے مین دل بسمل کی طرح تڑپتا اور پریشان ہے اسوقت
جانا مناسب نہین مین نے ارشاد فرمایا تم بڑے بزدل ہو انھون نے ناچار عرض
کی بسم اللہ ہم دل و جان سے حاضر ہین اسی وقت تمام محفل جنھین میری حضوری
کا شرف حاصل تھا رخصت ہوئے، غلام رضا خان۔ چھوٹے خان۔ نجم النساء عرف
مع پریون اور بیگمون کے اس محفل مین حاضر رہین مین محل مین داخل ہوا پھر وہان
سے دوسری راہ سے پریخانہ مین نزول اجلال فرماکر چوڑی دار تنگ پائجامہ اور
انگرکھا بالائے جبین کا پہنکر چادر لے کر ڈیڑھ گرہ کمر مین لگائی طپنچہ کی جوڑی زیب
کمر کرکے اسکا جھرمٹ لضعف سر اور منہ پر ڈالکر دو پلی ٹوپی سادی کامدانی کی پہنی کہ
ایک گوشہ بھوؤن کا اسمین چھپا ہوا تھا تلوار بغل مین دابکے داروغہ نجم النساء
مرحومہ سے کہا میرے جانے سے کوئی آگاہ نہ ہو پس پری خانہ کی راہ سے اندھیری
رات مین کھڑکی سے تنگ گلی مین پہونچے جو خطرناک مقام کی یاد دلاتی تھی پس
دونون ہمراہیون نے عرض کی اس گلی کا بھیانک پن دیکھنے کے قابل ہے اور
رواگی عجب سامان کی تلوار ہاتھ مین انھین تذکرون مین مقام مقصود تک
پہونچے جو چھوٹے صاحب کی منزل کہلاتی ہے زینہ پر قدم رکھکر دو تین زینے
طے کیے تھے اور وہ دونون ہمراہ تھے کہ میری آمد آمد کی خبر وہان پہونچ گئی،
اس مطلوبہ مکان مین ہجوم عام تھا بہت سے جوانان نوخیز ہر کار سے شرارت
انگیز وہان جمع تھے لیکن میرے دبدبہ و اقبال سے کسی کو دم مارنے کی مجال نہوئی
اور اسجگہ ٹھیرنے کی تاب نہ لاکر خود بخود دوسرے زینے سے نیچے چلے گئے جو مین
ہم اس مقام پر پہونچکر کرسیون پر بیٹھے کہ دونون ہمراہیون نے آنکے ساتھ اس
عورت سے کہا دیکھ کہ رسالہ دار ہی صاحب ہین اُس آفت جان نے جو جلوہ جمال

دیکھا ہزار جان سے فریفتہ ہوگئی عطردان کھولکر میرے عطر ملا پان کی گلوریان اپنے ہاتھ سے بنا کر مجھے کھلائین مین نے ایک چالاک تماش بین کی طرح اُسکی نظر بچا کر وہ پان جو اسنے میرے منہ مین دیا تھا منہ ہی سے نکالکر چھوٹو خان کے ہاتھ مین دیا اُسنے دوسرا پان خاصدان سے نکالکر مجھے کھلا دیا اسکی بعد بایان بانگ کراپنی بانسری بجانیگی اور اپنی تصنیف کی ہوئی غزل جھنجھوٹی مین گانا شروع کیا اسپر ایک حالت طاری ہوگئی کہ وہ اپنے آپ مین نہ رہی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اظہار عشق کرنے لگی، لیکن اسطرف تساہل اور اغماض تھا، اسکے گھر مین موتی نامے بلی تھی مین اُس سے اختلاط کرنے لگا ہر چند اسطرف کمال بے تکلفی کا اختلاط مد نظر تھا مگر وہ نہایت منت و خوشامد سے کام لے رہی تھی اسوقت ایک پہر سے زیادہ رات نہین گذری تھی لیکن مین نے مصلحتًا دونون ہمراہیون سے کان مین کہا جلد ہی میرے لیے چلنے کا کوئی مضمون تراشو جب یہ کلام اُن دونون نے سنا تو دونون طرف سے میرے ہاتھ پکڑکے اُٹھایا جب رخصت کا وقت ہوا تو وہ دلبر دلدادہ بھی روتی ہوئی بادل بریان اٹھی اور جنبی مصالحہ دار دوپٹہ اپنے سر سے اتار کر میری کمر مین لپیٹا اور ایک انگوٹھی اپنی ہاتھ کی دیکر کہا خیر اسوقت تو آپ میرے دل کا خون کرکے جاتے ہین لیکن جاہیے پھر، مصرعہ

باشد کہ باز بینم آن ترک آشنا را

مین ہنوز بالاخانے پر تھا کہ عمر خان تھانے دار نے نیچے سر بازار آکر نے اور قرنا کی آواز سے اپنے آنے کی خبر کی لیکن اس عورت نے اسکو بلطائف الحیل یہ کہکر ٹالدیا یہان کوئی نہین ہے دروازے مین قفل دیدیا ہے یہان سے جاؤ جب مین زینے سے نیچے اترا ناگاہ بخش علی کی سواری میرے سامنے آگئی مین نے بڑی چستی سے خود کو ایک دوکان مین چھپا دیا کہ میرے ہمراہی بھی

حیران ہو کر رہگئے جب بخش علیخان کی سواری نکل گئی مین دوکان سے نکل کے
روانہ ہوا جب گولہ گنج کے چوراہے پر پہنچا تو دیکھا طلایہ نے اور قرنے کا شور کرتا
ہوا میرے قریب پہونچگیا ہے اوسوقت مین کمر مین تلوار باندھنے کی سخت مانعت تھی
یہان تک کہ رونده گئے آدمی اس جوان رعنا کو شمشیر ہاتھ مین لیے ہوئی دیکھکر داہنے
بائین ہوگئے اور ان کے درمیان سے گذرنے کا اتفاق ہوا القصہ بعد ان
باتون کے مع الخیر سب داخل پریخانہ ہوے چونکہ اندھیری رات تھی اور مجھے تمام
رات کو جہ گردی مین گذری تھی بے تکلف پلنگ پر لیٹ رہا اور سفید دولائی
اوڑھکر غافل سو گیا معمولی عورتین اور خواہین حسب دستور پلنگ کے نیچے پائنی
کی طرف بیٹھکر پاؤن ملنے لگین درحقیقت اس زمانہ مین والد ماجد کی مانعت پر
اسقدر دلاوری کرنا سخت کام تھا"

بیان نوواسی۔ کسی عورت کا چھوٹے خان کو چھوڑ کر مجھپر فریفتہ ہونا۔
ایک روز وزیر منزل جو مصاحبون کے تحت مین تھی اور انکی زیادہ نشست ہونے
کی وجہ سے وزیر منزل نام رکھا گیا تھا۔ جو عقب شہنشاہ منزل سنبھل کے درخت
کے قریب روبروے قبر شہیدی واقع ہے آراستہ کی تھی میرے چھوٹے خان کے
درمیان مین شرط ہوئی تھی ہم لوگون کی خوبصورتی کے امتحان کے واسطے ایک
عورت بلانا چاہیے اس زمانہ مین چھوٹے خان مصاحب خاص بھی قتل عنم پر
عشوہ و ادا تھا اس سبب سے اپنی صورت پر مغرور تھا اُسنے عرض کی پیرو مرشد
مجھپر بھی ہزارون عورتین مرتی ہین جناب والا مجھ سے ہرگز مقابلہ نفرمائین مین
ایک انداز مین اسکو اپنے خنجر ابرو کا مجروح بنا لونگا ناحق جناب والا طلب فرماتے
ہین آخر اسکی عرض قبول نہوئی اور یہ تدبیر ہوئی کہ ایسی عورت بلانا چاہیے کہ
جو ہماری تمھاری صورت سے واقف نہو اور کبھی کسی جلسہ یا محفل مین بھی

نہ دیکھا ہو آخر ایک خوبصورت خوبرو عورت بلائی گئی چھوٹے خان نے شکل دولھا
آراستہ ہو کر دو پلی ٹوپی بانکی سر پر رکھی بابر لوٹ کا پر زر مصالحہ دار انگرکھا اور
زر دوزی بڑا پائجامہ پانوں مین پہنکر عطر مجموعہ ملا بالون مین خوشبودار تیل لگایا
پان وغیرہ کھاکر خود کو مالک مکان قرار دے کر اس عورت کو بلایا اور مجھ سے
پوشیدہ اُس عورت سے رابطہ محبت پیدا کیا مین نے اس سے کہا تم پہلے ہر
طرح اُسے اپنی کمند زلف مین اسیر کرلو جب وہ بخوبی تمہاری عاشق و مبتلا ہو جائیگی
اسوقت مین خود کو ظاہر کرونگا شرط کے مطابق پہلے اسنے تپاک کرنا شروع کیا
یہان تک کہ وہ عورت بخوبی تمام چھوٹے خان کی طرف مائل ہو گئی بلکہ اسکی اسطرح
شیفتہ و فریفتہ ہو گئی جیسے معمولی کسبیون کا طریقہ ہوتا ہے اسوقت مین صرف سپید چادر
اوڑھکر اور سادی دو پلی ٹوپی سر پر رکھا اسکے سامنے آیا چونکہ رات تھی مین نے
دیکھا نہایت اختلاط کے ساتھ چھوٹے خان اُس سے باتون مین مشغول ہے مین نے
اپنے آنے کے وقت خود کو چھوٹے خان کا دوست قرار دیکر سلام علیکم کی آواز
دی چھوٹے خان نے بھی وعلیکم السلام جواب دیا اور مجھ سے نہایت خاطر داری
کے ساتھ کہا جناب والا کہان تشریف رکھتے تھے آیئے یہان بیٹھیے مین نے
جواب دیا چند روز سے مین تمہاری ملاقات کا ارادہ رکھتا تھا خدا کا شکر ہے
آج ملاقات ہو گئی دو تین روز اس شہر مین قیام کر کے شاہجہان آباد چلا جاونگا
فقط تمہاری ملاقات کو آیا ہون اُس نے کہا اچھا کیا اس عرصہ مین مین نے
دیکھا وہ عورت یا تو چھوٹے خان کی طرف مائل تھی یا ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے
چراغ کی بتی بڑھانے لگی جو میری سامنے رکھا تھا اور مجھ سے تھوڑی تھوڑی
چشمک زنی شروع کی اور پاندان کھولکر دو پان مصالحہ دار بنا کے ایک
چھوٹے خان اور دوسرا چھوٹے خان کی پشت کی جانب سے مجھے دیا مین نے اسکی یہ

یہ حرکت پوشیدہ نہ کی بلکہ چھوٹے خان کے ظاہر مین وہ بان لیا یہ اعلان اُسپر ناگوار گذرا پھر اُسنے چھوٹے خان کی پشت کی جانب سے میرے پانوئن پر ناخن مارنا شروع کیے مین نے اس امر کی چھوٹے خان سے شکایت کی کہ دیکھو تمھاری عورت مجھے رسوا کرے گی تم منع کرو اس کلمہ کو سنکر وہ یا تو چھوٹے خان کے پہلو مین بیٹھی تھی یا وہان سے اُٹھکر میرے پہلو مین آکر بیٹھ گئی چھوٹے خان نے تجاہل عارفانہ کرکے اسپر غصہ کیا کہ اے نامعقول تو میرے پاس یہان آئی ہے تجھے دوسرے سے کیا کام اس اثنا مین مینے ستار بجانا شروع کیا اور اسنے واہ واہ کا آغاز کیا آخر یہان تک کہ نوبت پہونچی کہ اس عورت نے چھوٹے خان کا دیا ہوا روپیہ جسقدر تھا زمین پر پھینکدیا اور کہا مجھے اتنی رات تمھارے یہان بسر کرنا دشوار ہے یہ کلام سنکر چھوٹے خان کو نہایت غصہ آیا غلام رضا خان وغیرہ مصاحبان خاص جو اسجگہ خفیہ موجود تھے انھون نے اس عورت اور چھوٹے خان کا غل و شور بخوبی سنا کہ وہ گھر جانے پر آمادہ ہے اور چھوٹے خان روکتا ہے لیکن وہ نہین مانتی بڑی مشکلون سے رات بھر یہان مقیم رہنے پر رضامند ہوئی لیکن مجھ سے کہا تم اپنے مکان کا پتہ بتادو انشاءاللہ کل مین تمھارے مکان پر آؤن گی مین نے کہا مین کل شاہجہان آباد چلا جاؤن گا یہ کہکر اپنی خوابگاہ مین جاکر سو رہا صبح کو سُنا کہ اسنے سخت ناراضگی سے رات بسر کی اور صاف صاف چھوٹے خان سے اُسنے کہدیا مین تمھاری رہنی نہین ہون"

بیان نوئے داروغہ امراؤ بیگم کا ملازم ہونا

جب داروغہ نجم النساء بیگم نے وفات پائی تو اندر کے کامون کے انصرام کیواسطے امراؤ بیگم کو داروغہ میر محمد مہدی نے اندرون محل کی داروغگی کا خلعت دلوایا مین نے میر محمد مہدی کی خاطر سے اُسے ملازم رکھا لیکن اسوقت تک میری طبیعت کبھی اس سے

نہیں لی داروغہ مذکورہ قدسیہ محل مرحوم جو نصیر الدین حیدر کے محلوں مین سے تھین اور اُن کے بھائی حسین بیگ اور وفا بیگ کی بہن تھین جنھون نے اکثر مجھ سے محبت کرنا چاہی لیکن انکا کوئی افسون کارگر نہ ہوا بلکہ اکثر چار پانچ پانچ گھڑی میری بلا گردان ہوا کرتی تھین اور ہزارون فریب و جعلسازی سے اپنی کمند زلف میرے گلے مین ڈالنا چاہتی تھین، مگر مین ان کی زلف کے دام مین گرفتار نہ ہوا۔ بلکہ میرے ان کے درمیان مین ایک روز متعہ کی لفظ آئی تھی مگر متعہ نہیں ہوا یہ ابھی تک بدلے نام اپنی خدمت پر سرفراز ہین اور انکا کاروبار متعلقہ جان نثار سرکار حضور ولی عہد بہادر کرنیل حاجی محمد شریف علیخان کرتا ہی وہ محض بیکار ہین یہ ایک جسیم سُرخ و سفید رنگ بھاری چہرہ لمبے ہاتھ پاؤن، بتیس برس یا اس سے کچھ زیادہ سن کی عورت ہین لیکن مین نے کبھی ان سے محبت کا رنج بھی نہیں کیا۔"

بیان اکانوے[۹۱] - داروغہ میر محمد مہدی کا خلعت اور خطاب پانا

اسی عرصہ مین میر محمد مہدی کو خلعت دیا گیا اور امیر الامیر مرزا مہدی صاحب کے خطاب سے سرفراز و ممتاز ہوے انھون نے ایک آدمی منشی جعفر علی کو اپنی نیابت کا خلعت دلوایا اور چھوٹے خان کو کوہ لخانے کی داروغگی کا خلعت دیا گیا شیخ محمد بخش انکی پیشدستی کی خدمت پر سرفراز ہوا غلام رضا خان کو خلعت عمارت عطا ہوا ان کی پیشدستی کاشی رام کو ملی، محمد معتمد علیخان کو خزانہ ولیعہدی کی داروغگی کا خلعت ملا۔ اور حسین علی بیگ کو محمد معتمد علیخان کے وسیلے سے شہنشاہ باغ قصر الخاقان۔ جہان نما کی داروغگی عطا ہوئی۔"

مسعود علی بیگ کو علی نقی خان کے وسیلے سے حضور باغ مبارک باغ کی داروغگی مرحمت ہوئی چھوٹے خان کو بھی مع مکاندار کے اہتمام کے خاص مکان

کی داروغگی کا خلعت دیا گیا۔ثابت علیخان کو مکان براس منزل۔مکان عاشقان پسند۔مکان معشوق پسند۔مکان محبوبان پسند۔قصر السلطان۔وغیرہ کی داروغگی کا خلعت مع نئے مکاندارون کے اہتمام اور نگاہداشت کے عطا کیا گیا اسکے علاوہ ثابت علی خان غلام رضا خان محمد معتمد علیخان کو سکندر باغ کی تیاری کا خلعت دیا گیا فی الواقع یہ باغ جو رشک بہشت تیار ہوا ہے اور بعد تیاری نواب سکندر بیگم صاحبہ کو عنایت کیا گیا جو ان کی حیات تک ان کے قبضہ اور تصرف مین رہا چونکہ انکا کوئی وارث نہ تھا اس سبب سے ان کے انتقال کے بعد پھر سرکار کے قبضہ مین آگیا۔غلام رضا خان محمد معتمد علیخان ثابت علیخان کاشی رام کو سکندر باغ کی تیاری کا خلعت دیا گیا تو ایک ایک طرف ایک ایک شخص نے اپنے اپنے اہتمام سے تیار کیا تھا اس سبب سے ایک سال کی مدت مین تیار ہو گیا، ورنہ سات آٹھ برس مین بھی تیار ہونا ناممکن تھا پانچ لاکھ روپیہ اسکی تیاری مین صرف ہوا لیکن بہت ہی خوب عمدہ اور تحفہ بنگلے تیار ہوا اسمین ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو اس قطعہ مکان کے وسط مین واقع ہوئی ہے اور سب علامات مسجد موجود ہین، باہر کی طرف سے اسکے مینار بھی دکھائی دیتے ہین اور قطعہ مکان مین کوئی فرق بھی نہین پڑا، سبحان اللہ اسکا دروازہ ایسا عالی شان ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا مکان سے لب دریا تک ایک نئی سڑک بنوائی ہے اگر کوئی شخص مکان کے اوپر سیر و تماشا مین مصروف ہوتا ہے تو دریا نزدیک سے معلوم ہوتا ہے اور اس سڑک کے دونون جانب باغ کے درخت پھلے ہوے نصب ہین سبحان اللہ معلوم ہوتا ہے جیسے یہ سڑک کے واسطے لگائے گئے ہین سڑک کا عرض اتنا ہے کہ تین بگھیان برابر برابر بلا تکلف گذر سکتی ہین اور پھر بھی سڑک کے دونون پہلوؤن مین ایک ایک گز جگہ خالی پڑی رہتی ہے۔!

بیان بانوے۔ رہس دھاری کی تیاری

ایک روز باغبان حقیقی نے فرش گل لالہ بچھائے تھے اور خلقت کے دل فرحت خوشی سے رشک لالہ زار بنائے تھے وہ ایسا دن تھا جس کی مثال شب عقد بھی نہین ہوسکتی اور پھولون کی خوشبو نے حضور باغ کو ہر چہار سمت سے معطر کیا تھا مین نے ناچ گانے کی صحبت سے فلک سیر کو زینت دی تھی پریون کو رہس دھاری تیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا، رہس دھاری ایک ناچ کا سامان ہے ہندون کے مذہب مین اسکی پرستش کی جاتی ہے ہزارون روپیہ وہ لوگ اسکی پرستش مین لگاتے ہین اس مین کنھیا اور ان کے معشوقون کی شبیہ اور ہیئت بنائی جاتی ہے، حقیقت مین جیسا رہس میری سرکار مین تیار ہوا ہے ایسا کہین نہ تیار ہوا ہوگا سب پریون کو استادون نے درست کیا ہے یہ ایک فن ہے جس کے سات مرد میرے ملازمون مین سے بانی ہوئے ہین انھون نے کنھیا اور ان کے معشوقون وغیرہ کی شبیہ تیار کی ہے اسکی تفصیل یہ ہے سلطان پری نے رادھا جی کا بھیس بدلا ہے جو کنھیا کی بڑی زوجہ ہین، ماہرخ پری نے کنھیا کی صورت بنائی ہے سر پر مکٹ ہاتھ مین بانسری اور اسکے دوسرے لوازمات جو کئی لاکھ روپیہ مین تیار ہوئے تھے باوجود سب چیزین موجود ہونے کے صرف اسکی درستی مین پانسو روپیہ صرف ہوا ہے مثل لوازمات پرستش اور سنارون وغیرہ کے جو اسکی آرائش کے واسطے خریدے گئے ہین اسکی تفصیل سننے والون کی سمع خراشی کا باعث ہے یاسمن پری عزت پری دلربا پری حور پری کنھیا کے دوسرے معشوقون کی صورت بنی تھین جنھین سنسکرت مین گوالنین کہتے ہین اسکا ناچ مثل سنگیت بچھی اور برم کے ہے جو نام ناچون کے ہین اس ناچ مین صرف کنھیا اور رادھا کے مباحثہ کی کیفیت ہے جو وصل و فراق کی حالت

مین ہوتا ہے جسے ہندی دوہرون مین بیان کرتے ہین چنانچہ دوہرہ

موہ مکٹ کٹ کاچھنی کرمورلی اور مال
یہ بانک موہ من بسے سدا بہاری لال

دوہرا از بانی رادھا

آو پیاری موہنا پلک ڈھانپ توہے لیون
نہ مین دیکھون اور کانہ توہے دیکھے دیون

حقیقت مین ایسا جلسہ مین نے کبھی نہین دیکھا یہ جلسہ صبح کو نہین ہوتا شام کے وقت ہوتا ہے جب یہ جلسہ تیار ہوا تھا تو مین نے اپنے چھوٹے بھائی مرزا اسکندر حشمت بہادر کو بھی تکلیف دی تھی اور وہ نہایت اشتیاق سے سرور و مسرت حاصل کرنے کے واسطے فلک سیر مین داخل ہو کر شریک جلسہ ہوے سب پریون نے خاکا عطر ملکر ہونٹون پر مسی لگاکر ہزارون ناز و انداز کے ساتھ میرے تخت کی گرداگرد کرسیون پر بیٹھی تھین راگ و رنگ کی صحبت اسقدر پر لطف تھی کہ کسی کو کسی سے کچھ کام نہ تھا ہر ایک اپنی زبان سے واہ واہ کی صدا بلند کرتا تھا میرے بھائی مثل گل خندان میرے پہلو مین بیٹھے تھے شیشہ کے کنول رنگ برنگی فرنگی جابجا لگائی گئی تھین تخت کے چارون طرف پھولون کی چادرین ڈالی گئی تھین صاحبات محل کے دیکھنے کے واسطے چقین چھوڑی گئی تھین اور سب صاحبات محل چلمنون کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے یہ پر لطف دجانفزا جلسہ پہر رات رہے برخاست ہوا حاضرین اپنی اپنی جگہ گئے اور مین استراحت مین مشغول ہوا۔

بیان ترانوے ۹۳۔ وزیر نزل سے جاو خانہ تک لطف میلہ

ایک روز مین نے پریون کی خواہش کے موافق مینا بازار اور میلے کے واسطے حکم دیا چنانچہ میلے اور مینا بازار کا سب سامان میتہیہ دربون نے لاکر حاضر کیا قرینے سے

جابجا دوکانین آراستہ کی گئین جملہ شیرینی فروشون نے ہر قسم ہر رنگ کی مٹھائی سونے
چاندی کے طباقون مین چنکر کمال رونق و سلیقہ سے لگائین جس نے اس مٹھائی
کو خریدا جہان بھر کی شیرینی سے دل کھٹا ہوگیا ایک طرف ترکاری فروشون نے
ہر قسم کی ترکاریون کو ٹوکرون مین قرینے سے سجا تھا ولایتی میوہ فروشون نے
سیب۔بہی۔ناشپاتی۔پستہ۔بادام وغیرہ نہایت عمدہ اور مرغوب طریقہ سے
سجے تھے کہ سیب اور بہی کے مشاہدے سے معشوقون کے سیب ذقن یاد آتے
تھے اور انار و ناشپاتی .. . معشوق گلعذار سے سبقت لے گئے تھے پستہ
بادام شیرین لبعون کے لب و چشم سے مشابہ تھے ایک جانب بھنگ بیچنے والی
عورتین کمال ناز و ادا سے عشاق کی کا نشہ بڑھا رہی تھین چرس تمباکو مشتاقون
کے دلون سے دھوئین نکال رہا تھا، کبابیون کی دوکانین دل جلون کو تسکین
بخشتی تھین اور زخمی جگر پر نمک چھڑکتی تھین کبابون کی آب و تاب مرغ و ماہی
کے دلون کو کباب کرتی تھین ادرک اور لیمون کی ترشی مذاق جان مین نمک
ڈالتی تھی تنبولیون نے پانون سے مہ وشون کے منہ گل لالہ اور ارغوانی بنائے
تھے کیون نہ ہو بکمال سرخروئی گلعذاران جہان سے دلبری مین گوی سبقت لے
گئے تھے ایک سمت نانبائیون نے کمال خوش ادائی سے شیرمال کباب نہایت
ابداری کے ساتھ چنے تھے جس کی بو سے روح پرور سے دماغ جان معطر ہو گیا
تھا ایک طرف گلفروشون کی دوکانین طرح طرح کے پھولون سے رنگا رنگ
کی ہوگئی تھین اور گلفروشون کی صدائین بلبل کے نغمون کی طرح نازنینان جہان
کے کانون تک پہونچتی تھین۔ابرک اور مٹی کے رنگ برنگی کھلونے بیچنے والے اور
رنگ کے کارنامون پر طعنہ زن تھے کھیل تماشے والے ہر قسم اور ہر طرح کے
نہایت حیرت انگیز چالاکی سے اپنے کمالون کا اظہار کر رہے تھے ایک جگہ سانپ نیولے کی

لڑائی تھی نہ ایکو اُس سے خوف وخطر نہ اسکو اِس سے ضرر کا اندیشہ ایک
دوسرے سے اسطرح لپٹا ہوا تھا جیسے عشق پیچان درخت سے لپٹا ہو۔
دوسرا اسکا سر زمین پر رگڑتا تھا غالب ومغلوب سے عاجز وعاری تھا
دیکھنے والون کو دونون کا خوف طاری تھا سب کے دل ان کے کھیل مین
لگے ہوے تھے اوران دونون کی حفاظت خدا کو منظور تھی اِس جانبازی
کے طریقہ سے اسکا آزوقہ ہے ایک جگہ ایک صندوق قالب درقالب اور
تہ درتہ بنایا تھا جس مین بظاہر تھوڑے سے پر رکھے ہوے تھے لیکن تماشے
والا دیکھنے والون کی نظر مین کبوتر بنا کے دکھاتا تھا اس تمہید سے بازار مین
بھیڑ ہوجاتی تھی، ایک طرف نٹون کا علم جاننے والے جو ایران مین رسن باز
اور نیرنج ساز مشہور ہین اوراُن کی عزت کیجاتی ہے ہندوستان مین بسبب
زشت قومیت کے ایسے بازیگرون کو برا جانتے ہین، اس کھیل مین کئی آدمی
تماشا کرنے والے ہوتے ہین انہین ایک ڈھول بجاتا ہی دوسرے آدمی جانتے ہین اسکے
ڈھول کی آواز مین سحر ہے جو نظر بندی کردیتا ہے، دوسرا نیزہ گاڑکر اسمین ایک
رسی باندھکر اس رسی پر آتا ہی اور ایک بھاری بوجھ سر پر لے کر دوڑتا ہے
ننگی تلوار پر بھی کھڑا ہوتا ہے اور چلتا ہی پھر قلابازی کھاکر اسی رسی پر آجاتا
ہے کبھی اس کھیل مین اپنا جسم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہین پھر ملا کر از سرنو
زندہ کرتے ہیں بعضے دو چاپون والی کمانون مین تلے لگاکر چھوڑ دیتے ہین وہ غائب
ہوجاتے ہین اور جب کہتے ہین آؤ تو وہ چلے آتے ہین جب کہتے ہین جاؤ تو
وہ چلے جاتے ہین، جب کہتے ہین کھڑے رہو تو وہ قایم ہوجاتے ہین
شعبدے کی ایک قسم یہان بھی ہے انڈا ہاتھ مین لیکر غائب کردیتے ہین اور پھر
موجود کردیتے ہین اسکے کرنے والا گھر ساری بیچ سمجھتا ہی وہ کہتا ہی مین بوڑھے ب

جوان انسان کو حیوان مرتے کو زندہ کرتا ہون اور خستہ تخم بوتا ہون جس سے اسی وقت درخت اُگتا ہے اور اسمین پھل لگتے ہین ان مین کچھ لوگ باتین کرتے تھے اور ان کی عورتین اپنے حسن و جمال پر نازان تھین ایک مقام پر داستان گو عشق و عاشقی اور قصہ خوانان تنومند عیاران پر فریب طلسم و حکایات جھوٹ سچ ملی ہوئی مخلوق ماضی و مستقبل سے مشتاقون کا مجمع جمع کیے ہوئے میدان لن ترانی کے نعرے مارتے ہین جو عقل و دانائی سے بہت دور ہے ان کی تقریر سے بوالہوسون کے عشق نا قصہ مین جان آتی ہے بہادر دلون کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین، ایک جگہ جواری جوا کھیلنے مین مشغول تھے، بیدقہ معرقہ - خرمہرہ کی عام جواریون پر غالب ہونے کے واسطے پانسہ پھینکنے مین انکا مقصد دوسرون کا پیسہ جیت لینا تھا اور مثل اپنے ہر چہار جانب شش و پنج مین تھے جو لوگ اس فن مین مشاق ہین وہ اپنے ساتھیون سے کھیل کے راز و نیاز مین مشغول تھے چند آدمی جو بساط شطرنج بچھائے تھے ایک شخص تو تیرہ فرش سے لے رہا تھا بعض خود کو سردار اور وزیر قرار دیکر بابازی لڑائی کے مانند اور لڑائی کھیل کی طرح ظاہر کرتے تھے یہ عجیب طرح کا لینا دینا اختیار کیا تھا مفلس دم بھر مین مالدار اور مالدار تھوڑی دیر مین مفلس ہو جاتا تھا اس فعل ناقص کے ذریعہ سے غریب امیرون پر ظلم کرتے تھے اور گناہون سے قطع نظر کرکے تحصیل کی طمع مین اپنی قسمت کو مفلسون کی تقدیر سے زیادہ ذلیل کرتے تھے اور اہل فتنہ دغا کی گوٹ سے قسم قسم کی خواری مین پڑے ہوئے تھے، لیکن محتسب رشوت خوار اپنی جنگ زرگری کے پیسہ لینے سے بازار گرم کرتے تھے ہر مفسد و فاسد سے ملتے تھے ہر چند شرع پروری بادشاہ دین پناہ کی خلاف شریعت امور دور کرنے والی ہے لیکن خود سر آبرو دشمن اور عوام زشت قوم دتیرہ باطن خبیر دولت

اور نیکیون مین دنیا کے خیر و شر کیطرح مثل دو مغزے بادام کے ملے ہوے تھے
باوجود سختی محتسب و قاضی فعل ناجائز کے مرتکب ہوتے تھے گناہون اور
خصلت حیوانی کی بنیاد ڈالنے والے ہوکر اپنی زندگی شیطان پرستی بھنگ نوشی
شراب خواری مین بسر کرتے تھے یہ فرقہ مستان بادہ پرست سرشاران بدست
کھانے پینے کی چیزون سے ہاتھ نہین اٹھاتا ایک پیالے کے بدلے جان دینے
کو آمادہ تھا۔ ان سیہ رویون کا شور و غل خم کی تلچھٹ اور مٹی مین ملے
ہوے زمین پر لوٹنا سر در سے خالی نہ تھا، اسی طرح مدک پینے والے اور خوش
طبع افیونی جب اپنے گروہ مین قدم رکھتے تھے تو جزا و سزا کو بھولکر اور غفلت مین
غافل ہوکر بسر کرتے تھے، کوئی چرٹ بیکیر اذ بجوزہ با تھا ایک شخص ہوش و حواس
رخصت کر کے خود رفتگی کی حالت مین ننگ دھڑنگ ہوکر اسرار مجذوبیہ ظاہر
کر رہا تھا، یا مثل جام کی قلقل کے ہنس رہا تھا یا مینا کی طرح رو رہا تھا اور تر
خشک پکی ہوئی ٹپکی ہوئی کھنچی ہوئی پسی ہوئی نشی چیزون سے اپنی خواہش
کے موافق کام لے رہے تھے رندون کے سامنے پارسائی تو آ ہی نہین سکتی اور زہد
مثل ایک خشک و بدمزہ دوا کے ہے جو نہایت کڑوی ہو اسی میلے مین ایک شیر لائے
تھے جو بکری کے تھنون سے دودھ پیتا تھا، اصحاب میلہ کو یہ عجائبات دیکھنے
سے حیرت پر حیرت ہوتی تھی اور مین نے اسی ہنگامہ مین حور تمثال پری تمثال
کہاریون کو زربفت اور تمامی کے جوڑے اور بہت سا روپیہ میلے کے خرچ کے
واسطے عنایت فرمایا تھا اور وہ مشتری خصال زہرہ جبین کمال انداز و ادا کے
ساتھ ناز و غمزے کرتی ہوئی بجلی کی مثال کی طرح میلے مین پھرتی تھیں
صاحبان میلہ ان عشوہ گرون کو ایسا زرق برق دیکھکر آئینہ کی طرح حیران
رہگئے بلکہ لفظ الامان زبان سے نکل گئی منجملہ ابد دولت و اقبال مرکب حشمت و جلال

رہاتھی پر سوار ہو کر دونون ہاتھون سے روپیہ لٹاتے ہوے اور میلے کے وضیع
و شریفون پر اپنا سایۂ عاطفت ڈالتے ہوے سیر مین مصروف تھے، فقیر
و بے نوا کو اپنی بخشش سے بے نیاز کردیا اور کار پردازان سرکار کو حکم دیا
تھا کہ میلے کی کل چیزین مع رکھنے والے برتنون کے دس گنی قیمت سے خرید
کر لو تاکہ بیچنے والے مستغنی ہو جائین اور یہ بے حساب بخشش صفحہ روزگار پر یادگار
ہے منجملہ مینا بازار کی خریدی ہوئی چیزین اعلیحضرت سلطان ابن السلطان
خاقان ابن الخاقان حضرت محمد امجد علیشاہ نور اللہ مرقدہ کی خدمت مین
بطریق نذر و ہدیہ بھیجدین انھون نے ازراہ شفقت پدری فرمایا تمام مینا بازار
خرید لیا گیا اور ہمین خبر نہ کی جبر ہی جو ہوا آئندہ اطلاع دینا شرط ہے۔

بیان چورانوے۔ چودھوین شب کی صحبت

بادشاہون نے رسم قدیم کی موافق اپنے نظر کردون کو ہر فن کی تعلیم دلوائی ہر
اور اسے درجہ کمال تک پہونچانے مین بہت کوشش کی ہے منجملہ ان کے بادشاہ
دہلی محمد شاہ اور ابراہیم عادل شاہ سلطان بیجاپور وغیرہ شاہان سلف نے اکثر
جمیل و شکیل عورتون کو علم موسیقی کی تعلیم دلوا کر گائن کے لفظ سے ملقب کیا ہے
لہذا ابدولت و اقبال نے حسین سابقین کا پابند ہو کر اکثر زہرہ جبینان ماہ
تمثال کو فن موسیقی کی تعلیم کا حکم دیا جن کی نگاہ عاشقون کی جان کے واسطے
تیر ہے اور ان کے بالون کا موباف کالا سانپ ہی جو ڈسنے کو زبان کھولے ہوے
ہے بھوین زہر آلود بچھو مین بو ڈنک مارنے کو آمادہ ہین اگر گانے پر آمین تو
معجزہ داؤدی ظاہر ہو اور روحین جسم سے باہر نکلنے کو تیار ہو جائین اگر ناچ کے
کپڑے پہنین تو آتش پرست جبہہ سائی کے لیے سر زمین پر رکھین اُن کی زرق
برق پوشاکین مرصع زیور دیکھنے والون کی نظرون کو خیرہ کر کے حکیم مغنی کے نیرنگ و

وشعبدہ اور شمس و قمر کی روشنی ظاہر کرین ناچنے کے وقت ناہید دائرہ ہاتھ سے پھینک کر یہ افسون سیکھنے کے لیے منت کرے اگر اپنے جامہ کا دامن اُٹھائین طاؤس جنگارین تابعدار ہو جاوے یہ ترکانہ ادا سے جان لینے والی اور مسیحانہ کلام سے روح بخشنے والی ہر بارہ گھنٹے مین ہر بارہ مقامون پر نئی نئی آوازون سے کام لیتین کہ لیل و نہار کی بوقلمونی نمایان ہوتی اور جب ناچنے کے واسطے ہاتھ اُٹھاتین تو مثل مچھلی ہوا مین تیرتین اگر کمر پر ہاتھ رکھتین تو دریاے حسن کے غوطہ زن سے ملجاتین ان کے ایک ایک طلسمی اشارے مین دیکھنے والون کی نقد جان بیعانہ ہے انکا ناز ایک آبدار شمشیر ہے مسی آلود لب مع پان کی سرخی کے شفق کی بہار ہے جب مین نے انھین اس فن کی تعلیم کے واسطے حکم دیا تو تھوڑے عرصہ مین ان پری پیکر دلن حور نژادون نے اس فن مین ایسی مہارت پیدا کر لی کہ اگر اس فن کے اچھے جاننے والے مثل تان سین و بیجو کے اسوقت ہوتے تو اپنے کیے کو ناکردہ سمجھتے ایک روز چودہ تاریخ جب چاند درجہ کمال پر تھا مین نے اس فن کے کاملون کے حاضر ہونے کا حکم دیا اور فرمایا طرح طرح کے کھانے لذیذ و خوش ذائقہ اور جس چیز کی ضرورت ہو سب مہیا کر لو الحاصل شام کو سب کاملین فن در دولت پر حاضر ہوے جب محفل جمع ہو چکی تو ان مغنیون مین سے ہر ایک نے ناچ گا کر لولئی فلک کو سرشار کر دیا کسی کی مجال یہ نہ تھی جو ان مہوشون کی کسی حرکت پر نکتہ چینی کرے یا کوئی سقم ظاہر کرے، ان سب مین خصوصاً سلطان پری نے اپنے کمال کا ایسا اظہار کیا کہ غش کی نوبت پہونچی سب اہل کمال نے متفق ہو کر کہا کہ یہ علم موسیقی کی تعلیم نہین بلکہ سحر سامری ہے۔

بیان پچانوے ۔ کرم بخش امیر بخش والی پر عاشق ہونا اور نہ دوسری کسی عورتون کا مجھ پر فریفتہ ہونا اور میرا قبول نہ کرنا

ایک روز تمام آسمان پر کالی گھٹائین چھائی ہوئی تھین مین ناچ گانے

کا لطف اٹھا رہا تھا۔ اِس صحن مین مسماۃ بینڈو محل والی جو نصیر الدین حیدر مغفور کے محل مین گانے والیون کے زمرے مین تھی اور ان کے انتقال کے بعد کسب کا پیشہ اختیار کیا تھا یہ تینتیس برس کی عورت ہے اسنے اس سے بھی دوستی کی تھی آخر غلام رضا خان اور چھوٹے خان کے ہمراہ برسات کی فصل مین اور شب تیرہ و تار مین بہزار خرابی و جستجو آئی تھی مین نے اسے اپنے حضور مین حاضر ہونے کا افتخار بخشا اور چھ ماہ تک بڑے کر و فر سے وہ حاضر ہوتی رہی لیکن سِن دار ہونے کی وجہ سے ترک ملاقات ہوئی مین نے اسباب اور کپڑے دو ہزار کے اسکے حوالے کیے ہر چند اس سے ملاقات ترک کرنا بار تھا لیکن اس ہندی مثل کے موافق کہ دو ہاتھ سے تالی بجتی ہے۔ کیا کرتی لیں اسکے چند روز بعد پیاری عمدہ خانم دلی سے جو بھنگی تھی اور اسی خطاب سے مخاطب تھی مین نے محبت کی اور ہزار دو ہزار روپیہ اسے کھلایا لیکن بھنگی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا اسکے بعد بانو فرخندہ والی سے وہ بھی نصیر الدین حیدر مرحوم کے محل مین گانے والیون مین تھی محبت کی بنا ڈالی وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک برس تک بجز میرے یہان سے کسی دوسری جگہ نہین گئی لیکن اس سے بھی کبر سنی کے سبب سے ملاقات ترک کرنا پڑی مگر وہ میرے فراق مین زار زار روتی تھی آخر ناچار ہو کر محمد رضا خان سے متعہ کر لیا لیکن ہنوز مصاحبون کے فرقے مین میرے ایک محل کے یہان ملازم ہے اور مجھے اب گھر پڑنے کا پیغام دیتی ہے لیکن مین قبول نہین کرتا اسی طرح چھوٹی گوہر بھی مجھپر عاشق ہو کر ایک برس تک محبت کرتی رہی اکثر غلام رضا خان کی معرفت اُدو رسم سنبلہ اور بات چیت کا سلسلہ قائم رہا پر خدا جانے کسو جہ سے گھر نہین پڑ سکی اسوجہ سے ترک ملاقات ہوئی اس سے قبل مسماۃ ولایتی ساکن حسین آباد جو ابتک

مجھپر شیفتہ ہے اور مین فن علم موسیقی سے لاعلم ہونے کی وجہ سے قبول نہین کرتا ہون اسکے بعد امراؤ چھوٹی خانم والی بھی میری خدمت مین آئی تھی، چونکہ مین اِس زمانہ مین بیمار تھا اسوجہ سے اس سے محبت نہ کی اسکے بعد کنھیا کا والی بھی ایک مدت تک مجھپر فریفتہ رہی چونکہ مین نے قبول نہ کیا ناچار داروغہ عمارت حسین آباد احمد علی نامی کے گھر پڑ گئی، ہنوز اسکے گھر مین موجود ہے اس کے بعد بخشی کسبلیہ عورت جو نہایت سیہ فام اور موٹی عورت تھی مگر گانی خوب تھی شاید ایک یا دو مرتبہ میری حضوری مین حاضر ہوئی، چونکہ بدشکل اور بوڑھی تھی مین نے اسے اپنے گھر مین رکھنا قبول نہ کیا اس کے بعد چلبیا والی صرف ایک مرتبہ رات کو میری حضوری مین حاضر ہوئی تھی اسکے بعد جنبش والی جو حیدر حسین خان پیشدست داروغہ دیوانخانہ سلطانی سے محبت رکھتی تھی سنہ ۶۳ء میری خدمت مین آگئی پھر مینے اس سے ترک ملاقات کی بلکہ یقین ہے وہ پیشدست مذکور سے ملاقات رکھتی ہوگی اسکے بعد اجین گلزاری لال والی جو عرصہ دراز تک میری محبت مین مبتلا رہی مگر مین نے قبول نہ کیا آخر ناچار ہو کر کسی کے گھر بیٹھ گئی اسکے بعد علیجان منگی جان والی نے مجھ سے محبت کرنا شروع کی اور بھری محفل مین عین رقص و سرود کی حالت مین مجھ سے اشارے کرتی تھی، کبھی میرا ہاتھ پکڑتی تھی، کبھی میری تصنیف کی ہوئی غزلون اور ٹھمریون کے تعویذ بنا کر اپنے گلے مین ڈالتی تھی، کبھی روتی تھی، کبھی مجھ سے میرے گھر پڑنے کا پیغام دیتی تھی، ہمیشہ عرض کرتی تھی مین بھی پریون کے زمرے مین شامل کر لی جاؤن اس سبب سے مجھے بھی اسکا خیال تھا اور میری خواہش تھی کوئی سبب ایسا ہو مین اسے گھر بٹھا لون اسی زمانہ مین کرم بخش امیر بخش والی کا آغا حسن پر عاشق ہونا اور امیر بخش کا ناراض ہو کر محکمہ مرافعہ شرعیہ مین جانے کی خبر میرے کانون تک پہنچی، اسی زمانہ مین میر علی حسین پیشدست داروغہ

میر محمد جہدی میرے ملازم تھے اوران کے کل کاروبار متعلقہ اسکے ہاتھون انجام
پاتے تھے اور یہ آغا حسن انھین میر علی حسین کا برادر عینی ہے اور اب کرم بخش
امیر بخش والی اسکے عشق مین محکمہ مرافعہ مین بیٹھی ہے چونکہ محمد معتمد علیخان کو گانیوالی
عورتین میرے حضور مین پیشکش کرنے کا بہت خیال تھا اسی وجہ سے خان مذکور
کی خواہش تھی کرم بخش امیر بخش والی کا مقدمہ بالا بالا اپنے طریقہ سے درست
کرین اور آغا حسن کے عشق کا سلسلہ کاٹکر میرے گھر مین داخل کرین اسطرف
ثابت علیخان کو بھی یہی خیال تھا اور وہ علی جان ہنگی والی کی حاضری کے لیے
مستعد تھے لہذا مین نے دونون کو حکم دیا تم دونون آدمی دونون عورتون کا
مقدمہ درست کرکے حضور کے سامنے حاضر کردو چونکہ علی جان ایک سوار پر عاشق
تھی میرے گھر پڑنا قبول نہ کیا لیکن مجھے سخت حیرت ہوئی کیونکہ یہ عورت اکثر
محبت آمیز کلمے میرے سامنے کہا کرتی تھی اور خود میرے گھر بٹھانے کے لیے مجھے سخت
سخت قسمین دیتی تھی پر دردگار اب کیا ہوا جو مجھ سے ناراض ہو لیکن پھر
اپنے دلمین کہا جب تیرے سامنے آئے گی تو یہ پوشیدہ راز بخوبی ظاہر ہو جائیگا
لیکن وہ زندان مرافعہ مین قید تھی اسکے آنے کی کوئی صورت نہ ہوئی انشاء اللہ
تعالی اسکا تذکرہ اپنے موروثی تخت پر جلوس فرمانے کے بعد سامعین کی خدمت
مین عرض کرونگا۔ لیکن مین نے کرم بخش امیر بخش والی کو شیخ حسین علی کے اور
نجف علی شاعر اور چھوٹے خان کے ذریعہ سے بہ دقت و دشواری زندان مرافعہ
مین محبت آمیز خطوط بھیجکر اپنی کمند محبت مین اسیر کیا اسطرف آغا حسن کو بلاکر بہت
کچھ سمجھایا اس جعلساز نے پہلے تو اقرار کیا لیکن یہان سے جاکر ایک عرضداشت
متضمن باشش میرے جبر و تشدد کی حضرت جنت مکان کی حضور مین گذرانی وہان
سے حسب دستور مستمرہ فہرعیہ ارباب مرافعہ کو تاکید ہو دستخط قدغن بلیغ کے ساتھ پہنچے

دستخط کا مضمون یہ تھا۔"

اگر شاید مرزا ولیعہد بہادر کی سرکار کے اہالی کرم بخش کے مقدمہ مین سعی سفارش کرین تو ہرگز نہ سنی جاوے اور کرم بخش امیر بخش کے سپرد کیجاوے آخر اسی طرح عمل مین آیا کرم بخش اپنی مان امیر بخش کے پاس بھیجدی گئی مین نے ہرچند ایک مہینے تک ہزار دلجوئی دتشفی کرم بخش کو سمجھایا کہ امیر بخش تیری صحبت کے قابل نہین رہی نہ تیری دشمن و مدعی ہو گئی ہے اسی طرح مین نے بہت کوشش کی اور نہ وہ بھی میرے گھر رہنے پر رضی ہو گئی اور آغا حسن کا دعویٰ باطل ٹھیرا لیکن اس نالائق نے (امیر بخش) کسی طرح نہ مانا اور مجکو غمگین و محزون کیا۔

اب اسکے گھر جانے کی کیفیت سنیے جب کرم بخش مرافعہ سے امیر بخش اپنی والدہ کے گھر آئی تو آغا حسن کے ہاتھ نہ لگی سنا گیا اسکے دوسرے روز آغا حسن نے خفیف ہو کر چار پانچ تولہ افیون کھالی چونکہ سخت جان تھا ہنوز بقید حیات ہے بعد ازان مین نے علی جان اور کرم بخش کے مقدمہ مین بعض اراکین سلطنت کے یہان تابت علی خان اور محمد معتمد علی خان کی معرفت بڑی بڑی سفارشین اٹھوائین پانسو روپیہ بھی بمشت آغا محمد کو جو ارباب مرافعہ مین سے ایک پیشکش کیا اسنے روپیہ قبول بھی کیا لیکن مجھے میرے مطلب تک نہ پہونچایا۔ کیا عرض کرون مین ارباب مرافعہ کے ہاتھ سے کسقدر دلتنگ ہوا ہون اپنے چند خطوط مہری مثل محبت نامہ کے اپنی مطلب برآری کی حالت مین ممنون و مشکور ہونے کے بھیجے لیکن اُن مین سے ایک بھی کارگر نہ ہوا اس سبب سے میرے دل پر بہت سے داغ پڑ گئے۔ کئی ہزار روپیہ مرافعہ اور محکمہ ہذا مین صرف کیا اور سب صاحبون نے کھایا، لیکن مجھے میرے مطلب پر نہ پہنچایا، مین بھی والد کے خوف سے کچھ نہ کہہ سکا خدا کوئی ایسا سبب پیدا کرے کہ درمیان سے جدائی کا پردہ ہٹجاے۔

بیان چھیانوے ۔ بندی عمدہ والی کا عاشق ہونا

مین ماہ رمضان المبارک مین سحری کھاکر سو رہا تھا کہ محمد معتمد علیخان نے خلاف وقت
حاضر ہو کر میری کمر دبائی جب مین نے بیدار ہو کر دریافت کیا اسوقت تو نے جگاکر
کیون تکلیف دی اُسنے عرض کی ایک عورت بندی عمدہ والی جناب کے عشق مین
مبتلا ہو کر جہان نما مین آکر بیٹھی ہے چونکہ اسپر پہلے ہی سے میری نظر تلطف تھی اسیوقت
مکان مذکور مین گیا دیکھا وہ بیٹھی ہوئی ہے مجھے دیکھ کے دوڑ کر میرے گلے چمٹ گئی
مین نے بھی اسے اپنے گلے لگا لیا آخر احوال دریافت کیا تو اُسنے جواب دیا کہ مین
مجرے کے بہانے سے یہان آئی ہون اگر میری والدہ سنلین تو مجھپر بہت غصہ
کرین مین نے کہا اسکے بعد کیونکر ملاقات ہوگی اسنے کہا ماتم کے دن ختم ہونے کے بعد
(جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی شبین تھین) خود کو تم تک پہنچاؤن گی
مین نے قبول کیا اسروز سے اسکی محبت کے تیر نے میرے دلمین راہ کر لی خدا کرے
بیچ سے مفارقت کا پردہ جلد دور ہو اور اس درمیان مین بھی چند بار اس سے
ملاقات ہوئی لیکن بوجوہات چند در چند گھر چھوڑ جانیکا اتفاق نہ ہوا ۔

بیان ستانوے ۔ امیر بخش کسبیہ فرخ آبادی کا میر الملازم ہو کر حضور باغ کے کمرے پر مقیم ہونا پھر ترک ملاقات

اس عرصہ مین امیر بخش ایک عورت کسبیہ میری اہالیین مین سے ایک کی معرفت
میری نوکر ہو کر میری عاشق بنی اور حضور باغ کے چھوٹے کمرے پر ٹھیرائی گئی میں نے
چھوٹے خانگی معرفت آسایش کا لوازمہ اور اسباب مہیا کر دیا اکثر وہان میری نشست ہوتی
تھی اور اکثر وہین ناچ گانے کی محفل ہوتی تھی اہلیون نے یہ سنکر شور و غل کیا
اور معشوقہ خاص وغیرہ سے بہت بڑا فساد ہوا اور وہ ایکمرض مین مبتلا تھی لہذا
مین نے اس سے ملاقات ترک کر دی ،، الحمد للہ و المنہ ،،

بیان اٹھانوے محفل آراستہ ہونا اور پانچ پریون کا بیگم ہونا اور فرمان خواصون کا ملازم ہونا۔

ایک روز مین نے محفل آراستہ کی جہان پھلدار درخت گلستان کے چمنون مین بادِ صرصر کے جھونکون سے رقص کر رہے تھے طاؤسان طناز انکا جواب دے رہے تھے حضور باغ شہنشاہ باغ مین چارون طرف لیمپ روشن تھے قصر الخاقان کے چبوترے پر فرش بچھوایا گیا تھا پریان کوہ نج اور دنگلون پر جلوہ آرا تھین مطربان خوشنما مغنیان نغمہ سرا گانے بجانے مین مصروف تھے، مین نے اسی جلسہ مین شکر پری کو ملکہ ماہ عالم معشوقہ خاص نواب شہزادہ بیگم صاحبہ شہنشاہ پری کو شفقت جہانی حسن آرا نواب شہنشاہ بیگم صاحبہ سردار پری کو شقیقۃ الزمانی بہ لقا سردار بیگم صاحبہ سرفراز پری کو عاشقہ خاص انجمن افروز سرفراز بیگم صاحبہ سکندر بیگم کو حبیبۃ السلطان مکرمۃ الزمانی سکندر بیگم صاحبہ دلدار پری کو محبوبہ خاص عاشق نما دلدار بیگم صاحبہ دلربا پری کو بزم افروز دلربا پری امیر پری کو خورشید لقا امیر پری حور پری کو جانجہان حور بیگم خطاب عنایت فرمایا باقی اپنے خطابون پر بدستور قائم رہین اسی عرصہ مین ان سب کو باہر کے مکانون مین سے ایک ایک مکان برائے استقامت مرحمت فرمایا اور ہر ایک بیگم کے واسطے چار چار نفر مردانہ خواص مقرر و متعین فرمائے اور بیرز رھتیریان ان کی آرایش کے لیے عنایت کین چونکہ مین معشوقہ خاص کا عاشق تھا ہمیشہ اسکے روپیہ کی تحویل اپنے پاس رکھتا تھا وہ بھی اچھے اچھے کپڑے تیار کر کے مجکو پہناتی تھی اور مین ہر صورت مین معشوقہ خاص کا ممنون و مشکور تھا بلکہ اسکے صلہ مین کئی ہزار ماہواری منافع کے چند قطعات نوٹ جو والد ماجد حضرت جنت مکان کے سامنے سے میرے نام معاف و معین تھے مین نے اسکے نام معاف فرماے اور بہت سا زر و جواہر بھی عنایت فرمایا۔

جس کی تفصیل موجب تطویل ہے اسی زمانہ مین مرزا حسن نامی مولوی کو جو غلام رضا خان کی معرفت ملازم ہوا تھا بیگمون اور پریون کے سبق دینے کیواسطے مقرر فرمایا اور ایک قطعہ مکان علیحدہ مکتب خانے کے واسطے تجویز فرمایا چنانچہ ہر ایک نے اپنی لیاقت کے موافق علوم شرعیہ کی تحصیل کی اور میرے تخت آبائی پر جلوس فرمانے کے زمانے تک یہی سلسلہ جاری رہا اسی زمانے مین سرفراز و بائسہ والی حسن کا تذکرہ نواب نشاط محل نغفی بیگم صاحبہ کے بیان مین آچکا ہے پانچ روپیہ ماہواری پر میری ملازم ہوئی اور حضرت جنت مکان کی رحلت اور میرے تخت آبائی پر جلوس فرمانے تک میری ملازم رہی -

تیسرا باب

بیان ننانوے [۹۹] حضرت جنت مکان کی رحلت اور میرا اجلاس فرمانا -

جب میرے والد ماجد حضرت جنت مکان راہی گلزار جنان ہوے اور اس غم جانکاہ سے زمانہ تیرہ و تار ہوا ہو نیچہ غم والم سے ملازمون نے گریبان صبر جیب سحر کی طرح پھاڑ ڈالے گلستان لکھنؤ جو حقیقت مین رشک دہ باغ ارم ہے سموم غم والم سے مثل گلزار خزان رسیدہ کے ویران ہوا طائر راحت آشیانہ دل سے اڑ گئے آہوے آرام آہ سیون سے حرم جان سے بھاگے صدف چشم آنسو کے موتیون سے بھر گئے، صدائے آہ و بکا سے کروبیان کے کان بہرے ہو گئے ہر سینہ دست ماتم سے آشنا ہوا - آہون کے دھوئین سے آسمان کے نیچے ایک اور آسمان پیدا ہو گیا اشکون کے سیلاب نے نوح کا طوفان ظاہر کیا، علی الخصوص بندہ جوان خانہ آب سے عشق رکھتا تھا ان کے فراق کا صدمہ سوہان روح ہو گیا دل بیتاب شغل گریہ و زاری سے ایک دم خالی نہ تھا ناگاہ اقبال کا ہما اوج پہ آیا ستارہ نیک

ماہ منیر کی طرح جلوہ گر ہوا باغبان گلشن ایجاد نے چاہا گلزار لکھنؤ کے پھل از سر نو تر و تازہ بنائے اور نئے سر سے تاج و تخت کو زیب و زینت بخشے اُس زمانہ مین میرا دل اِس بیار گلشن جنان کی خنجر مفارقت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور عندلیب روضہ رضوان کے خار مہاجرت سے درد جگر ترقی پر تھا اسوقت رات بھی چار گھڑی گذر چکی تھی انگریزی چپراسی یعنے بڑے صاحب کے فرستادہ نے آکر عرض کی بڑے صاحب نے کہلا بھیجا ہے چھوٹے صاحب حاضر نہین ہین لہذا ہانگ صاحب بندگان عالیشان کی ہمراہی کے لیے حاضر ہین ان کے ساتھ تشریف لائیے الحاصل مین اُسی حزن و ملال کی حالت مین ناچار نقرئی بوچے پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہ وقت بھی دیدنی وقت تھا سب جان نثار ہالہ کیطرح اس بوچہ کو گھیرے ہوے تھے ایسکا پایہ نہین چھوڑتے تھے جسوقت مین گلستان ارم مین داخل ہوا تو بڑے صاحب سے گفتگو ہوئی اب اِس سیر خلد کو کس لقب سے یاد کرنا چاہیئے مین نے کہا میرے جد امجد کا لقب فردوس منزل تھا اس بلبل جنان کو جنت مکان کہنا چاہیے اس کے بعد مین بالا دری پر آکر دوگانہ ادا کیا اور مجتہد العصر و الزمان نے اپنے ہاتھ سے میرے سر پر تاج رکھا اسکے بعد مین تخت پر جلوہ آرا ہوا اور جسقدر ارکین سلطنت حاضر تھے سب نے نذرین پیش کین سلامی کی توپین سر ہوئین امین نے لحظہ بھر تخت پر توقف کیا از بسکہ رنج جانکاہ تھا اور مجھے ایک دم بھی رُونے سے فرصت نہ تھی لہذا ایک مکان جو بالا دری کے پچھواڑے واقع ہے وہان جاکر آرام فرمایا چونکہ اُس رات کو معشوقون اور پریون سے دور تھا لہذا محمد معتمد علیخان کے ہاتھ ایک ایک انگوٹھی ہر ایک بیگم اور پری سے بطور نشانی منگوا کر اپنے گلے مین ڈال لی دوسرے روز سب صاحبان خاص وغیرہ کو عمدہ تلوار دن خلعتون اور معقول خطابون سے

سرفراز فرمایا چونکہ اس زمانے مین میرے استاد امین الدولہ بہادر مدار المہام تھے اور
مین علی نقی خان کو یہ عہدہ دینے کا خیال رکھتا تھا اسوجہ سے انھین خطاب سے
سرفراز نہ فرمایا کہ سمجھا جائے گا۔ خطابون کی شرح یہ ہے۔ غلام رضا خان رضی
الدولہ مرضی الملک غلام رضا خان بہادر ہزبر جنگ۔ چھوٹے خان امین الدولہ
مونس الملک خانہ زاد خان بہادر چھجو خان وہاج الدولہ بہادر۔ ثابت علیخان
ثابت الدولہ بہادر غلام ید اللہ خان قطب الدولہ مفتاح الملک مونس دلپذیر
محمد قطب علیخان بہادر قائم جنگ مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد
اللہ ملکہ سلطنتہ کے خطاب سے ممتاز و سربلند ہوئے باقی مصاحبون کے یہی خطاب ہین جو لکھی گئی وضح
رہے کہ ہر خطاب کے آخر مین لفظ مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ سلطنتہ ضرور تھی
اسی طرح شیخ غلام علی بہار الدولہ میر اکبر علی جواب بشیدست مصلح السلطان ہی اکبر الدولہ کے
خطاب سے سرفراز ہوئے باقی اور شخصون کو حسب مراتب موافق لیاقت خطاب عنایت
ہوئے خواجہ سراون کو بھی بفصلۃ الذیل خطاب مرحمت ہوئے۔ محمد عتمد علیخان کو دیانت الدولہ
معتمد الملک ہمیشہ کیواسطے محمد بشیر علیخان کو بشیر الدولہ مبشر الملک ہمیشہ کے واسطے محمد
ریحان علیخان کو نگین الدولہ بہار الملک محمد ریحان علیخان سرسبز جنگ خطاب مرحمت ہوا
امیری ولیعہدی کے زمانہ مین دیانت الدولہ بہادر کی معرفت ایک دوسرا خواجہ سرا حبشی نژاد ملازم
ہوا تھا اُسکو بھی احسن الدولہ محسن الملک خطاب دائمی عنایت ہوا یہ ایک لائق صاحب علم ذی فہم فارسی سے
عربی شناس نیک طینت مرد تھے اور رحمانی محمد علیخان کو زائر الدولہ خطاب مرحمت ہوا اسی طرح
میرزائی ولیعہدی کے زمانہ مین ایک خواجہ سرا حبشی نژاد نواب سلطان محل صاحبہ کے یہان سے آیا تھا یہ بھی
[illegible] الدولہ کے خطاب سے سرفراز ہوا مرتضی الدولہ بہادر کو ایک گھنگھور نامی پلٹن کی افسری کی خدمت
ملی [illegible] انگریزی [illegible] تھی مین اور دوسوم رسالہ بادی گارڈ کا افسر الدولہ
بہادر کو توپ خانہ [illegible] اور بانکا گنج کی خدمت پر سرفراز ہوئے۔ غلام حسن خان برادر
[illegible] الدولہ بہادر کو وحید الدولہ خطاب دائمی عنایت فرماکر داخل خانہ سلطانی

کی داروغگی کی خدمت مرحمت ہوئی۔"

وہاج الدولہ بہادر میگزین سلطانی کی خدمت پر ثابت الدولہ بہادر تمام گنجیات کی خدمت پر قطب الدولہ بہادر کچہری سلطانی کی خدمت پر مفتخر وسر بلند ہوے فیروز خواجہ سرا کو فیروز الدولہ بہادر خطاب عنایت فرماکر نظارت محلات و دستیقہ دار کی خدمت عطا ہوئی بشیر الدولہ بہادر کو محلات حضور کی نظارت کی خدمت مرحمت ہوئی بہار الدولہ بہادر کو بھر ار پلٹن کی کمیدانی کی خدمت عنایت ہوئی، ایک مصاحب قدیم کو جس کا نام میر بھورا تھا اسے اعزاز الدولہ خطاب ہمیشہ کے لیے مرحمت ہوا محمد معتمد علیخان کو سیاہی پرمٹ وغیرہ کی خدمت عنایت ہوئی گلبن الدولہ بہادر کو گاؤخانہ سلطانی مبارک الدولہ بہادر کو نجف اشرف اور مقبرے مرزا نصیر الدین حیدر مغفور کی خدمت سپرد ہوئی اور مبلغ دس لاکھ روپیہ حضرت جنت مکان کے مقبرے کی تیاری کے واسطے خزانہ عامرہ سے غلام علیخان پدر غلام رضا خان کو جو نجیب الدولہ بہادر کے خطاب اور سکندری پلٹن کی کمیدانی پر سرفراز تھا عنایت ہوا اور ان کی ہمراہی مین اسکی تیاری اور کار فرمائی کے واسطے بشیر الدولہ بہادر کو بھی حکم ہوا اور شیخ محمد بخش کو جو ولیعہدی کے زمانے مین داروغہ توشخانہ اور پیشدست انیس الدولہ بہادر تھا فی ذاتہ داروغگی توشخانہ کا خلعت مرحمت ہوا اور آخر مین انگریزی نئی پلٹن کی کمیدانی کی خدمت پر جس کا نام بڈل ہے سرفراز و ممتاز ہوا۔ جان نثار سرکار حضور ولیعہد بہادر کرنیل حاجی محمد شریف علیخان کو مشرف الدولہ شریف الملک جان نثار سرکار سلطان عالم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کرنیل حاجی محمد شریف شرافت جنگ کا خطاب اور ترک سواران کی افسری جس کا نام باڈی گارڈ ہے عنایت ہوئی اسکے قبل ولیعہدی مین اندرونی تمام عملہ اسکے متعلق تھا وہ بدستور قائم رہا تھوڑے عرصہ کے بعد امین الدولہ زخمی ہوکر موقوف ہوے اور علی نقی خان مدار الدولہ

بہادر خطاب پاکر وزارت کی خدمت پر ممتاز ہوے"

بیان اکتیسو بیگمون اور پریونکا محل ہونا

ولیعہدی کے زمانے مین سب بیگمون پریون معشوقون کی عادت خصلت رنگ طینت اور باعث بیوفائی مجھپر ظاہر ہو چکا تھا پھر سلطنت کے زمانہ مین ان سب کا باہر رکھنا محض محال تھا اسی بنا پر خیال کیا کہ ان سب کو روپیہ کی طمع دے کر پردے بٹھایا جاے لیکن ان مین چند عورتین جو وفادار نہ تھین اس شے بھاگنے لگین مگر کچھ کارگر نہ ہوا مین نے ایک روز سب پریون کو پردے بٹھاکر خطابون سے سرفراز فرمایا ان کے خطابون کی تفصیل یہ ہے -

معشوقہ خاص کو ملکہ ماہ عالم معشوقہ خاص حضرت سلطان عالم نواب سلطنت محل صاحبہ شہنشاہ بیگم کو شگفتہ جہانی حسن آرا ترچھی جان نواب شہنشاہ محل صاحبہ سرفراز بیگم کو عاشقہ خاص انجمن افروز نواب سرفراز محل صاحبہ دلدار بیگم کو محبوبہ خاص جان نجان عاشق تما نواب دلدار محل صاحبہ سردار بیگم کو شفیقۃ الزمانی بانکی جان مہ لقا نواب سردار محل صاحبہ بزم افروز دلربا بیگم کو بزم افروز نواب دلربا محل صاحبہ خورشید لقا امیر بیگم کو خورشید لقا نواب امیر محل صاحبہ جان جہان حور بیگم کو نواب حور محل صاحبہ سلطان پری کو نواب سلطان جہان محل صاحبہ یاسمن بیگم کو نواب یاسمن محل صاحبہ حضور پری کو نواب حضور محل صاحبہ سکندر بیگم کو حبیبۃ السلطان مکرمۃ الزمانی نواب سکندر محل صاحبہ وزیر پری کو نواب خورشید محل صاحبہ نواب معشوق محل صاحبہ کو ملکہ ماہ تاج النسا نواب معشوق محل صاحبہ نواب نشاط محل صاحبہ کو ملکہ مہرتن افسر النسا نواب نشاط محل نخفی بیگم صاحبہ نواب عزت محل صاحبہ کو ملکہ مہروش اکلیل النسا نواب عزت محل صاحبہ نواب سلیمان محل صاحبہ کو ملکہ پریوش نواب سلیمان محل صاحبہ افتخار النسا

خانم صاحبہ کو نواب حضرت محل صاحبہ امراؤ خانم کو نواب امراؤ محل صاحبہ فرخندہ خانم کو مبارک النسار فرخندہ خانم صاحبہ عجائب پری کو عجائب خانم صاحبہ بادشاہ بخش کو راحت السلطان شیرین جبش کو آرام السلطان ماہرخ پری کو ماہرخ بیگم صاحبہ لیلی جبش کو مطیع السلطان عنبر افشان جبش کو حاضر السلطان خطاب مرحمت فرمایا، حیدری بیگم زن مرتبہ خوان جو میری ولیعہدی کے زمانے مین شیشہ بیسکرکہانے کی وجہ سے محل سے نکالی گئی تھی اور اسی زمانے مین تھوڑے عرصہ کے بعد قطب الدولہ بہادر کی معرفت پھر میری سرکار مین داخل ہو کر اسامیون کے زمرے مین ممتاز ہوئی تھی اب سیدۃ النسار حیدری بیگم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز ہوئی سلطنت محل صاحبہ۔ شہنشاہ محل صاحبہ۔ دلدار محل صاحبہ۔ سکندر محل صاحبہ۔ سرفراز محل صاحبہ۔ سرشار محل صاحبہ تین تین ہزار روپے ماہواری پر اور دوسرے صاحبان دو دو ہزار روپیہ ماہواری پر اور نواب خاص محل صاحبہ ملکہ عذرہ عظمی نواب بادشاہ محل صاحبہ خطاب پاکر مبلغ پانچہزار روپیہ ماہواری پر سرفراز ہوئین اسی طرح سب شاہزادے شاہزادیان خطاب ور تنخواہون سے مفتخر و سربلند ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد سب صاحبان محل اور مصاحبان اور خواجہ سرا وغیرہ کو نوٹ کے کاغذات اور کئی کئی لاکھ روپیہ دیکر سرفراز فرمایا، جینیہ السلطان کو خاصہ کھلانے کی خدمت عنایت ہوئی ۔ اسکے چند روز بعد مرزا افلاک قدر بہادر ولیعہدی کے مرتبہ پر مرزا کیوان قدر بہادر کہ یہ دونون سوتیلے بھائی تھے اجر نیلی کے عہدے پر ممتاز ہوسے ؛

بیان ایک سو ایک ۱۰۱ - علیجان تنگی والی اور کرم بخش امیر بخش والی کا میرے گھر پڑنا

جب میرے جلوس کو دو ماہ کا زمانہ گذر گیا تو بیگمون اور پریون کی جدائی مین جو محل کے

رتبہ پر فائز ہوئی تھین ۔مین زارزار روتا تھا ایکدم بھی قرار نہ تھا۔لیکن ناچاری کے درجہ پر کیا کرتا آخر ایک تدبیر سوچی وہ یہ کہ دو عورتون کا مقدمہ جو محکمہ مرافعہ مین دائر تھا ، جس مین ایک کا نام کرم بخش ہے اور وہ مجکو چاہتی ہے کیونکہ مین ولیعہدی کے زمانہ مین اسکو اپنی کمند زلف مین گرفتار کر چکا تھا دوسری علی جان ہے ہر چند وہ مجھسے ناراض ہے لیکن اسکے حاضر ہونے کے وقت مفصل حال معلوم ہو جائے گا ۔ایک روز مین نے حکم دیا دونون حاضر ہون اور امیر بخش کرم بخش کی مان کو بلا کر راضی کرکے کرم بخش کو اپنے گھر بھجا کر بہار السلطان گلزار بیگم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا جب علی جان کو بلایا تو اس مکارہ نے رو رو کر زمین و آسمان ایک کر دیا۔ آخر مین نے ناچار ہوکر کہا کیا ہی جو اسقدر فریاد وزاری کرتی ہے اپنے عرض کی مین اسی دار سے راضی ہون آخرش مین نے صبح کے وقت یعنی دربار مین آس سوار کو بلا کر زن مذکورہ کو اسکے حوالے کیا وہ ہزارون دعائین دیتا ہوا اپنے گھر گیا۔

بیان ایک سو دو مصاحبان خورد کے خطاب

(۱۰۲)

اسی زمانے مین مین نے مصاحبان خورد کو بھی خطابات اور عہدے عطا فرمائے چنانچہ گھسیٹے خان کو مصاحب الدولہ بہادر خطاب اور عرض بیگی کی خدمت محمد حسین کو مطیع الدولہ محمد حسن خان بہادر خواجہ بخش خان برادر قطب الدولہ بہادر کو رضی الدولہ بہادر غلام نبی خان رضی الدولہ بہادر کے چچا کو تحسین الدولہ غلام نبی خان بہادر خطاب اور کمیدانی اور رسالداری کی خدمت عطا کی رضی الدولہ بہادر کے خالو کو نشاط الدولہ غلام حیدر خان بہادر خطاب اور داروغگی ارباب نشاط کی خدمت عنایت کی الہیا خان کو مستغنی الدولہ بہادر خطاب اور پیش خانہ سلطانی کی خدمت مرحمت فرمائی حضرت نثار علیخان اور حیدر علیخان خدمت سے محروم تھے یعنی مین ان کے واسطے کچھ بھی فکر نہ تھا۔

بیان ایک سوتین - اپنے مشغلہ کے واسطے ناچنے والی طوائفوں کا ملازم رکھنا
میں میرے دل کو بہت خفقان ہوگیا صاحبات محل کی جدائی جو پردے
بیٹھی تھیں مجکو بہت گران معلوم ہوئی لہذا رفع خفقان کے واسطے چند عورتیں
ناچنے والی ملازم رکھیں ان سب میں بندی عمدہ والی جو ولیعہدی کے زمانہ میں
دیانت الدولہ بہادر کی معرفت مکان جہان نما میں آکر ملاقی ہوئی تھی ملازم ہوئی
اور حسن باندی حسینی والی اور چھیٹن نبی کی بہن اسی طرح سولہ اسم ملازم ہوئے
لیکن جس طرح صاحبات محل اپنی بیگمی کے زمانے میں میری دلجوئی اور رضا جوئی کرتی
ان سے کہاں - چونکہ میں بندی سے ولیعہدی کے زمانہ میں ایک گونہ محبت رکھتا
تھا لہذا وہ ہر روز برائے تفریح حضور باغ سوار ہونے کے واسطے کبھی اور جواہرات
پاکر سرفراز ہوئیں چونکہ مجھے حسن باندی اور چھیٹن کا بھی خیال تھا لیکن بندی
سے زیادہ ربط تھا لہذا چھیٹن اور حسن باندی ناراض ہوگئیں اور جب ان
دونوں سے اتحاد کیا تو بندی آتش رشک سے جلنے لگی جب میں نے دیکھا
کہ یہ تینوں عورتیں رشک کی وجہ سے میرے ہاتھ سے نکلی جاتی ہیں تو یکسوئی اختیار
کرکے چھیٹن اور حسن باندی کیطرف دست محبت بڑھایا اگرچہ وہ سب بھاگنے
والے ہرن کی طرح تھیں لیکن بہزار اطاعت و دلجوئی انھیں رام کیا یہانتک
کہ دونوں صاحب میرے گھر پڑ کر ایک معشوق السلطان خسرو بیگم صاحبہ اور
دوسری ممتاز عالم عاشق السلطان نواب قیصر بیگم صاحبہ کے خطاب سے ممتاز
و سربلند ہوئیں ان میں ہر ایک کا مبلغ دو ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا بلکہ سال
گذشتہ اور پیوستہ جوگی ہونے کی رسم میں قیصر بیگم معشوقہ خاص اور گلزار بیگم
سکندر محل صاحبہ کے عوض جوگن بنی تھیں ۔

بیان ایکسو چار - عمدہ بندی والی کا گھر پڑنا -

جب میں نے خسرو بیگم اور قیصر بیگم کے گھر بٹھانے سے فراغت پائی تو بندی کیطرف دست محبت پھیلایا - لیکن اسکے رشک کی آگ اور بڑھ گئی اور اسکا عکس ظاہر ہوا آخر مصاحبون کے کہنے سننے سے بخوشی خاطر میرے گھر پڑی اور مطلوب السلطان حضرت بیگم صاحبہ کے خطاب سے مخاطب کی گئی میری سرکار سے مبلغ دو ہزار پانسو روپیہ ماہوار مقرر ہوا -

بیان ایکسو پانچ - امراؤ بیگم کا گھر پڑنا -

اسی زمانہ مین ایک کسبی عورت رضی الدولہ بہادر کی معرفت ماہ رمضان المبارک مین پسند طبع ہمایون ہو کر مع اپنی مان کے میرے گھر پڑی اور حضور السلطان امراؤ بیگم صاحبہ کے خطاب سے مخاطب ہوئی اسکا مبلغ دو ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا حقیقت مین یہ ناچ گانے مین اپنا جواب نہین رکھتی تھی -

بیان ایکسو چھ - بادشاہ بیگم کا گھر پڑنا -

انھین دنون مین ایک عورت چھوٹی خانم والی پسند طبع ہمایون ہو کر رضی الدولہ بہادر کے ذریعہ سے میرے گھر بیٹھی اور محبوب السلطان بادشاہ بیگم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز ہوئی -

بیان ایکسو سات - امتیاز بیگم کا گھر پڑنا -

اسکے بعد ایک عورت امتیاز نامی میری عاشق ہو کر رضی الدولہ بہادر کے ذریعہ سے گھر پڑی اسکا امتیاز بیگم نام رکھا گیا -

بیان ایکسو آٹھ سرفراز محل کا محل ہونے کے بعد لاپروائیان کرنا اور میرا غم و غصہ

جب سرفراز محل کا محل کیے ہوے چند روز گذر گئے اور اسکے باہر آنے جانے کی

راہ مسدود ہوگئی ہین بھی نئی بیگمون کی طرف مخاطب ہوا تو سنا گیا سرفراز محل کو
پردے کا مطلق خیال نہین ۔ چینز دار مکان سے دریاے گومتی کا نظارا کیا کرتی
ہین ؛ اکثر نواب خورد محل عمدہ بیگم صاحبہ کی زبانی بھی معلوم ہوا کہ یہ پردے کی
وجہ سے بیحد روتی ہین اور جب مجھ سے ملاقات ہوتی ہے تو کہتی ہین مین تمھارے
فراق مین روتی ہون آخر مین نے ناچار ہو کر لین کہا ، پروردگارا مین کس بلا
مین مبتلا ہون ، پردے بٹھانے سے ان کا یہ حال ہے بلکہ دو ایک مرتبہ اس
قسم کے حرکات مین نے بچشم خود ملاحظہ کیے جب ان سے دریافت کیا تو انھون
نے بہت سی سخت قسمین کھائین اسبات کی درپے تھین کہ یا تو تم میرے
پاس رہو یا مجھے بھی باہر لے چلو ۔ ہر چند مین نے سمجھایا کہ اب محل مین بیٹھنے کے بعد باہر
آنا بڑی تباحت ہے مگر وہ بجز رونے دھونے کے میرے سمجھانیکا کچھ خیال نہ کرتی تھین
زار زار روتی اور پیٹتی تھین ۔ کبھی کئی کئی روز کھانا نہین کھاتی تھین کبھی مجھے محل
سے جانے نہین دیتی تھین ۔ اور کہتی تھین تمھارے فراق مین میرا یہ حال ہوگیا ہے
اگر تم مجھے باہر نہ لے چلوگے تو مین خود کو ہلاک کر ڈالون گی ۔ اگرچہ مین نے انھین ہر طرح
طرح سے سمجھایا لیکن انھون نے کچھ نہ مانا اور اسطرف نواب سلطنت محل صاحبہ نے
بھی میرے سر کی قسم کھائی کہ اگر سرفراز محل باہر گئین تو واللہ باللہ مین بھی بیتابانہ محل
سے باہر نکل پڑون گی کیونکہ وہ تمھارے پاس ہو اور مین نہ ہون یہ نہین ہو سکتا
ہے حقیقت مین نواب سلطنت محل صاحبہ کا میرے فراق مین ایسا حال ہوگیا
تھا کہ ایک برس اور چند مہینے کی جدائی مین برسون کی بیمار معلوم ہوتی تھین
نہ وہ چستی و چالاکی نہ زیبائی و رعنائی باقی رہی ہر چند مین نے ان سے استفسار
حال کرنا تھا لیکن وہ اپنی زبان سے کچھ نہ کہتی تھین مگر میرے فراق کے آثار
اُن کے چہرے سے صاف ظاہر تھے ناچار دونون کو پہلے حوالے کرکے باہر آنیکے

ارادے سے باز رکھا۔

بیان ایکسو نو (۱۰۹)۔ ماہرخ بیگم کا انتقال

اس عرصہ مین خبر وحشت اثر ہوش ربا و جانگزا میرے کانون تک پہونچی جس سے میرا دل کتان کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یعنے ماہرخ بیگم مرحومہ کے انتقال کی خبر سننے مین آئی مین نے خود کو صدمات قلبی اور دلی رنجون کی وجہ سے بستر غم پر گرا دیا اور آہ و زاری کرنے لگا لیکن سوائے صبر کچھ چارہ نہ دیکھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیان ایکسو دس (۱۱۰)۔ شاہزادی جہان آرا بیگم کی والدہ زین النسا بیگم کا انتقال

اسپر کچھ روز نہ گذرے تھے زین النساء خانم صاحبہ مرحومہ والدۂ شاہزادی جہان آرا بیگم صاحبہ کے انتقال کرنے کی خبر سنی جو اپنے چھ مہینے کا چھوڑ کر بعارضہ تپ دق راہی ملک بقا ہوئین۔

مین نے بہت افسوس کیا اور وہ شیرخوار لڑکی بدلے پرورش اپنی والدہ مرحومہ اسکی دادی کی سپرد کی جواب تک ماشاء اللہ اپنی دادی کے سایہ عاطفت مین پرورش پاتی ہین خدا اسکی عمر مین برکت دے۔

بیان ایکسو گیارہ (۱۱۱)۔ میرا بادشاہ باغ جانا اور سرفراز محل کا ہمراہ رکھانا

ایک روز ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی مغنیان نغمہ سرا گا رہے تھے جام بلورین مین کانسون کو گردش مین لاتے تھے ناگاہ مجھے بادشاہ باغ جانے کا خیال آیا بیتابانہ سب محلون کو سوار ہونے کے واسطے حکم دیا لیکن نواب سرفراز محل کو سوار ہونے کی اجازت نہ دی اور سب صاحبان محل وزرا امرا میرے ہمراہ رکاب بادشاہ باغ تک گئے اور چند روز تک وہان مقیم رہے سنا گیا اسی رات کو نواب سرفراز محل نے میرے فراق مین میرے کا نگ انگوٹھی سے نکالکر

کھا لیا جب مین نے سُنا تو چیخین اور آہ و زاری کی وجہ سے بستر غم پر گر پڑا اور بشیر الدولہ بہادر کو بلا کر کہا، آہ بشیر الدولہ بہادر میرا دل ناطاقت ہو گیا ہے ایسی متوحش خبر سننے کو میرے تن مین جان نہین سب مجھے سمجھاتے تھے مین کبھی والدہ صاحبہ کے پاس جا کر رو تا تھا اور بادشاہ باغ سے چتر دار مکان تک چپڑاسیون کی ڈاک بٹھا دی تھی کہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے رہین اور مین ہر لحظہ کی خبر سنتا تھا اور وہ تمام جلسہ عیش و طرب بیابان کے زرد اور خزان رسیدہ درخت کے پتون کی طرح پریشان ہو گیا - آخر اسی رات کو جلد جلد بادشاہ باغ سے کوچ کر کے مکان بادشاہ منزل مین داخل ہو گیا اور کوئی بے لطفی مجھے نہین ہوئی، آخر خدا کے فضل سے انجام بخیر ہوا بیٹے اُنھون نے شفا پائی لیکن ہر روز مجھے اپنے ہمراہ رکھنے کے واسطے تنگ کرتی تھین اس عرصہ مین قاصد فرخندہ فال نے نواب سرفراز محل صاحبہ کے حاملہ ہونے کی خبر میرے کانون تک پہنچائی مین خوش ہو کر شکر خدا بجا لایا اور ان کا عشق پہلے سے زیادہ بڑھ گیا - اسوقت سے مین روز ان کے ہمراہ سوار ہو کر ہوا کھانے جاتا تھا - چونکہ خدا کو منظور نہ تھا - پانچ ماہ بعد سنا گیا کہ نواب سرفراز محل صاحبہ کا حمل ساقط ہو گیا مین بہت رویا اور نواب سرفراز محل صاحبہ کی شفا یابی کی دعا کی آخر میری دعا کا تیر ہدف مدعا تک پہنچا اُنھون نے خدا کے فضل سے غسل صحت کیا بعد مجھ سے ملاقات ہوئی لیکن روز نواب سلطنت محل صاحبہ اور نواب سرفراز محل صاحبہ مجھ سے باہر آنے کے لیے کہتی تھین اور ویسی ہی متوحش خبرین جنکا سابق مین ذکر ہو چکا ہے پے در پے میرے کانون تک پہنچی تھین پس مین نے اپنے دل سے کہا اے بیہودہ جبرا مرنے کے واسطے تو نے پردہ داری

کی تھی جب وہی نہ ہوا تو پھر محل مین بٹھانا کیا ضرور لہذا مین ایک ور دونون
کا ہاتھ پکڑ کر سمجھانے بجھانے مین مشغول ہوا کہ تم لوگون کو خدای تعالی نے عزت
دی ہے محل کے رتبے تک پہونچایا ہے اب باہر دوسرے جلسہ مین مثل قیصر
بیگم اور خسرو بیگم وغیرہ کے چڑنے کے واسطے تنہا رہنا ہی ہے وہ سب بھی میری محبت کا تیر
کھائے ہوے ہین جس وقت ایک جگہ ہو کر آتش رشک و فساد بھڑکے گی تو اُس وقت
کیا حال ہوگا مین نہین جانتا اگر تمھاری عزت آبرو مین فرق پڑے انھون نے
قبول کیا کہ ہم کو یہ سب منظور ہے کیا مضائقہ ہے اگر تمھارا جلسہ جمع ہوا ہے
ہم سے زیادہ تمھارے دوسرے معشوق نہین ہو سکتے۔

بظاہر تو باہر آنے مین نواب سلطنت محل صاحبہ کو صرف میری محبت
کا امتحان منظور تھا کہ دیکھون سیکڑون آدمیون کی صحبت مین یہ نئے جلسے سے
زیادہ مخاطب ہوتے ہین یا جلسہ قدیم کی عورتون سے۔

غرض مین دونون کے حسب ایما دونون کا ہاتھ پکڑ کے باہر لایا اور یہ
پھر نئے جلسے مین جمع ہو کر شامل ہو گئین دور محل کا رتبہ چھوڑ کر اپنی عزت کا
مکان توڑا حیا کے کپڑے پھاڑ ڈالے شرم کی نقاب الٹ کر پھر بازار والیون مین
شامل ہو گئین لیکن مین نے صرف ان دونون کی خاطرداری کے واسطے
یہ کام کیا ورنہ ہرگز نہ ہوتا کہ محل مین بٹھا کے پھر باہر لاتا یہ جب باہر ہو چکین پہلے
کی طرح ناز و انداز کرنا شروع کیے لیکن یہان ایک سے ایک عیار پری فریب جمع ہوا
تھا عمر عیار کی زنبیل بھی بالاے طاق رکھتا تھا بھلا نواب سرفراز محل صاحبہ کی
فروغ کہان یہ بیوفائی کی بلا مین مبتلا تھین اور وہ سب وفاداری کے خلعت
فاخرہ سے سرفراز ہو چکی تھین رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہنچی اور روزانہ دوسرے

کی طرح اور دونون صاحبان قیصر بیگم اور خسرو بیگم سے شعلۂ غیظ و غضب تیز ہونا شروع ہوا چونکہ ادھر سات آٹھ بیگمین جمع ہوئی تھین اور ادھر صرف دو نفر مقابلہ کہان لیکن نواب سلطنت محل صاحبہ نے البتہ باہر آنے کے بعد اپنی وفاداری کی کشش اور صفائی سے پانچ چھ ماہ تک مجھ سے محبت کی لیکن پہلے کی طرح ہرگز نہ ہو سکی اور میرے دلمین ہزار دن فرسخ بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق پڑ گیا آخرش دونون کو ان کے حال پر چھوڑ کر کبھی ان کے نیک و بد سے معترض نہ ہوا۔ لیکن نواب سرفراز محل صاحبہ کی بڑھی ہوئی بیوفائیان دیکھکر ان سے کہا اب مجھ سے تم سے محبت بالکل نہین رہ سکتی کیونکہ تمھاری بیرخی سے مجھے صدمہ ہوتا ہے لہذا تم اپنی حرکتون سے باز آؤ وہ بہت روئین اور کچھ جواب نہ دیا چونکہ اس غم سے میرا خواب و خور حرام تھا آخر ایک روز انھین ان کے قدیمی مکان یعنی ان کی مان کے گھر بھیجدیا۔ اور اپنے دلسے کہا ای دل بس اب اس بیوفا کی صورت نہ دیکھ مگر دو چار دن کے بعد دل نالائق نے ریشہ دوانی شروع کی جو ایک پہر بھی میری آنکھون سے غائب نہین ہوتی تھی وہ اب بالکل غائب ہے مجبوراً اپنے کیے سے پشیمان ہو کر قطب الدولہ بہادر کے وسیلے سے پھر بلانے کا پیغام بھیجا اُسنے جواب مین کہا اب مین ہرگز نہین آسکتی چونکہ میری بے عزتی ہوئی ہے لہذا مین زیارات عتبات عالیات جانا چاہتی ہون جب مینے سنا بیتاب ہو کر کہا آہ! قطب الدولہ جسطرح ہو سکے اسے پھر حاضر کرو آخر بیچارے قطب الدولہ بہادر ہزار دلت حیلون حوالون سے اسکو پھر میرے گھر لائے بس اسروز سے مین نے ترک ملاقات کی قسم کھالی اور میری آنکھین کبھی اس سے چار نہ ہوئین اگر کبھی چار بھی ہوئین تو بجز طعن و تشنیع دوسری بات نہ ہوئی بلکہ اُسنے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ اپنی طرف سے دوسری لگانیوالی عورتون کو سمجھا کر میری خدمت مین بھیجتی تھی

مین نے یہ طریقہ بھی محبت کے کم ہونے کا یا کران عورات مغنیہ کو واپس کر دیا اور کہا اب مجھے درکار نہین ہین لیکن جو سمجھنا تھا سمجھا اور رہ وہ اس درز سے رنج دنیا کرتی ہے لیکن مین کچھ نہین کہتا۔

بیان ایکسو بارہ۔ امراؤ محل صاحبہ کے بطن سے مرزا سلطان قدر کا پیدا ہونا

اسی زمانہ مین ہدہد فرخندہ فال مرغ خوش اقبال نے آمد آمد گل بوستان جہانبانی یعنے نواب امراؤ محل صاحبہ کے بطن سے فرزند پیدا ہونے کی خبر میرے کانون تک پہونچائی مین شکر خدا بجا لایا اور اپنی اردلی کی توپون مین سے گیارہ ضرب توپ سلامی کی سر کرائین اور نہایت خوش ہوا چونکہ اس کی تقدیر مین نہ تھا لہذا وہ ایک برس کا ہو کر عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا مین اسی زمانہ مین علیل تھا اور کرنیل رحمبنڈ صاحب مع بڑے صاحب کے جانشین دربار معلے اے ام تریکی کی رسم ادا کرنے لکھنؤ آئے اور ازراہ دوستانہ بہت کچھ تسلی و تشفی دی مین بھی اپنی علالت سے رنجیدہ تھا اور دوسرے سلطان قدر کی وفات کا صدمہ تھا کہ رات دن کی کچھ خبر نہ تھی۔

بیان ایکسو تیرہ۔ شاہزادیون کی نسبت شاہ منزل مین

ایک روز مین نے اسکے دفعیہ کے لیے چاہا لڑکیون کے کار خیر سے یعنے ان کی نسبت سے سبکدوش ہو جاؤن خدا معلوم آج کیا ہے کل کیا ہوگا آخر والدہ صاحبہ جناب عالیہ کے مشورے سے ہر ایک کو نسبت کا پیغام دیا چنانچہ نواب محسن الدولہ اپنے پھوپھا کے دلبند مرزا عالیقدر طال اللہ عمرہ سے مہر آرا صغرا بیگم صاحبہ نواب حضرت محل صاحبہ کی دختر سے نسبت ٹھیرائی وہ ماشاء اللہ اب پانچ برس کی ہے مرزا ابو القاسم ابن ابو طالب خان اپنے ماموں کے لڑکے سے مہر آرا اکبرا بیگم صاحبہ جو نواب سلیمان محل صاحبہ کے بطن سے ہین نسبت قرار دی رکن الدولہ بہادر ابن

سعادت علیخان مغفور کے نواسے سے جہان آرا بیگم جس کی مان فوت ہوگئی ہے
اور اُسے اسکی دادی جناب عالیہ پرورش کرتی ہین نسبت قرار پائی اور
اپنی بہن کی دختر سے مرزا فلک قدر بہادر کی نسبت کی یہ سب نسبتین مکان
نشاط منزل مین جو لب دریا واقع ہے عید شجاع کی رات کو ہوئین اور اس امر
خیر سے فراغت کرنے کے بعد درگاہ واجب العطایا مین شکر ادا کیا اسی
روز سے حال وقال کی محفلین مشاعرے کی صحبتین منخواری وغیرہ کے جلسے
اس خوبی سے سیے کہ ناظرین وسامعین سالہا سال اس کیفیت اور لذت
مین رہے۔

بیان ایک علیا سوچودہ۔ سکندر محل صاحبہ۔ نواب نشاط محل صاحبہ اور امراؤ بیگم کے حمل کا احتمال ہونا۔

اس عرصہ مین سنا گیا نواب نشاط محل نغی بیگم صاحبہ نواب سکندر محل صاحبہ
اور نئے جلسے کی امراؤ بیگم یہ تینون صاحبان حاملہ ہین لیکن یہ خبر بیان غلط
نکلے صرف دھوکا تھا اس عرصہ مین نواب خورشید محل صاحبہ اور نواب
اختر محل اور عجائب خانم صاحبہ محل کو چھوڑ کر میرے حسب الارشاد میرے ہمراہ
مردانے مین تشریف لائین لیکن خفت وخجالت اٹھانے کے بعد خدا جلنے
کیا سمجھا جو پھر پردے مین بیٹھین۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اگر پردے
مین بیٹھنا تھا تو باہر آنا کیا ضرور تھا۔ اگر باہر آئی تھین تو پھر پردے مین بیٹھنے
کی کیا حاجت تھی لیکن انھون نے عصمت کو لڑکون کا کھیل سمجھ لیا تھا بلکہ ایک
روز لڑائی کے وقت حضرت بیگم اور نواب سلطنت محل صاحبہ نے بھی اپنے آدمیون
کو نالش کے واسطے بڑے صاحب بہادر کی کوٹھی میں بھیجا تھا لیکن وہ سب

شرک سے گرفتار ہو کر قید ہوے یہ بھی ایک نامعقول امر تھا کہ اپنے معشوق پر غیر
جگہ نالش کرنا سبحان اللہ دنیا کی راہ رسم اسی طرح سے ہے دوسرے اسی عرصہ
مین معشوقہ خاص نے میری انگوٹھی کے گل کھلانے کے واسطے مجھ سے تحریک کی جب
مین نے قبول کیا تو پہلو تہی کرنے لگین اسبات سے معلوم ہوا صرف دنیاداری تھی
زمانہ سلطنت کے زمانے مین ہر ایک کی سعی و سفارش کرتی تھین۔ ایک روز ایک
عورت کو نذر دینے کے واسطے بھی عرض کی تھی چونکہ وہ بدشکل تھی پسند طبع نہ
ہوئی۔ اسی طرح صدہا ان صاحبان کی بیوفائی کے حالات ہین جو باوجود
میرے اس حکم و ثروت اور صورت و سیرت اور ہزارون خوبیون کے جتنے
تماشے بھری پڑی ہین ان لوگون نے اسقدر بیوفائی کی تو دوسرون کو کیا فائدہ
پہونچ سکتا ہے اس عرصہ مین مین نے خلقت کی داد خواہی کے واسطے جا بجا
صندوقچہ لکڑیون پر نصب کرواکر اردلی کے سوارون کو دیے تھے کہ جو شخص عرضیات
مین چھوڑے وہ جمع ہو کر دوسرے روز میرے ملاحظہ مین گذرانی جائین ان
مین بھی ایک بند لفافہ ملاحظہ کیا جب اُسے کھولا تو یہی حال نواب امراؤ محل
صاحبہ اور دوسرے محلون کی بیوفائیون کا لکھا تھا اس خوف سے وہ سلطانی
سلسلہ بھی موقوف کیا کیونکہ اس سے روز بروز رنج تازہ ہو جاتا تھا ؎

بیان ایک سو پندرہ۔ نواب سکندر محل کا مجھ سے نکاح ہونا

چونکہ خدا عالم الغیب ہے لہذا مین بقسم کہتا ہون نواب سکندر محل صاحبہ اپنا
جواب نہ رکھتی تھین ایسی نیک طینت عورتین میری نظر سے کبھی نہین گذرین
ایک روز انھون نے بڑے ناز و نیاز سے عرض کی اے جان عالم خدا کے فضل
و کرم سے میری سب دینی دنیوی آرزوئین پوری ہو گئین صرف نت نکاح کرنے کی

حسرت باقی ہے مین نے سر بگریبان ہو کر شرم کی کہ بھلا مین اب نکاح کرنے کے لائق ہون سب صاحبان محل اور بازاری لوگ ہنسین گے کہ یہ بھی نصیر الدین حیدر بادشاہ مغفور کی طرح دیوانہ ہو گیا ہے لیکن انھون نے ہرگز میری منت و الحاح قبول نہ کی آخر مین نے ناچار ہو کر یہ راز سربستہ جناب عالیہ متعالیہ والدہ صاحبہ کی خدمت مین عرض کیا انھون نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہے آخر انھین ایک حجرے مین بٹھا کے نکاح پڑھوایا اور انھون نے محفل کی تیاری اور آراستگی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا مطربان رنگین ادا گانے مین مصروف تھے معشوق سیمتن ناچ مین مشغول تھے اور انھون نے جو تھی وغیرہ کا بھی سب سامان اپنی دل کی خواہش کے موافق تیار کیا تھا۔

بیان ایک سو سولہ (۱۱۶) نواب محبوب عالم صاحبہ کا گھر پڑنا۔

اسی عرصے مین مغل نامی ایک عورت مچھ ہٹہ کی رہنے والی میرے یہان ناچنے والیون مین ملازم ہوئی اور روز بروز اسکی محبت میرے دلمین اثر کرنے لگی۔ حد ہو گئی کہ مین دیوانہ وار اسکے گرد رہتا تھا۔ چونکہ وہ بھی نوجوان اور زمانہ کے گرم و سرد سے ناواقف تھی آخر میری محبت کے جال مین گرفتار ہو کر جیسا چاہیے عشق و عاشقی کی داد دے کر میرے گھر میٹھی اور محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ خطاب پایا۔ میری سرکار سے میوہ خوری کے واسطے دو ہزار روپیہ ماہوار ہوا اسی عرصہ مین ایک کسبی عورت میرے گھر پڑی تھی اور دارا بیگم کے خطاب سے سرفراز ہوئی تھی۔ لیکن نصیر بیگم اور خسرو بیگم کے رشک و شور و غل وجہ سے نکالی گئی۔

بیان ایکسو سترہ (۱۱۷)۔

قدیمی دولتخانے مین خواصون کو جمع کر کے تعلیم خانہ سیر قمر پھر اسی عرصہ مین میرا دل پری خانہ کی ترتیب اور آراستگی کے لیے مستعد ہوا

اور پری خانہ کا قدیمی جلسہ بالکل برباد ہو گیا تھا لہذا قدیمی خواصون کو دولتخانہ
آصفی اور پنج محلہ مین جو مرزا نصیر الدین حیدر کے زمانہ مین بادشاہ بیگم مغفورہ
کے مکانون مین رہتی اور سرکاری تنخواہ پاتی تھین بلایا بعضون کو ان مکین سے
آزاد فرمایا بعضون کا نکاح کردیا بعضون کو کربلائے معلے جانے کی اجازت
دی اور اسی ضمن مین دس پندرہ نفر جو نہایت جمیلہ و شکیلہ اور کمسن
تھین انتخاب کرکے ناچ گانے کی تعلیم مین مشغول کردیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ
پسند السلطان عالیہ بیگم جو موتی محل سے پسند کرکے لایا تھا اور جو اس سے قبل
نصیر الدین حیدر کی لونڈی تھی اور مین نے بھی بعد مین اُسے سرفراز کرکے پھر
موتی محل بھیجدیا تھا لیکن وہ روئی دھوئی بہت لہذا پھر بلا کر سرفراز فرمایا۔
دوسرے حضرت والد ماجد حضرت جنت مکان کی تین لونڈیان پہلی نیاز السلطان
ناز بیگم دوسری عشرت پری، تیسری گوہر پری اور باقی بادشاہ بیگم کی خواصون
مین سے ایک گلزار السلطان عباسی بیگم دوسری مصاحب پری تیسری حسن صفا
پری اور ایک خواص اپنے دادا حضرت فردوس منزل کی جس کا خطاب
فرخ بیگم تھا۔ دوسرے انھین بادشاہ بیگم کی خواصون مین سے جو مخاطب
بخطاب دارا بیگم خجستہ عالم نواب ہمایون بیگم صاحبہ تھین جو ان سب پر سبقت
لے گئی تھین اور سب سے زیادہ عزت و توقیر ہوئی لیکن ان کی عزت و توقیر
میرے دل سے نہ تھی کیونکہ نیصر بیگم اور خسرو بیگم وغیرہ بیگمات کے جلانے کے واسطے
تھی دوسرے میرے دادا کی خواص مرغوب سلطان عظیمہ بیگم جو بدقوق ہو کر مر گئی
اور شاہ بخش اور الطاف بخش جو میری ولیعہدی کے زمانے کے ہین ان مین
سے ایک مطبوع السلطان شاہ بیگم دوسری عنایت السلطان الطاف بیگم
کے خطاب سے ممتاز ہوئین اور بیگمون اور پریون نے زمرے مین شامل ہو کر

اپنی ندامت کی وجہ سے ناچ گانے کی تعلیم سے سرفراز ہوئین ان مین ہر ایک کی تنخواہ ہزار ہزار ڈیڑہ ڈیڑہ ہزار اور پانچ پانچ سو روپیہ ماہواری ان کے حسب لیاقت معین و مقرر فرمائی۔ اسی ذیل مین سے ایک بادشاہ بیگم مغفورہ والدہ مرزا نصیر الدین حیدر کے خواصون مین سے تھی، جس کا نام پیارو تھا جو آجسے مین میرے یہان ارغوان پری کے خطاب سے سرفراز ہوئی تھی اور ایک شوکت بخش دوسری زہنت بخش میری خواصون کے عہدے پر سرفراز ہوئین اور ہر ایک کے واسطے سات سات آدمی گانے بجانے والے علم موسیقی کی تعلیم کے لیے ملازم ہوے انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے اگر سب ایک جگہ جمع کیے جائیں تو اس فن کے جاننے والے کسقدر آدمی میری سرکار مین ملازم ہوے کہ تمام شہر مین ناچ گانے کے واسطے کسبی عورتین اور قلتبان کیمیا ہو گئے تھے رات دن یہ سب ناچ گانے کی تعلیم مین مصروف رہتی تھین چونکہ محض ناواقف تھین، لیکن بعض تھوڑا بہت اور بعض بخوبی بعض اس فن سے محض انجان رہین ان سب عورتون مین مین نے مصاحب پری کو اس فن مین خود اپنا شاگرد بنایا تھا حقیقتاً اس کی تعلیم مین اسقدر کوشش کی کہ یہ دوسرون سے چند روز مین بہتر ہو گئی۔ لیکن یہ جلسۂ عشق و عاشقی کی بنا پر نہ تھا صرف اپنا لطف اور ان کی پرورش منظور تھی۔

بیان ایکسو اٹھارہ خسرو بیگم حضرت بیگم قیصر بیگم کی بیوفائی اور زہرہ بیگم کا میرے گھر پڑنا

چونکہ قیصر بیگم اور خسرو بیگم دونون ایک ساتھ میرے گھر پڑی تھین لیکن میری نظر محبت قیصر بیگم کیطرف زیادہ تھی یہان تک کہ شب و روز مین دیوانون کوئی طرح اسکے گرد رہتا تھا جس مقام پر وہ سوتی تھی مین بھی وہین سو رہتا تھا

جہان وہ کھانا کھاتی تھی مین بھی وہین کھانا کھا لیتا تھا میری ان حرکتون سے خسرو بیگم اور حضرت بیگم کو نہایت رشک ہوتا تھا لیکن مین بغیر کسی جھگڑے کے قیصر بیگم سے محبت کرتا تھا - اور اسی طرح ایک برس تک قیصر بیگم کا ستارہ اقبال چوتھے آسمان پر چمکتا رہا - مین نے اسکے ساتھ ہزارون روپیہ کا سلوک کیا اور نوٹ کے کاغذ اور جلال الدولہ مغفور کا مکان بھی انھین دیے دیا اور دوسرے نوازشات ان کی عزت و آبرو کے عنایت فرمائے غرض روز بروز ان کی محبت ترقی پر تھی انھین بیگم صاحبہ سے مجھے مرض نارفاری لگا جب تک وہ عارضہ کم کم تھا مین ان بیگم صاحبہ کی ہزارون طرح کی اطاعت کرتا تھا لیکن ان کی خصلت و عادت معشوقہ خاص کی خصلت سے ملتی جلتی تھی اور رشک و حسد مین خصلت و عادت خسرو بیگم صاحبہ کی طرح تھی برخلاف اسکے کبھی جلتی تھین کبھی ہنستی تھین کبھی روتی تھین کبھی بے عتنائی کرتی تھین اور حضرت بیگم جو پہلے سے میری عاشق تھین انھون نے جب اس قسم کی بے اعتنائی اور بے وفائی دیکھی تو ایک روز مجھ سے کہا مین تمھارے گھر مین ہرگز نہ رہون گی - مین نے ہر چند ہزارون طرح سے سمجھایا تشفی و دلجوئی کی لیکن انپر کچھ اثر نہ ہوا - اور وہ سوار ہو کر اپنے قدیمی مکان چلی گئین اور مجکو سوائے غم و غصہ کھانے اور حسرت و یاس کے کچھ نہ حاصل ہوا - لیکن انشاء اللہ غلام حیدر خان داروغہ ارباب نشاط سے مین نے تاکید کی کہ تم حالات حضرت بیگم کی خبر رکھنا وہ حسب الارشاد کاربند ہوا -

جب یہ اپنے گھر چلی گئین اسی روز سے میرا دل ان کی جانب سے ملکدر ہو گیا اور ان کی مان بھی غضب ہی بنا رہی تھین کیونکہ انھین میرے لحاظ سے انکی حفاظت کرنا پڑتی تھی یہان تک کہ چند ماہ گذرنے کے بعد دیانت الدولہ بہادر کے

ذریعہ سے انھین زبردستی بلوایا چونکہ مین حضرت بیگم کا عاشق تھا اسوجہ سے انھین نہ چھوڑا اور نہ حضرت بیگم کی طرح دوسری سیکڑون میرے واسطے موجود تھین خیر انھین طلب کر کے چند روز گانیوالیون کے زمرے مین رکھا پھر اسوجہ سے کہ وہ مجھ سے صاف نہ تھین اور مین ان سے صاف نہ تھا قیصر بیگم کے ذریعہ سے چند روز بعد حضرت بیگم صاحبہ کا قصور معاف فرما کر اعلے رتبہ پر سرفراز فرمایا اسی عرصہ مین لارڈ صاحب کی ملاقات کے لیے کانپور کا سفر کیا تھا اور سب صاحبان محل روزانہ میرے مزاج کی کیفیت دریافت کرتی تھین لیکن نئی بیگمون مین سے ایک بھی پرسان حال نہ ہوئی یہ بھی محبت کی برہمی کا باعث ہوا دوسرے قیصر بیگم صاحبہ نے باوجود میری اسقدر اطاعت کے بھی اپنی مان کو بلایا اور مین چند مرتبہ ان کی خوشنودی مزاج کے لیے انکی عرض پر کاربند ہوا۔ لیکن قیصر بیگم صاحبہ نے میری محبت پر اتفاقی کی اور اسی طرح خسرو بیگم صاحبہ نے بھی بے اعتنائی کرنا شروع کی ایک روز جمعہ کے دن وقت مین محبوبہ عالم اور حضرت بیگم کے ساتھ بگھی پر حضرت باغ کی گلگشت مین مصروف تھا اسوقت حضرت بیگم میری گود مین تھین مین ان سے عاشقانہ لطف آمیز باتین کر رہا تھا یہ محبوبہ عالم کو ناگوار گذرا اور انھون نے بیتاب ہو کر خود کو بگھی کے نیچے گرا دیا۔ اگر اسروز فضل خدا نہ ہوتا تو یقین تھا کہ ہڈیان تک سرمہ ہو جاتین

بیان ایک سو انیس (۱۱۹) سب بیگمون کا اپنے گھر جانا

اسیر تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا اور مین ان سب صاحبان کی محبت کے امتحان کی جستجو مین مصروف تھا اور تدبیرین کیا کرتا تھا کہ کسی طرح قیصر بیگم خسرو بیگم اور دوسرون کی الفت اور غیر الفت کا احوال مجھپر ظاہر ہو ہر چند حضرت بیگم کے حال سے ماہر ہو گیا تھا لیکن پھر بھی تجاہل عارفانہ کر کے ایک روز سب بیگمون سے

بطریق مزاح کہا اگر تم سب لوگ اپنے قدیمی گھروں کو چلی جاؤ تو میں بار گران سے نجات پاؤں یہ سنتے ہی سب مع حضرت بیگم کے رضامند ہو گئیں جن کا دوسری مرتبہ گھر جانا ہے، لیکن امراؤ بیگم راضی نہ ہوئی کیونکہ اسے حمل کا گمان تھا۔ میں نے ان کی حسب خواہش اسیوقت سواری طلب کی ہر چند سب مصاحبوں وغیرہ نے سمجھایا لیکن کچھ اثر نہ ہوا اور سب بیگمیں مع محبوبہ عالم کے جنہے خود کو میرے واسطے نکھی سے گرادیا تھا اور میں نے پچاس روپیہ تصدق کے لیے مطیع الدولہ کے ہاتھ بھیجے تھے اور وہ اپنی طبیعت سے عاشق ہو کر میرے گھر پڑی تھی چلی گئیں یہاں سب نے مجھ سے شرط بدی تھی کہ ہماری کہاریاں اور ملازم عورتیں تمہارے مزاج کی خیر و عافیت دریافت کرنے آئینگی اور میں نے قبول کیا تھا غرض مطیع الدولہ بہادر اور مصاحب الدولہ بہادر کے ہمراہ سب بیگمیں اپنے گھروں کو گئیں لیکن مجھ سے اقرار لیا کہ پھر کوئی آدمی تم اپنے اہالیوں سے ہماری مزاحمت کے واسطے ہمارے گھر نہ بھیجنا میں نے منظور کیا تھا کیونکہ جانتا تھا قیصر بیگم مجھپر مرتی ہے اور درحقیقت ان دنوں میں اسکے طور ایسے ہی تھے، لیکن سب میرے وہم و توہم غلط نکلے، اپنے اپنے گھروں میں جا کر ایک نے بھی مجھے نہ پوچھا۔ مگر حضرت بیگم نے جب دیکھا کہ اسوقت سب پر سبقت لیجانا مجھے نفع بخشیگا تو ایک روز علے الصباح حضرت بیگم گلزار بیگم بادشاہ بیگم گریاں نالکناں رضی الدولہ کے گھر آئیں اور میرے گلے کی چمٹ لئیں کہ اب چاہیے تم ہم لوگوں کا سر بھی کاٹ ڈالو، لیکن ہم تمہارے گھر سے باہر نہ جائیں گے۔

واللہ اعلم میں نے بھی ان کو اپنے گلے سے لگا لیا چونکہ ان کے پہلی دفعہ کے گھر جانے سے مجھے ملال تھا اور پھر دوبارہ ابھی وہی گل کھلا اسوجہ سے میرا

صدمہ دو بالا ہو گیا اور ان کے اس رونے دھونے کا مجھے یقین نہ ہوا لیکن
اس حال مین قیصر بیگم کی طرف سے میرے دلمین غبار کدورت بیٹھ گیا اگرچہ
وہ تین پہر کے بعد قریب شام آئین لیکن مین نے رشک کی وجہ سے کچھ لطف
وعنایت نہ کی، واللہ مین سمجھتا تھا قیصر بیگم روز میرے ساتھ کھانا
کھاتی ہے یہ ایک گھڑی بھی اپنے گھر مین آرام سے نہ رہے گی لیکن میرے وہ سب
توہمات تھے سچ یہ ہے جو مین نے مشاہدہ کیا کیا کوئی شخص یہان آنے کے واسطے
ان کا پا بہ زنجیر تھا جن باتون کا مجھے خیال بھی نہ تھا یہ اسیر بھی سبقت لے گئین

پھینکے ہے منجنیق چرخ تاک کر سنگ تفرقہ
بیٹھکر ایک جا کہین ہوئین جو ہم کلام دو

پھر خسرو بیگم کی نسبت مطیع الدولہ بہادر کی زبانی سنا گیا خدا معلوم انکے پاس
ان کی دادی کا پیام پہلے ہی سے آیا ہوا تھا یا انھون نے خود اسکے پاس کہلا بھیجا
تھا واللہ اعلم کیونکر اسے خبر ہوئی تھی، لیکن یہ معلوم ہوتا ہے انھون نے پہلے ہی
سے آمد آمد کا مژدہ کسی آدمی سے اپنی دادی کے پاس کہلا بھیجا تھا کہ وہ دو
چار گھڑی پہلے سے در دولت پر کھڑی تھی جب یہ سوار ہو کر چلین تو وہ بہزار
خوشی و تمنا مع آزاد فقیرون یعنے شہدون کے ان کے جمال کی گرد ان کو ڑیان
لٹاتی ہوئی اپنے گھر تک پہنچی وہان جناب مشکلکشا کا دستر خوان اور رجناب
عباس علیہ السلام کی حاضری اور نذر و نیاز کے دوسرے طریقے خسرو بیگم کے آنے
کی خوشی مین ادا ہوئے تھے اور بیگم مذکورہ بھی گل کی طرح خندان و شادان
تھین کبھی کسی کے گلے لگتی تھین کبھی ہنستی تھین، لیکن محبوبہ عالم کسی قدر رنجیدہ
تھین گھر جا کر خوش نہ ہوئین واللہ اعلم اسی طرح امتیاز بیگم بھی تھین لیکن
مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ سات آٹھ آدمیون مین سے ایک نے بھی سیر د اس

نہ بگڑا کہ مین تمھارے گھر سے نہ جاؤن گی، اس روز سے سب بیگمون کی طرف
سے میرا دل کھٹا ہو گیا اور مین نے اپنے کان امیٹھے کہ اب کسی سے محبت نہ
کرون گا اور عورتون کی طرف سے بیقدر بدظن ہو گیا تھا اگر فرضاً کوئی عورت
مرتی بھی تو مین یہ کہتا تھا یہ قبر مین بھی فریب کرنے گئی ہے جب تک اس پر ایک
چلہ نہ گذر جاتا تھا مجھے یقین نہ آتا تھا۔ الحاصل یہ سب صاحب میرے گھر
آئے مگر جنھین پہلے آنا چاہیے تھا وہ بعد کو آئے اور جنھین بعد کو آنا لازم
تھا وہ پہلے چلے آئے جیسے حضرت بیگم، بادشاہ بیگم، گلزار بیگم پہلے آئین برخلاف
ان کے قیصر بیگم، خسرو بیگم، امتیاز بیگم، محبوبہ عالم ان تینون بیگمون کے بعد آئین چونکہ
حضرت بیگم نے عیاری کی تھی یعنے خسرو بیگم قیصر بیگم کے قبل آئین تھین لہذا ان کی
طرف سے میرے دل مین تھوڑی محبت پیدا ہوئی اور ان سب کو از راہ
دنیاداری اور قیصر بیگم کے جلانے کے واسطے اپنے پہلو مین بٹھا لیا، جب قیصر بیگم
خسرو بیگم محبوبہ عالم آئین، مین نے ان سے التفات نہ کی بلکہ اپنے گلے سے بھی
نہ لگایا خاموش بیٹھا رہا، خاموشی کا مطلب یہ تھا کہ حضرت بیگم بادشاہ بیگم
گلزار بیگم نے اقرار کر لیا تھا کہ ہم اب تمھارے گھر سے نہ جائینگے چاہے جان جاتی
رہے اسلیے چاہا دیکھون یہ جو میری عاشق زار بنین کیا کہتی ہین تھوڑے عرصہ
کے بعد سنا خسرو بیگم دوسری مرتبہ پھر اپنے گھر جانے کی اجازت چاہتی ہین،
اور کہتی ہین کہ مجھے گھر رہنا نہین منظور ہے ہان طوائفون کے زمرے مین ملازمت
کر سکتی ہون، اسی طرح محبوبہ عالم نے بھی عرضی کی طرفہ یہ ہے گلزار بیگم جو پہلے
کار نمایان کر کے آئی تھی اسوقت وہ بھی خسرو بیگم اور محبوبہ عالم کی ہمزبان ہو گئی
صرف حضرت بیگم اپنے عہد پر قائم رہین چونکہ مین نے یہ بات تینون صاحبون
کی زبان سے سنی لہذا دل پر درد سے آہ کھینچ کر اپنے دل سے کہا اے دل نالائق

تیری سزا تو یہی تھی جو پیش آئی اور ان کی بیوفائی سے میری نظرون مین زمین آسمان سیاہ ہوگئے اور دونون ہاتھون سے دل پکڑ کر کہا بسم اللہ لیکن جب دیکھا امتحان کی کسوٹی میرے ہاتھ مین آگئی ہے اور انھین ان کی راے پر چھوڑ دینا خلاف عقل ورا‌ے عقلمندی کے ہے تو بظاہر اجازت دی لیکن پوشیدہ مصاحبون سے کہدیا تم انھین سمجھاؤ کہ اگر عورت فقیر یا سپاہی کے گھر بھی پڑتی ہے تو وہ بھی گھر پڑنے کے بعد باہر نکلنے کا قصد نہین کرتی تم تو بادشاہ کے گھر پڑی ہو اب کیا ہوا آخر سب مصاحبون کے سمجھانے سے ؎

کبوتر با کبوتر باز با باز
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

دیکھا غیر طاعت کوئی چارہ ہی نہین تو اپنی خطا معاف کرانے کے لیے میرے قدمون پر گرین چونکہ مجھے بھی ان سے پھر محبت کرنا منظور تھا لہذا راضی ہوکر ان کے قصور سے درگذرا مین چاہتا تھا قیصر بیگم کو معشوقہ خاص کا جواب بناؤن اور ایسا بناؤن کہ سب صاحبات محل اور میرے سب معشوقون سے گوے سبقت لے جائین بلکہ مین نے محفل اور صاحبات محل کے جلسہ مین بیٹھنے کے واسطے انھین منع کیا تھا اور خواہش تھی یہ خود اپنے دل سے ان امورات کی پابندی کرین لیکن وہ باوجود دیکھنے اور سمجھانے کے کبھی تو کسی محل سے ربط کرتین کبھی کسی ملکہ سے اکثر نواب سرفراز محل صاحبہ سے اپنی ملاقات رکھتین وہ بھی اس زمانے مین باہر تھین اور بیگمون مین شامل تھین اور مین چاہتا تھا نواب سرفراز محل صاحبہ جو سالہا سال سے بیوفائیون مین مشہور ومعروف ہین تم ان سے جو ملاقات بڑھاتی ہو تو تمھاری طرف سے بھی میرا خیال بد ہوگا اور نواب سرفراز محل صاحبہ جو رشک وحسد کیوجہ سے اس جستجو

ین تھین کہ میری طرح دوسرے بھی بدنام اور خراب ہون دل جوئی سے انھین اپنے برابر بٹھاتی تھین جیسے مثل ہے "سه "ڈوبتا سنوار یکڑتا ہے" اُنھون نے اس بیگم کی صحبت کو غنیمت جانا یہ میری طبیعت کے خلاف ہوا چنانچہ شاہزادیون کی نسبت کی رسم مین سب صاحبات محل کے ہمراہ دوسری بیگمین شاہ منزل مین جاکر ذلیل ہوئین مجھے بھی ناگوار ہوا ایک روز مجھے بادشاہ باغ مین چھوڑ کر خود ایک بگھی پر سوار ہو کر بادشاہ منزل یعنے میرے مکان مسکونہ مین چلی آئین یہ بھی مجھے ناگوار ہوا - اور جسوقت مین اندر کسی صاحبات محل کے پاس جاتا تھا یہ بھی میرے ہمراہ ہو جاتی تھین ہر چند مین کہتا تھا صاحبات محل کی جانب سے میرا دل بالکل بھر گیا ہے، یہ صرف دنیاداری ہی تمھارا وہان ہونا تمھاری آبروریزی ہے - کیونکہ مین جس محل مین جاؤنگا اسکی خاطرداری مین مشغول ہونگا اسوقت تمھاری اطاعت نہ ہو سکے گی - اگر تھین یہ منظور ہو تو چلو وہ قبول کر کے جاتی تھین غرض جب ایسے حالات دیکھے میرا دل بالکل نئے جلسے کی طرف سے مکدر ہو گیا اسی عرصہ مین ایک عورت میرے گھر تری اور ندہرہ بیگم خطاب پایا اسی زمانے مین مین نے اپنے کان خوب اینٹھے کہ اب ہرگز کسی سے محبت نہ کرونگا"

بیان ایک سو بیس مرض کی شدت اور صاحبات محل کا جمع ہو کر کہرام کرنا "

اسی زمانہ مین مین قیصر بیگم کی عنایت سے نار فارسی کی عارضہ مین مبتلا ہو گیا اور روز بروز مرض زیادہ ہونیلگا تمام زخم آگ کی طرح جلتے تھے اسیر طرہ محبوب گلرخون کا رنج میرے دل سے نہ جاتا تھا لہذا اپنے دل سے کہا بے میبی اور صحت کی حالت مین مجھے کون پوچھتا تھا جواب پوچھیگا حقیقت

مین وہی ہوا ایک روز محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ نے مجھے اپنا ہاتھ لگایا تو واللہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا انھون نے اپنے ہاتھ آٹے اور بیسن سے خوب دھوئے طہارت کی مین یہ دیکھکر رو دیا اور شکر خدا کیا اس سے زیادہ یہ ہوا کہ انھون نے میرے پاس آکر کہا خدا تم کو شفا عطا کرے لیکن اس قسم کے مریضون کو لکڑی مین روٹی باندھکر دیتے ہین اور اسکے جسم مین ہاتھ لگانا نقصان رکھتا ہے اسواسطے مین نے ہاتھ دھوے تھے مین چپ ہو رہا اور ایک کونے مین جاکر خوب رویا اسروز سے شہنشاہ منزل کو بند کر دیا اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتا تھا، ہر چند دوسری بیگمون نے اپنی حاضری کے لیے بہت تنگ کیا لیکن محبوبہ عالم کی بات نے ایسا اثر کیا تھا کہ مین کسی کا سامنا نہ کرتا تھا نہ کسی پر اسبات کا اظہار کرتا تھا کیونکہ مین واقعی اسی عارضہ مین گرفتار تھا پھر زبان سے کیا کہتا اور مرض روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا یہان تک کہ مین رات رات بھر زخمون کی تکلیف سے جاگا کرتا تھا مگر بے چینی کی وجہ سے آنکھ نہین لگتی تھی۔

کئی بار مسہل حب السلاطین کی دوا کھائی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ایک مرتبہ باسلیق کی فصد لی مگر مفید نہ ہوئی آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ ۱۲۶۵ھ مین ہر چند زخم اور دنبل خشک ہوگئے تھے پرہیز قائم تھا لیکن تکلیف مین تخفیف نہ تھی آخر اپنی راے سے حضرت سید الشہدا کے چہلم کے زمانہ مین اس مظلوم کی مجلس سے فراغت کرکے کٹی ہوئی ہڑین کھالین اس سبب سے عارضہ خفقان بھی ہو گیا۔ گیا عرض کرون جو حال ہوا اپنا گریبان چاک کرڈالا کپڑے پھاڑ ڈالے آخر اسکے دوسرے روز غش آگیا، تمام دن آنکھین نہ کھلین میرے سب متعلقین اور صاحبات محل جو شریف اور نیک تھے روتے تھے اور رات بھر

ہاتھون پر رکھتے تھے لیکن مجھے خبر نہ تھی کون آتا ہی کون جاتا ہی اس روز سے
آج تک دو ماہ کا زمانہ ہوا برابر دنبل نکلتے ہین پھر خشک ہو جاتے ہین
اسی جھگڑے مین گرفتار ہون دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہین اگر کسی وقت ہوش
آجاتا ہی تو البتہ شعر و شاعری کا شغل ہونے لگتا ہی پھر غفلت ہو جاتی ہے
اور میرے تمام اعضا مع منہ اور آنکھون کے بید کے مانند لرزتے ہین اتنا
قرار نہین ہے کہ نماز پڑھ سکون خدا رحم کرے واللہ اپنی آنکھون سے دیکھا ہے
میری علالت کے زمانے مین اکثر صاحبان محل تماشبینون کی طرح نئے نئے
کپڑے پہنکر دن بھر ناچ گانے مین مصروف رہتی تھین، خدا کا شکر ہے کس
کس کا نام زبان پر لاؤن جب مین نے یہ بے اعتنائی دیکھی تو مرض کی اسی
شدت مین رضی الدولہ کے مکان مین چلا گیا کہ ہم صحبتون اور معشوقون کی
چشمک زنی سے محفوظ رہون کیونکہ مین بیماری کے عالم مین اور وہ عین
ہوشیاری کی حالت مین لیکن اس مرض مین کبھی کبھی ہوش مین آجاتا ہون
تو سب صاحبان محل کو دیکھنے کے لیے بلا لیتا ہون یا خود زنانے مین چلا
جاتا ہون اسی عرصہ مین قیصر بیگم صاحبہ بھی اس عارضہ مین مبتلا ہوئین اور
ان کا تمام جسم زخمون سے بھر گیا۔ اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ بیگم مذکور کے عارضہ
نے مجھپر اثر کیا ہا لیکن دو تین ماہ گذرنے کے بعد قیصر بیگم صاحبہ پر فضل الٰہی ہوا
گھر مین اسی طرح حرارت کے مرض مین مبتلا ہون ۔ اسی عرصہ مین امتیاز بیگم
کو بھی یہی مرض ہوا اور وہ اس وقت تک سختی مین گرفتار ہین کبھی تو ہوش
مین آجاتی ہین کبھی بے ہوش ہو جاتی ہین انیس الدولہ بہادر بھی اسی عارضہ مین
ایسی گرفتار ہین ان کا حال مجنون کا سا ہو گیا ہے جو الگ لکھنے کے قابل ہے
لیکن حضرت بیگم صاحبہ اور محبوبہ عالم صاحبہ نے اس عارضہ مین بھی باوجود اس

سبب استغنائی کے مجھے نہ چھوڑا اور نئے نئے صدمات دیتی ہین ان مین سے ایک
یہ ہے کہ حضرت بیگم صاحبہ نے ایک روز شدت مرض مین مجھ سے لڑکر اور
اپنے گھر جاکر ایک تولہ افیون کھائی یہ دوسرا صدمہ میرے دلپر گذرا اور
مین ناچار ہوکر آدمیون کے سہارے ان کے مکان گیا اور منت خوشامد کرکے
قے کروائی آخر فضل الٰہی ہوا اسی عارضہ مرقومہ کے زمانہ مین محبوبہ عالم اور
خسرو بیگم صاحبہ تیسری مرتبہ مجھ سے پوشیدہ برائے تفریح گاڑی پر سوار ہوکر
قیصر بیگم کے ہمراہ جو وہ مجھ سے عرض کرنے کے بعد بالا علان میرے عنایت کیے
ہوے مکان مین جس کا نام جلال الدولہ والا مکان ہے چلی گئین اور مجھے
حکیمون کے حوالے کردیا یا تو مین وہ تھا کہ بغیر ان کے کبھی سیر و تماشے کو نہین
جاتا تھا یا مین وہ ہون کہ سبھے اس عارضہ مین مبتلا چھوڑکر اور مجھ سے پوشیدہ
سب صاحب دلی کیفیت اور حظ دنیوی اٹھاتے ہین اور مین شدت
مرض سے کچھ نہین کہہ سکتا بلکہ اسی عرصہ مین محبوبہ عالم صاحبہ نے اس خجالت
کے وجہ سے جو مجھ سے چھپاکر تفریح طبع مین مشغول ہوئین تھین اور میری
تمام محبت بالاے طاق رکھدی تھی، گل معرکہ یعنے میرا تعمانی باءین ران
پر کھایا اور پھر اسے یعنے اپنی آنکھون سے دیکھا لیکن اس سے کیا ہوتا ہے ؎

سر چشمہ شاید گذشتن بہ بیل
چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

ہنوز دونون صاحبان یعنے حضرت بیگم اور محبوبہ عالم میرے ساتھ فریب اور
جعلسازی کرنے سے باز نہین آتین کبھی لڑائی لڑتی ہین کبھی میل کرتی ہین
ایک روز نواب خاص محل صاحبہ کے سامنے شدت مرض مین جو جایا مجھے
کہا لیکن مین نے کچھ جواب نہ دیا اگر تین روز میرے پاس رہتی تھین تو تین

روز دوسری جگہ بسر کرتی تھیں حق سبحانہ تعالیٰ کل مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو بر دغا عورتون کی شر سے محفوظ رکھے اسی عرصہ مین جملہ منہیات و غنا و غیرہ سے بوجہ شدت مرض انکار کیا اور اسوقت سے اسوقت تک کبھی گانے کی آواز میرے کان تک نہین گئی اسی انکار کیوجہ سے میرا تمام بری خانہ برباد ہوگیا گویے بجویے وغیرہ ملازمت سے برطرف کر دیے گئے سب سلیمانی ساز و سامان تلف ہوگیا فاعتبروا یا اولی الابصار

ع۔ ہم ہین اور گوشہ ہے اور عارضہ قلبی ہے

حق سبحانہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

بیان ایک سو اکیس[۱۲۱] مرزا فلک قدر کا انتقال

ناگاہ میری بیماری کی حالت مین خبر وحشت اثر و ہوش ربا یعنے مرزا فلک قدر کے انتقال کی خبر سنی جو میرا ولیعہد تھا اور مدقوق تھا آخر بعارضہ دق اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی مین کیا کہون عین شدت مرض مین میرا اقتدار کمر خمیدہ ہوگئی گویا غم کا آسمان پھٹ پڑا، لیکن سوائے شکر و صبر کیا چارہ ہے۔

بیان ایک سو بائیس[۱۲۲] نواب سکندر محل صاحبہ کا انتقال

ابھی تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ خبر ہوش ربا اور داستان پر غم یعنے معشوق باوفا سکندر محل کے جو میرا محل اور مدقوق تھیں انتقال کی خبر میرے گوش زد ہوئی اسوقت دل کا خون ہوکر آنکھون سے نکل آیا اس یار باوفا کا غم بھی عجب غم تھا کہ قابل بیان نہین۔

بیان ایکسو تیئیس[۱۲۳]۔ آرام السلطان کا انتقال

ابھی کچھ روز نہ گذرے تھے کہ مونسہ شفیقہ میری جان کو راحت دینے والی آرام

اسمہ باسمہ مرض سل مین گرفتار ہوئی اور تین ماہ مین اسکا کام تمام ہوگیا میرا اس غم سے عجب حال ہے کبھی تو آسمان کی طرف نظر کرتا ہون کبھی استغفار کرتا ہون خدا اسے بخشے۔

چھوڑ جانے کو کیا جمع جہان کا اسباب
دار فانی مین ہے سب وہم و گمان کا اسباب

بیان ایکسو چوبیس۔ باوفا اور بےوفا معشوقون کی تفصیل

معشوقہ خاص ملکہ ماہ عالم نواب سلطنت محل صاحبہ محبوبہ خاص جانجان عاشق نا نواب دلدار محل جدیۃ السلطان مکرمۃ الزمانی نواب سکندر محل صاحبہ۔ خورشید لقا نواب امیر محل صاحبہ ملکہ ملک تاج النساء نواب معشوق محل صاحبہ۔ نشاط محل نواب ننھی بیگم صاحبہ۔ خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ۔ نگار محل صاحبہ۔ سیدۃ النساء حیدری بیگم صاحبہ یہ سب اوسط درجہ کی وفادار ہین باقی اور سب بیوفا ہین۔ واللہ اعلم بالصواب اور نئی آٹھ بیگمون سے بھی کسی کو وفادار نہین کہہ سکتا امیدوار ہون یہ بیوفائی نامہ جو کوئی ملاحظہ فرمائے عورتون کی محبت سے باز رہے اور ایثار دیے ان مین تلف نہ کرے کیونکہ اسکا جو انجام ہوتا ہے وہ ظاہر ہے یہ لوگ اگر حضرت یوسف کو بھی پاین تو اپنی بیوفائی سے ہاتھ نہ اٹھائین۔ لہذا ان لوگون سے کنارہ کرنا بہت اچھا ہے۔

مجھ سے بادشاہ خوبصورت و خوب سیرت کے ساتھ جس کی صفت و ثنا مین کتابین بھری ہوئی ہین باوجود اطاعت نہ ڈرین تو دوسرون کو ان سے کیا امید ہوسکتی ہے۔

بیان ایکسو پچیس خلعت ولیعہدی اور جرنیلی

جب جنت آشیان مرزا فلک قدر بہادر خلعت ولیعہدی چھوڑ کر آٹھ برس کے سن

مین راہی ملک بقا ہوسے اور مسند ولیعہدی خالی رہی تو بیٹے بہ ماتم داری ان کے چھوٹے بھائی مرزا کیوان قدر بہادر کو خلعت ولیعہدی اور نور چشم مرزا فریدون قدر بہادر کو جو ملکہ تاج النسا نواب معشوق محل صاحبہ کے بطن سے ہین خلعت جرنیلی عنایت فرمایا جبسر وزیہ خلعت تقسیم ہوسے وہ روز پندرہ ماہ شعبان امام ہمام علیہ الصلوٰۃ تحیۃ والسلام کی پیدائش کا دن تھا خدا معین و مددگار رہے۔

بیان ایکسو چھبیس حضرت بیگم صاحبہ سے محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ کا رنجیدہ ہونا پھر دونون صاحبون کے حال کا انکشاف اور دروازے کے قفل توڑکر پانچ بیگمون کا میرے پاس آکر پانچ روز تک رضی الدولہ بہادر کے مکان مین پڑا رہنا پھر میرا شاہ منزل مین جناب والدہ صاحبہ کے پاس عید الضحیٰ کی تقریب مین جانا اور حضرت بیگم اور دوسری بیگمون کی لڑائی پھر رفع فساد میری بیماری کی حالت

جب محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ اور مطلوب السلطان حضرت بیگم صاحبہ نے خواہ مخواہ رضی الدولہ بہادر کے مکان مین میرے پاس بود و باش اختیار کی اور وہان رات دن رہنا شروع کیا اور دوسری بیگمون کی آمد و رفت بالکل بند ہوگئی تو ایک روز سب بیگمین بالاتفاق لکڑی کی سیڑھی لگاکر کوٹھے پر آئین چند دروازے اور ان کے قفل توڑکر بہزار خرابی و کوشش میرے پاس پہونچین جب مین نے دیکھا اُن کی خاطرداری مین حضرت بیگم صاحبہ [illegible] ہوتے جاتی ہین تو ناچار ہوکر حضرت بیگم صاحبہ کی خاطر تواضع مقدم رکھی اور بجبر و اکراہ ان پانچون آدمیون کی طرف سے یعنے معشوق السلطان، خسرو بیگم صاحبہ، عاشق السلطان، ممتاز عالم نواب قیصر بیگم صاحبہ

حضیر السلطان امراؤ بیگم صاحبہ۔ الخمن السلطان زہرہ بیگم صاحبہ۔ محبوب السلطان بادشاہ بیگم صاحبہ جو دروازے اور قفل توڑ کر میرے پاس آئی تھین اپنے دل کو کھینچا کیونکہ میرا منہ ان لوگون کے دیکھنے کے لائق نہین رہا ہے اور عاشق السلطان ممتاز عالم نواب قیصر بیگم صاحبہ نے میری عین علالت بیماری مین ناچ گانے کی اجازت طلب کی اسی طرح معشوقہ خاص ملکہ ماہ عالم نواب سلطنت محل صاحبہ نے ان کے ساتھ گانا بجانا سننے کی خواہش ظاہر کی ہر چند ایسے امور کے واسطے میرے عہد تندرستی مین کوئی مانع نہ تھا بلکہ ان مین سے جن صاحب کا جی چاہتا تھا معہ سازندون کے گانے بجانے مین مصروف رہتی تھین لیکن جب میری بیماری کے دن آئے تو مین نے انکار کر دیا مگر انھون نے ناچ گانا جاری رکھا چونکہ یہ امر وزیر الممالک نواب صاحب بہادر علی نقی خان کے دل پر گران گذرا کہ مالک تو تکلیف مین پڑا ہے اور یہ سب عیش و طرب مین مشغول ہین لہذا انھون نے قطعی ممانعت کر دی کوئی شخص سازندون مین سے بغیر اجازت حضور کسی صاحبات محل اور بیگمون وغیرہ کے یہان حاضر نہ ہو جب اس امر کا بخوبی انسداد ہوا تو ہزار طرح کی مشکل پڑی آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ مجھ سے ناچ گانے کی اجازت طلب کی گئی مجھے یہ امر بہت گران معلوم ہوا کیونکہ دستور ہے اگر عورت ہندو کے گھر بیٹھتی ہے تو اسکا مذہب اختیار کرتی ہے اگر مسلمان کے گھر پڑتی ہے تو دین قبول کرتی ہے، پھر کیا وجہ ہے جو مین نے ان امور سے انکار کیا اور علیل ہون۔ لیکن یہ لوگ لہو و لعب ناچ گانے مین مصروف ہین جس سے معلوم ہوا یہ لوگ کینہ رکھتے ہین یا خدا سے اس روز کے متمنی تھے کہ مین بیمار ہون تو یہ لوگ اس قسم کے لہو و لعب مین مشغول ہون بلکہ جب اس امر کی اجازت چاہی

اور مین نے اجازت نہ دی تو یہ دونون صاحب میرے پاس حاضر ہوئین جب مین نے اُن سے پوچھا تو انھون نے جواب دیا مجھے صرف تم سے مزاح منظور تھی، قیصر بیگم صاحبہ نے کہا مجھے تمھارے یہان رہنا منظور نہین یا تو ہمین گانے بجانے کی اجازت دو یا اپنے گھر سے نکالدو آخر مین نے ناچار ہوکر اپنے یہان سے چلا جانے کی اجازت دے دی لیکن خدا معلوم وہ کسوجہ سے نہین گئین واللہ اعلم بالصواب جب ان امور کے لیے یہ پالخون صاحب میرے مکان مسکونہ جو رضی الدولہ بہادر کا مکان مشہور ہے آئی تھین تو مین بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا اسپر ان لوگون نے کہا ہم سب کی خاطر کرو کیونکہ ہم لوگ تمھارے پاس آئے ہین اور حضرت بیگم صاحبہ کی خواہش تھی کہ صرف میری خاطر ہو اور ان کے پاس کوئی نہ آئے جب اس لڑائی کو طول ہوا اور سب صاحب مکان مذکورہ مین رہ گئین اور برابر پانچ دن شبانہ روز یہ لڑائی جاری رہی اور اس درمیان مین محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ نے نہایت کراہیت سے کئی مرتبہ میرے منہ پر اپنی زبان سے کہا، مجھے تمھاری بیماری کی کچھ پرواہ نہین، تو مین آسمان کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہا۔

ایک روز مینے دیکھا باوجود میرے انکار کرنے کے محبوبہ عالم گنجیفہ کھیل رہی ہین، یہ بھی مجھے بہت گران گذرا!

الغرض جب ان کی طرف سے قرار واقعی دل بھر گیا تو مین نے ایک روز زبردستی تمام بیگمون کو اپنے مسکونہ مکان سے نکالدیا یعنے محل مین بھیجدیا صرف مین اور حضرت بیگم تنہا رضی الدولہ بہادر کے مکان مین رہ گئے جب سب صاحبان محل الگ ہو گئین تو انھون نے کالے سانپ کی طرح پیچ وتاب

کہا یا اور یہان حضرت بیگم کہتی تھین اگر اب تم نے مجھ سے ملاقات ترک کی تو واللہ مین اپنی جان دیدون گی خود کو ہلاک کر ڈالون گی آخر میرے اور حضرت بیگم کے درمیان مین یہ عہد ہوا جو میری خوشی ہو وہ تم کرو اور جو تمھاری خوشی ہو وہ مین کرون۔

ایک روز عید الضحےٰ کے دن مین جناب والدہ صاحبہ کے مجرے اور نذر کے واسطے بادشاہ منزل مین گیا حضرت بیگم میرے ہمراہ تھین وہان تمام بیگمات اور محلات مین نشست رہی آخر رات کے وقت سب بیگمین جوق جوق مع اپنے عملے کے جو شمار مین تین چار ہزار تھین اس قصد سے کہ آج رات کو حضرت بیگم کو ذلیل کرین جمع ہوئین اور ہر راہ اور دروازے کو بجز اپنے عملے کے آدمیون کی آمد و رفت کے بند کر دیا جب حضرت بیگم کو یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی جان دینے کے خیال سے مجھ سے پوشیدہ چھری ہاتھ مین لیکر بیٹھین چونکہ پہر رات گذرنے کے بعد مین والدہ صاحبہ سے رخصت ہو کر تانجان پر سوار ہوا کہاریون نے چاہا اٹھائین کہ حضرت بیگم نے کہا اے جان عالم مین بھی اس تانجان پر تمھارے ہمراہ چلون گی چونکہ مین بے خبر تھا کہا بسم اللہ آخر بیگم مذکورہ میری داہنی جانب تانجان پر آکر بیٹھ گئین جب کہاریون نے تانجان اٹھایا تو معشوق السلطان اور محبوبہ عالم نے جھپٹ کر چابک کوڑے کی ضربون سے حضرت بیگم کو کشان کشان تانجان سے نیچے گرا دین یکایک دو چار عورتون نے میرے تانجان کو گھیر لیا اور محبوبہ عالم نے چاہا کہ کوڑے کے چمڑے کے تسمہ کو حضرت بیگم کے گلے مین ڈالکر نیچے کھینچ لین اسوقت حضرت بیگم نے میان سے چھری نکالکر قصد کیا اپنے سینہ پر مار لین کہ مین نے چھری کے درمیان مین اپنا ہاتھ رکھدیا اسوقت عجب مشکل تھی کہ لکھ نہین سکتا

آخرالامر بہزار جد و کد و قیل و قال جناب والدہ صاحبہ درمیان مین آئین اور اس بیچ مین پڑین اور بڑی جد و جہد کے بعد اس امر پر تصفیہ ہوا کہ مین ہر روز سات گھنٹے حضرت بیگم صاحبہ کے پاس رہون اور گھنٹے بھران سب بیگمون مین بسر کرون، چنانچہ اس زمانہ سے آجتک یہی دستور قائم ہے مین سات گھنٹے یہان رہتا ہون اسکے بعد جناب والدہ صاحبہ کا ایک ملازم ان پانچون بیگمون کی طرف سے آتا ہے جس کے ساتھ مین وہان جاکر ایک گھنٹہ بسر کرتا ہون، لیکن حضرت بیگم صاحبہ کو اتنا بھی ناگوار ہے اور میرا دل بھی ان بیو فاؤن سے کچھ ربط نہین کھاتا آئندہ دیکھنا چاہیے کیا ہوتا ہے اسی زمانے مین سنا گیا حضور السلطان امراؤ بیگم صاحبہ نے ایک امام باڑہ مجھ سے پوشیدہ خرید کیا، لیکن اسمین کچھ فساد واقع ہوا اسوجہ سے مجھے یہ خبر ملی جسے سنکر مین ناراض ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان اکیسوتنائیس - جہان آرا بیگم صاحبہ کا انتقال

انھین دنون انتیس ذالحجہ ۱۲۶۵ھ کو غم تازہ ہوا یعنے اس آیہ کریمہ کے موافق "کل نفس ذائقۃ الموت ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام لخت جگر جہان آرا بیگم صاحبہ جو نصبہ جنبش کے بطن سے تھین اور انکی پیدائش میرے جلوس میمنت مانوس مین ہوئی تھی، تین برس کی ہو کر انتقال کیا، اس غم جانکاہ سے میری آنکھون مین تمام دنیا سیاہ ہوگئی اور اس ماتم کے تیرے دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے خدا اس مرحومہ کو جنت مین سایہ جناب سیدۃ النساء العالمین مین جگہ عنایت فرمائے!

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ

چون کتاب عشق نامہ شد تمام
کردمش تصنیف خود با دولتی

ختم اختر مصرع تاریخ آن
کردم از احوال نسوان فرصتی
۱۲۶۵ھ

دیگر

در الفی و دو صد شصتی و پنجے
ز ذیقعدہ آمدہ دود بصورت

بتاریخ این گفتہ مصراعی اختر
ز احوال نسوان کردیم فرصت
۱۲۶۵ھ

تمت

محل خانہ شاہی

کتبہ سراپا الم پابند غم شیرین رقم
سید نواب حسن عزم لکھنوی

حسب اجازت مترجم صاحب نامی پریس لکھنؤ میں چھپی

دیوان غالب

شہنشاہ اقلیم معانی وسخن مرزا اسد اللہ خان غالب کو کون نہین جانتا یہ اونکا دیوان ہے جو کمیل کے
مع مختصر حالات ، تبصرہ وتنقید خاص اہتمام سے حسن طباعت کی جملہ خوبیون کے ساتھ چھوٹے پیمانے پر
ہے ، غالب مرحوم کا فوٹو بھی اضافہ کیا گیا ہے ۔ سرورق نہایت خوبصورت قیمت صرف ۶/

مسدس حالی

اس کتاب کے نام سے ہندوستان کے مسلمانون کا بچہ بچہ واقف ہے مصنف مرحوم نے
انون کو انکی سابقہ عظمت وجلالت یاد دلاکر موجودہ زبون حالت کو عجب پر اثر اور دردانگیز
سے نظم مین بیان کیا ہے : نامی پریس لکھنؤ نے اس مشہور اور مفید کتاب کو خاص اہتمام سے
ے پیمانہ پر مع نقشہ جات چھاپا ہے اس سے بیشتر یہ کتاب اٹھارہ بار نامی پریس مین
چکی ہے سرورق پر دنیائے اسلام کا نقشہ بھی رنگین دیا گیا ہے ۔ قیمت صرف ۸/

خطابت وتقریر

تقریر پر یہ پہلا رسالہ ہے ۔ جسمین اوس کے اصول ، ضوابط ، آداب اور تقریر کو موثر بنانیکے وسائل
علمی مضامین اور فلسفی مباحث کے ساتھ سلیس اردو زبان مین بیان کئے گئے ہین ۔
ن ۔ واعظون ، وکیلون اور مدارس کے طلبا کے لئے اور ہر اوس شخص کو جو تقریر کرنیکا
کھنا چاہتا ہے اسکا مطالعہ نہایت کارآمد اور ضروری ہے ۔ اکابرین ملک اور اخبارات نے
ن نے اس رسالہ کی نسبت نہایت عمدہ خیالات ظاہر کئے ہین ۔ قیمت صرف ۶/

پر اسرار شہزادی

جسمین بولشوکس کے مظالم ، اونکے عجیب وغریب حیرت انگیز شرمناک کارنامے سلطنت
کا انقلاب اور اسکے افسوسناک حالات ، حسن وعشق کی کرشمہ سازیون کے ساتھ
ت جانفشانی سے جمع کئے گئے ہین ۔

حجم ۱۲۸ صفحہ قیمت صرف ۸/

ہندوستان کی ترقی

علوم وفنون کی عام اشاعت پر موقوف ہے

لہٰذا

نامی پریس بکڈپو، لکھنؤ

(قائم شدہ سنہ ۱۸۸۳ء)

کی فہرست طلب فرمائیے

جسمیں ہر قسم کی کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ بغرض فروخت
رہتا ہی اور اُجرت کا کام بہترین چھپائی و حُسنِ انتظام سے
اعلیٰ درجہ کی ولایتی مشینوں پر ماہرین فن کی نگرانی میں
بکفایت انجام دیا جاتا ہی تخمینہ طلب فرمائیے

83